چنانچہ کوئی کہے ذُقْتُ الحَلَاوَةَ[1] وَذُقْتُ البَلَاءَ وَذُقْتُ الرَّاحَةَ سب جگہ لفظ ذوق درست آیا۔ اسی طرح شرب کو کہیں شَرِبْتُ بِکَاسِ الوَصْلِ وبِکَاسِ الوُدِّ۔ علیٰ ہذا القیاس خداوند تعالیٰ نے جس جگہ حدیث شرب کو یاد کیا۔ فرمایا کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْئًا اور جہاں ذوق کا ذکر فرمایا ذُقْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْمُ[3] دوسری جگہ فرمایا ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ[4]

الناسوت:۔ عالم شہادت وحس سے مراد ہے +

عالم ملکوت:۔ اُس عالم کو کہتے ہیں جس سے اشارات حسی عاجز ہے۔ جیسا کہ عالم جن ومثال وعالم ارواح وملائکہ اس کو عالم عقلی وعالم دل بھی کہتے ہیں۔

عالم جبروت:۔ عالم صفات واحدیت سے مراد ہے اور بعضے کہتے ہیں:۔ جبروت اعیان ثابتہ ہے اور لاہوت عالم وحدت وحقیقت محمدی۔ بعدہٗ مرتبہ احدیت واطلاق ہے۔ جہاں تعینات کا پتہ نہیں لگتا +

القلب:۔ جَوْهَرٌ نُوْرَانِیٌّ مُجَرَّدٌ یَتَوَسَّطُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالنَّفْسِ وَهُوَ الَّذِیْ یَتَحَقَّقُ بِهِ الْاِنْسَانُ وَیُسَمِّیْهِ الْحُکَمَاءُ بِالنَّفْسِ النَّاطِقَةِ[5] +

علم الیقین[6] وهو ما یحصل عن نظر واستدلال +

وعین الیقین[7] وهو ما یحصل عن مشاهدة وعیان +

حق الیقین[8] وهو ما یحصل عن العیان مع المباشرة

---

[1] چکھا میں نے حلاوت کو اور چکھا بلا کو اور چکھا راحت کو ۱۲ [2] کھاؤ اور پیو رچتا ہوا ۱۲ +

[3] چکھ بیشک تو ہی ہے زبردست عزت والا ۱۲ [4] چکھو لگنا دوزخ کا ۱۲ +

[5] یعنے دل ایک جوہر ہے نورانی مجرد کہ واسطہ پڑتا ہے درمیان روح ونفس کے اور وہ وہ شئے ہے کہ متحقق ہوتا ہے ساتھ اس کے انسان اور نام رکھتے ہیں حکما اس کا نفس ناطقہ۔ چنانچہ کچھ بیان اول رسالہ میں بھی لکھا گیا ۱۲ [6] یعنے علم الیقین وہ شئے ہے کہ حاصل [illegible] ۱۲

[7] وہ شئے ہے کہ حاصل ہو مشاہدہ اور عیان سے ۱۲ [8] وہ شئے ہے کہ حاصل [illegible]

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

137109

خدا کی حمد بندہ کیا کریگا
نبی کی نعت کا کیا دم بھریگا

خدا کی حمد بے پایاں کا لکھنا
خیال خام کا ہے دل میں رکھنا

محمدؐ کی ستائش منہ پہ لانا
کسی نے کچھ مگر آسان جانا

یہ درپردہ ہے دعوائے خدائی
معاذ اللہ توبہ ہے الٰہی!

و لیکن عشق دل کو ہے خدا سے
دلی نسبت ہے احمدؐ مجتبےٰ سے

مزا آتا ہے باتوں میں خدا کی
بھلی لگتی ہیں باتیں مصطفےٰ کی

نہیں کچھ ہیچ درد عشق دلمیں
مذاق عاشقی ہے آب و گل میں

گذرتا ہے جو کچھ جان حزیں پہ
جو صدمہ ہے دل اندوہگیں پر

کسی سے کہنے کے قابل نہیں ہے
مرے کہنے میں ہے بے دل نہیں ہے

یہ تنگ آیا جہان بے وفا سے
چھوٹیگا کس دن اس قید بلا سے

میں اب باتوں سے بہلاتا ہوں جی کو
خبر میری نبی کی کیا کسیکو

نہ کوئی ہمسخن باقی نہ ہمدرد
دل سوزاں ہوا اکبارگی سرد

ہوئی باتوں میں منزل مفت کھوئی
کہانی ہے بڑی اور رات تھوڑی

جب تک دہلی میں سیدی و مولائی میر عبد الرزاق صاحب مدظلہ العالی خلیفہ شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی کی خدمت میں رہا تو ان کے فیضان صحبت سے جو کچھ حاصل ہوتا تھا اس کو غنیمت سمجھتا تھا جب اُن سے رخصت ہو کر سہارنپور آیا تو یہاں وہ صحبت کہاں تھی ناچار کتب طریقت مثل نفحات الانس مولٰنا جامی اور رشحات علی

Marfat.com

ابن الحسین الواعظ الکاشفی وابع انہار شاہ ابوسعید احمدی مجددی نقشبندی رضی اللہ عنہم سے دل بہلاتا رہا۔ ایک روز خیال آیا کہ اولیاء اللہ اور اُن کی باتوں سے محبت رکھنی اور اُن کی باتیں لکھنی نزول رحمت و وفور محبت کا سبب ہے۔ چنانچہ نفحات میں لکھا ہے کہ علی بن حمزۃ الاصفہانی کہتے ہیں کہ میں اصفہان میں محمد بن یوسف اپنے پیر کی خدمت میں بہت رہا ہوں۔ ایکبار اُن سے رخصت ہو کر حج کو چلا گیا۔ جب واپس آیا بصرہ میں آکر سُنا کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ مجھے ایسا رنج ہوا کہ جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ دل میں کہا کہ اب اصفہان جا کر کیا کرونگا یہیں کہیں پڑ رہونگا۔ یہ سوچ کر وہیں حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کے میں ٹھیر گیا۔ وہ لوگ حضرت محمد بن یوسف سے واقف تھے اُن کی باتیں مجھ سے کیا کرتے جو باتیں مجھے اچھی معلوم ہوتی۔ اُس کو لوگوں سے لکھوا لیا کرتا۔ کیونکہ میں اُمّی تھا۔ ایک روز کنار دریا پر وضو کر رہا تھا۔ میری جیب میں سے وہ کاغذ نکل پڑے۔ مجھے بڑا رنج ہوا۔ رات کو حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ مجھ سے کہنے لگے کہ تجھے اُن کاغذوں کے بھیگ جانے سے رنج ہوا۔ میں نے کہا۔ ہاں اُستاد۔ کہا تجھ کو جو اُن باتوں سے محبت تھی تو اُس کا حق حقتعالیٰ سے کیوں نہیں مانگتا۔ میں نے کہا اُستاد ہمیں ابھی اتنا نہیں ہوا۔ ہم دونو آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب صفہ تشریف لاتے ہوئے معلوم ہوئے۔ میں پیشوائی کو دوڑا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا کہ اس صدیق یعنے سہل تستری سے کیوں نہیں کہتا کہ اس قوم کی دوستی اور اُن کی باتوں سے محبت رکھنی عین حقیقت ہے۔ اُس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت سہل تستری سے اسی بات کے کہنے کو تشریف لائے ہیں اتنے میں سہل کی آواز آئی۔ استغفر اللہ یا رسول اللہ! مجھ کو پتا کہ اس کو سُن کر آپ نے تبسم فرمایا۔ میں اُس وقت ایسا خوش ہوا کہ بے اختیار آنکھ کھُل گئی۔

خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "دوستی ایں کار ایں کار است بلکہ نزدیک است کہ انکار آں کار شود" یعنے اس کام کی دوستی ہی کام ہے بلکہ کبھی انکار

بھی کام دے جاتا ہے ٭

غلام الخلیل[لہ] کو آخر عمر میں جذام ہو گیا تھا ایک بزرگ نے سُنا کہا اس قوم کا ایک ناقص ہمت کر رہا ہے مگر اچھا نہیں کرتا کیونکہ یہ مخالفِ قوم تھا۔ کبھی قوم کا اثر بڑھ جاتا۔ خیر خدا شفا دے۔ کسی نے غلام الخلیل سے جا کے کہا۔ اُسیوقت توبہ کی اور جو کچھ مال اسباب تھا۔ مشائخ کی خدمت میں بھجوا دیا لیکن کسی نے ہاتھ نہ لگایا ٭ خواجہ فرماتے ہیں کہ دیکھو جب اس قوم کے مُنکر کا یہ حال ہوا تو مُقر کا کیا ہوگا ٭

ایک بزرگ کا قول ہے کہ درویشوں میں یا اُن کے دوستوں میں داخل ہو جاؤ اور اپنی صورت درویشوں کی سی بناؤ کہ اگر قیامت کو تم سے پوچھیں کہ تم کون ہو تو تم کہوگے تو یہی کہ ہم درویشوں کے دوستوں میں ہیں۔ اور جب ان کی بات سُنو اگرچہ اُس کے معنے نہ سمجھو۔ سر ہلا دیا کرو کہ روزِ قیامت سر ہلانیوالوں میں شمار ہو کر نجات ہو جائیگی ٭

پیر ہرات قدس سرہ نے یاروں کو وصیت کی کہ ہر پیر کا ایک دو کلام یاد کر لو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اُن کے نام یاد کر لو ٭

مولنا جامی علیہ الرحمۃ ؎

آنی تو کہ از نام تو میبارد عشق
وز نامہ و پیغام تو میبارد عشق
عاشق گردد ہر کہ بکوئیت گزرد
آرے زند و بام تو میبارد عشق

حدیث شریف میں آیا ہے کہ خداوند تعالیٰ روزِ قیامت بندۂ مفلس شرمندہ سے فرمائیگا کہ تو فلاں عالم یا عارف کو فلانے محلہ میں جانتا تھا وہ عرض کریگا کہ بار خدایا جانتا ہوں حکم ہوگا کہ جا تجھ کو اُسی کے سبب سے بخشتا ٭

مولنا جامی علیہ الرحمۃ ؎

لہ خلیفۂ وقت کے ایک یا کار حمد کا نام ہے کہ حضرات صوفیہ کی بُرائیاں کرکے اُن کو قتل کرانا چاہتا تھا۔ تاکہ خلیفہ اُن کے حالات سے واقف ہو کر معتقد نہ ہو جائے ۱۲

کشف المحجوب

قدر من در صفِ عشاق تو زان شیرست در دلم نقش شده نام گدایان در تست	گر زنم گام ارادت بمقامات وصول بس بود ناشۂ اعمال مرا مُہرِ قبول

مرتبہ درویشی اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ نے فقرا کے حق میں فرمایا ہے:۔ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا[۱]۔ ایک جگہ فرمایا:۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا[۲]۔ ایک جگہ فرمایا:۔ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ[۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر اختیار فرمایا اور فرمایا:۔ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ[۴]۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ فرمائیگا:۔ اُدْنُوْا مِنِّيْ اَحِبَّائِيْ فَيَقُوْلُ الْمَلٰٓئِكَةُ مَنْ اَحِبَّاؤُكَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمَسَاكِيْنِ[۵]

---

[۱] خیرات واسطے اُن فقیروں کے ہے جو بند کئے گئے ہیں اللہ کی راہ میں نہ چل سکتے ہیں زمین میں جانتا ہے انکو جاہل تونگر طمع کے سبب سے پہچانتا ہے تو انکو ساتھ چہرے اُن کے کے نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر ۱۲ ۔ [۲] بیان کیا خداوند تعالےٰ نے قصہ بندۂ مملوک کا کہ قدرت نہیں رکھتا اوپر کسی چیز کے اور وہ شخص کہ دیا ہم نے اسکو اپنی طرف سے رزق اچھا۔ پس وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپے اور ظاہر ۱۲ ۔ [۳] دُور رہتی ہیں کروٹیں اُن کی بچھونوں سے پکارتی ہیں رب اپنے کو ڈر سے اور طمع سے اور اس چیز سے کہ دیا ہمنے اُن کو خرچ کرتے ہیں ۱۲ ۔ [۴] اے خدا زندہ رکھ مجھ کو اس حالت میں کہ مسکین ہوں اور مار مجھے مسکین اور اُٹھا مجھ کو مسکینوں کے گروہ میں ۱۲ ۔ [۵] نزدیک کرو مرے ہانکہ میرے دوستوں کو۔ پس کہینگے فرشتے کون ہیں وہ دوست تیرے۔ پس فرمائیگا خداوند تعالیٰ فقیر کہ مسلمان و مسکین ہیں ۱۲ ۔

Marfat.com

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے :- وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم علی اصحاب الصفۃ فرأی فقرھم وجھدھم وطیب قلوبھم فقال ابشروا یا اصحاب الصفۃ فمن بقی من امتی علی النعت الذی انتم علیہ راضیا بما فیہ فانہ من رفقائی فی الجنۃ یعنے جب آپ ان کی طرف گزرے اُن کو دیکھا کھڑے ہو گئے اور اُن کے دل فقر و مجاہدہ میں خوش دیکھے۔ پس فرمایا بشارت اہل صفہ تم کو اور اُن کو کہ بعد تمہارے آئیں تمہاری صفت پر اور اندر اپنے فقر کے رضی ہوں وہ بھی میرے رفیقوں میں سے ہیں جنت میں +

اسی طرح آیات و اخبار بہت ہیں کہ شہرت کے سبب سے اُنکے لکھنے کی حاجت نہیں + عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فقیر مہاجر لوگ تھے کہ سب کام چھوڑ کر آداب عبودیت حق تعالیٰ اور صحبت متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بجان و دل مصروف ہوئے اور اُسکی رزاقی پر بھروسہ کر کے ایک طرف ہو بیٹھے۔ تا آنکہ آپ کو اُن کی صحبت میں رہنے اور اُن کی خبر گیری کرنے کے واسطے حکم آیا کہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ اور فرمایا وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا +

جب ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ پاتے تو فرماتے کہ میرے ماں باپ ان پر سے قربان۔ خداوند تعالیٰ نے ان کے واسطے مجھ پر عتاب فرمایا ؞

حاصل کلام یہ ہے کہ ان خیالات سے دل کی آگ بھڑک اُٹھی اور توجہ بن نہ آیا اپنے بلکہ تمام اخوان الطریقۃ خصوصاً جن کے دل بجلے ارادی یا حب ذاتی کی آگ میں جل رہے

لہ اور دور نہ کر ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو صبح و شام چاہتے ہیں رضامندی اُس کی نہیں اوپر تیرے حساب میں سے کچھ اور نہ تیرے حساب میں سے اُن پر کچھ کہ تو نکالے تو اُن کو پس ہو جائے تو ظالموں سے ۱۲ +

لہ اور چاہیے کہ نہ پھر جائیں دونوں آنکھیں تیری بناؤ کرتے ہوئے زندگانی دنیا کا ۱۲ ؞

Marfat.com

ہیں اور میری طرح رحمت کے بھوکے پیاسے ہیں اُن کے ہر وقت پاس رکھنے کے واسطے طریقہ
نقشبندیہ میں یہ رسالہ لکھا اور بلحاظ رشحات وانہار اربعہ سرچشمۂ رحمت نام رکھا قطعہ تاریخ

سرچشمۂ نور ہے مگر یہ	اک دھوم ہے مدح سے تا بماہی
آب حیواں ہے نورِ معنی	رشک ظلمات ہے سیاہی
حسّاد کا سر کچل کے دل نے	تاریخ جو اسکی لکھنی چاہی
کہنے لگے آکے حضرتِ خضر	سرچشمۂ رحمتِ الٰہی

اور ایک اور تاریخ خیال میں آئی جس سے وقت و روز و سال و ماہ سب معلوم ہوتے ہیں وھو ھذا
(صبح بروز جمعہ عشرۂ محرم) اس وقت دل چاہتا ہے کہ پہلے چند مقدمات کہ جو مقصود سے
متعلق ہیں بیان کروں ؛

مقدمہ - مشائخ متفق ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں غلبہ محبت و ترک لذات کی جہت سے معرفت و محبت و نسبت احسانیہ کہ مراد اَنْ تَعْبُدَ رَبَّكَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ سے ہے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل تھی اور بعد از رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب کرام کے تبع تابعین تک یہی صورت رہی - بعد از آں جس طرح مجتہدین شریعت نے احکام ظاہر شریعت کے اصول مقرر کیئے - اسی طرح صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم نے بالہام ربانی اس نسبت کے حاصل کرنے کے لئے انواع اذکار و مراقبات تجویز کیئے - چنانچہ آخر میں کچھ اس کا ذکر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ +

مقدمہ - مقدم عبادت ہے اور حقیقت عبادت خشوع و خضوع و شکستگی و نیاز ہے کہ شہود عظمت حق سے دل پر ظاہر ہوتی ہے لیکن یہ سعادت موقوف محبت پر ہے اور محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر اور متابعت علما کی صحبت پر کہ وارث علوم دینی ہیں نہ وہ عالم کہ جنہوں نے علم کو وسیلہ معاش دنیوی کیا - محمد بن فضل البلخی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اَلْعُلُوْمُ ثَلٰثَةٌ عِلْمٌ مِّنَ اللّٰهِ وَعِلْمٌ مَّعَ اللّٰهِ وَعِلْمٌ بِاللّٰهِ علم باللہ علم معرفت ہے جس بغیر کسی نبی و ولی نے اسکو نہیں جانا اور علم من اللہ شریعت ہے

Marfat.com

کہ جس کے واسطے ہم اُس کی طرف سے مکلف و مامور ہوئے اور علم مع اللہ علم مقامات و طریق حق و بیان درجات اولیاء ہے ۔ پس معرفت کا بے اختیار شریعت اور ورزش شریعت کا بے اظہار مقامات ٹھیک نہیں لگتا ۔

ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اَلْعِلْمُ حَیٰوۃُ الْقَلْبِ مِنَ الْجَہْلِ وَنُوْرُ الْعَیْنِ مِنَ الظُّلْمَۃِ علم زندگی دل ہے مرگ جہل سے اور نور نظر یقین ہے تاریکی کفر سے جس کو علم معرفت نہیں اُس کا دل مرا ہوا ہے اور جس کو علم شریعت نہیں وہ مرض نادانی میں مبتلا ہے ۔ پس کفار مُردہ دل ہیں کہ حق کی طرف سے جاہل ہیں اور اہل غفلت کا دل بیمار ہے کہ اُس کے احکام سے غافل ہے ۔

ابو بکر وراق ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مَنِ اکْتَفٰی بِالْکَلَامِ مِنَ الْعِلْمِ دُوْنَ الزُّہْدِ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنِ اکْتَفٰی بِالْفِقْہِ دُوْنَ الْوَرَعِ فَقَدْ تَفَسَّقَ جس نے علم توحید سے صرف عبارت پر اکتفا کر لیا اور مجاہدات و معاملات سے اعراض کیا زندیق ہوا اور جس نے علم فقہ و شریعت بے ورع حاصل کیا فاسق ہوا ۔

شیخ المشائخ یحییٰ بن معاذ الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اِجْتَنِبْ صُحْبَۃَ ثَلٰثَۃِ اَصْنَافٍ مِّنَ النَّاسِ الْعُلَمَاءِ الْغَافِلِیْنَ وَالْفُقَرَاءِ الْمُدَاہِنِیْنَ وَالْمُتَصَوِّفَۃِ الْجَاہِلِیْنَ علماء غافل وہ ہیں کہ جنہوں نے دُنیا کو قبلۂ دل گردانا اور احکام شریعت کو سہل جانا اور نکتہ چینی و معانی آفرینی میں اپنے کو بہتر سمجھ کر اگلوں کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا اور حسد و کبر کو مذہب ٹھیرایا اور فقراء مداہنین وہ ہیں کہ جب کوئی شخص اُن کے مزاج کے موافق کسی فعل پر اگرچہ مخالف شرع کیوں نہ عمل کرے تو وہ اُس کی مدح کریں اور جب کوئی اُن کے خلاف اگرچہ موافق شرع کیوں نہ ہو کوئی فعل اختیار کرے مذمت کریں اور اپنے معاملہ میں خلق سے منفعت کی طمع رکھیں اور باطل پر حق کے ساتھ مداہنت کریں اور متصوفہ جاہل وہ ہیں کہ نہ پیر طریقت کی صحبت میں رہے نہ ادب نہ مدت سیکھے بیہودہ بیچ میں آکودے ۔

Marfat.com

ابویزید بسطامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں عَمِلْتُ فِي الْمُجَاهَدَةِ ثَلٰثِيْنَ سَنَةً فَمَا وَجَدْتُ شَيْئًا أَشَدَّ عَلَيَّ مِنَ الْعِلْمِ وَمُتَابَعَتِهٖ وَلَوْلَا اخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ لَبَقِيْتُ وَاخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ رَحْمَةٌ اِلَّا فِيْ تَجْرِيْدِ التَّوْحِيْدِ تیس برس مجاہدے کئے مجھ پر کوئی چیز شاق تر علم اور اس کی متابعت سے نہ گذری۔ اگر اختلاف علماء نہ ہوتا تو میں سب چیزوں سے رہجاتا اور حق دین کا ادا نہ کیا جاتا اور اختلاف علماء کا رحمت ہے سوائے تجرید و توحید کے۔ اسواسطے کہ طبیعت جہل کیطرف کہ وہ بے رنج حاصل ہے بہت مائل ہے بخلاف علم کہ اس میں ہر ایک قدم پر ہزار ہزار رنج ہیں اور راہ شریعت راہِ صراط سے باریک تر و پرخطر تر ہے۔ پس چاہئے کہ ہر حال میں یہ خیال ہے کہ اگر احوال رفیع و مقامات خطیر سے رہا تو کوچہ شریعت سے تو قدم نہ نکلے۔

حضرت ابو علی سیاہ نے فرمایا ہے کہ جس چیز میں سے کچھ جاتا رہیگا کچھ تو اُس میں کار ہیگا۔ بخلاف شریعت کہ جب اُس میں سے کچھ جاتا رہتا ہے پھر کچھ نہیں بنتا ہے شیخ الاسلام عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ یہ ٹھکانے کی کہتا ہے۔ شریعت کی مثال ایسی ہے جیسے پانی اگر زیادہ ہوگا ویران کر دیگا اور اگر کم ہوگا کھیت کا نقصان کر دیگا۔

صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ طبیعت کو آگ پر قدم رکھنا آسان تر ہے لیکن علم کے موافق چلنا مشکل ہے اور جاہلوں کو پلِ صراط پر ہزار ہزار بار آنا جانا سہل مگر ایک مسئلہ علم کا سیکھنا دشوار۔ پس علم حاصل کرنا اور اسکی تکمیل کرنی مشکل ہے۔ اور اگر تکمیل بھی کی تو علم بندہ کا کمال بہ نسبت علم الٰہی جہل ہے۔ چاہئے کہ علم بندگی کے حاصل کرنے کے بعد اتنا جان لے کہ اس کے سوا نہیں جان سکتا۔ اور بندگی بندے اور خدا کے درمیان میں حجاب عظیم ہے ۵

اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ ۔۔۔ وَالْوُقُوْفُ فِيْ طُرُقِ الْاَخْيَارِ اِشْرَاكٌ

۵ عجز از یافتن یافت است و ایستادن در راہ اختیار گروہ خود شرک است ۱۲

Marfat.com

حکماء اشراقیین میں کہ آئمہ کشف و شہود ہیں مقرر ہے کہ ہر صفت کا کمال اس میں ہے کہ وہ اپنے ضد کے ساتھ دست و گریباں ہو جائے۔ چنانچہ اسماء حسنیٰ الٰہی اس رمز سے آگاہی دیتے ہیں ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ مدعا ہو جاتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ طالب کو صحبت علماء سے کہ جن کے دل تجلی ذاتی کے پرتو سے روشن ہیں اور اتباع سنت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے چارہ نہیں بلکہ مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جبتک طالب سنت کو اپنے اوپر فرض نہیں سمجھ لیتا اُس کے دین کا نقصان ہے کیونکہ بعض سنتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھیں وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ طالب کو التزام سنن و آداب شرعی کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیئے کہ تمام سعادتیں ظاہری و باطنی اسی پر موقوف ہیں ہرگز ہرگز پانچوں وقت کی نماز کے سوا دو یا چھ رکعتیں اشراق۔ چار چاشت۔ چار زوال دو یا چار رکعت سنت قبل العصر۔ چھ یا چار اوابین کی رکعتیں۔ بارہ یا آٹھ تہجد کی اور تین روزے ایام بیض[1] اور روزہ پنجشنبہ اور جمعہ اور دوشنبہ کا اور چھ روزے شوال کے اور نو روزے اول ماہ ذی الحجہ کے۔ روزہ عاشورہ محرم کا آٹھ روزے اول رجب و شعبان کے ترک نہ کرے ۔

صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ ایکبار حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں طالب صادق کا ذکر چل پڑا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی شیخ نے کسی بزرگ کو لکھا تھا کہ طالب صادق کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے۔ کبھی کوئی ملے تو ہمارے پاس بھیجدینا انہوں نے جواب میں لکھا کہ جیسا طالب آپ چاہتے ہیں نایاب ہے لیکن شیخ جس قدر درکار ہوں بھیج سکتا ہوں ۔

مولانا عبد الکبیر فرمایا کرتے تھے کہ اگر مرید کا دل دنیا و آخرت میں کسی چیز کی طرف نہ ہو تو سمجھو کہ طالب صادق ہے۔ اُس کو خدا تعالیٰ نے اپنے لئے پیدا کیا ہے۔

[1] یعنی ہر چاند کی تیرھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں کو روزہ رکھے ۔

Marfat.com

بہشت و دوزخ کے لئے پیدا نہیں کیا ۔

سبحہ سیارہ میں طالب کی علامتیں اور کچھ نصیحتیں لکھی ہیں خلاصہ یہ کہ طلب کی آگ اس کے باطن میں ایسی لگی ہوئی ہو کہ تمام آرزوؤں کو جلادے ۔ دردمیں بیقرار ہو نامراد و خاکسار ہو ۔ سحر خیز ہو ۔ روئے بہت ۔ گزشتہ سے پشیمان ہو ۔ آئندہ سے ڈرے اعمال بحیر پر اوقات تقسیم کرے ۔ صبر عفو مزاج میں ہو ۔ اپنی تقصیر کا اقرار کرے ۔ لوگوں کو معذور سمجھے ۔ گفتگو میں خیال رکھے کہ مبادا کسی کا دل دُکھے ۵

نیازارم بجز دیہر گز دلے را — کہ مے ترسم دراں جائے تو باشد

اولیاء کرام میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ دے ۔

بزرگوں نے سماع بے مزامیر تخلیہ میں سُنا ہے ۔ صحبت مبارک حضرت سلطان المشائخ نظام الدین رضی اللہ عنہم میں ملاہی کا نشان نہ تھا ۔ چنانچہ فوائد الفواد و سیر الاولیا میں مفصل لکھا ہے اور اگر کسی نے ملاہی کو جائز رکھا ہوگا تو غلبہ حال میں رکھا ہوگا معذور ہے ۔ مشائخ کبار کا خلاف دل کو سیاہ کرتا ہے ۔ ذکر جہر بیماری دل کا علاج ہے ۔ اس سے دل میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور اسرار توحید کہ ممکنات میں دیکھنا ایک ہستی کا ہے نہ کہ جاننا ممکنات کو عین ذات اس سے کُھلتے ہیں ۔ اگر توسط کریں تو جائز ہے لیکن خفی بہتر ہے کہ ہر وقت ہو سکتا ہے ۔ پس چاہیئے کہ کوئی دم ذکر سے خالی نہ جائے کہ دم آخر کی کسی کو خبر نہیں اور مسلمانی کی جڑ جس کو عین ذکر کہتے ہیں یہی کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے خوش نصیب وہ لوگ جن کے دل پر دوام ذکر سے عشق غالب ہو گیا ۔ جتنی عبادتیں ہیں اس ذکر کے واسطے ۔

نماز کیا ہے نوع نیاز ۔ اگر بسبیل ہیبت پڑھی جاتی ہے تو اس سے ذکر حقیقی ملتا آتا ہے ۔ روزہ دفع شہوات کیواسطے ہے کہ جس وقت دل مزاحمت شہوات سے نجات پاتا ہے صاف ہو کر قابل ذکر ہو جاتا ہے ۔ حج سے مراد ذکر صاحب خانہ اور اشتیاق اس کی ملاقات کا ہے ۔ ترک دُنیا و ترک معاصی فراغ ذکر کے لئے ہے ۔ مقصود اس

Marfat.com

نہی سے ذکر ہے اور حقیقت ذکر کی یہ ہے کہ دُنیا و عقبےٰ سے بیزار ہو جائے اور کسی طرف حق سُبحانہ تعالےٰ کے سوائے توجہ نہ ہے - اس کی علامت یہ ہے کہ امر و نہی کے وقت حکم کے موافق کار بند ہو ورنہ حدیث نفسی ہے کار آمد نہیں +

شیخ بدرالدین میدانی کہ اصحاب شیخ حسن بلغاری میں سے ہیں - انہوں نے حضرت عزیزان کی صحبت بہت اٹھائی ہے یہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت سے پوچھا کہ ذکر کثیر جس کے واسطے ہم حق سُبحانہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کما قال اللہ تعالیٰ اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وہ ذکر زبان ہے یا ذکر دل - فرمایا کہ مبتدی کے واسطے ذکر زبان ہے اور منتہی کیواسطے ذکر دل - مبتدی ہمیشہ ذکر میں تکلف کرتا ہے اور منتہی کا حال یہ ہے کہ جب اثر ذکر اُس کے دل پر پہنچتا ہے تو اُس کے تمام اعضا وعروق و مفاصل ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں - اُس وقت وہ ذکر کثیر کے نام سے نامزد ہوتا ہے - اُس حالت میں اُس کا ایک روزہ اوروں کے سال بھر کے روزوں کے برابر ہے - راقم الحروف کہتا ہے کہ با ایں ہمہ فائدہ کلی ذکر سے اُس وقت حاصل ہوگا کہ مُربی یعنے شیخ ولی کامل ہوگا +

مقصد کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ولایت بفتح واؤ حق کے اندر تصرف کرنے کو کہتے ہیں لغتہً اور ولایت بکسر واؤ امارت کو اس صورت میں دو لغت معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ دلالت و دِلالت اور ولایت بمعنی محبت بھی ہے - پس ولی ہے کہ ولی فعیل بمعنی مفعول ہو جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ - اسی طرح اور بہت معنے لکھے ہیں کہ اس مختصر میں لکھنے کی گنجائش نہیں اور لفظ ولی قرآن مجید و حدیث شریف میں اکثر آیا ہے - ایک جگہ فرمایا اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۞ ایک جگہ فرمایا نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ایک جگہ فرمایا اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۞ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مِنْ

۱۵ خداوند تعالےٰ دوست رکھتا ہے صالحین کو ۱۲

Marfat.com

عِبَادُ اللّٰهِ لَعِبَادًا یَّغْبِطُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّهَدَاءُ قِیْلَ مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا لَعَلَّنَا نُحِبُّهُمْ قَالَ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ مِنْ غَیْرِ اَمْوَالٍ وَّلَا اِنْتِسَابٍ وُجُوْهُهُمْ نُوْرٌ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ ثُمَّ تَلَا اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۞ رواہ ابوداؤد یعنے تحقیق اللہ کے بندوں میں ایسے بندے ہیں کہ رشک کرتے ہیں اُن پر نبی و شہید کہا گیا کون ہیں وہ یا رسول اللہ بیان کیجئے ہم سے اُن کا تاکہ ہم اُن سے محبت کریں فرمایا کہ وہ قوم ہیں کہ محبت کرتے ہیں باہم بامید رحمت الٰہی بے خوف و غرض یا بدون مالوں اور کمائیوں کے مُنہ اُن کے نور ہیں نوروں کے منبروں پر نہیں ڈرتے جب ڈرتے ہیں لوگ اور نہیں غم کرتے جبکہ غم کرتے ہیں لوگ ۔۔ پھر آپ نے پڑھی یہ آیت۔ سُن رکھو بیشک دوست اللہ کے نہیں خوف اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۔۔

فائدہ اس سے یہ نہ سمجھیں کہ ولی نبی سے فاضلتر ہیں۔ تمام مشائخ رحمۃ اللہ علیہم متفق ہیں کہ تمام اوقات و احوال میں اولیا انبیا کے تابع اور اُن کی دعوے کی تصدیق کرنے والے ہیں اور انبیا اولیا سے فاضلتر ہیں کیونکہ نہایت ولایت بدایت نبوت ہے اور تمام انبیا ولی ہیں لیکن کوئی ولی نبی نہیں پھر اصل مدعا پر آیا حدیث قدسی ہے مَنْ اٰذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدِ اسْتَحَلَّ مُحَارَبَتِیْ ۞[1] اور ولی کی تعریف میں حضرات مشائخ نے بہت کچھ فرمایا ہے ۔۔

ابو علی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اَلْوَلِیُّ هُوَ الْفَانِیْ فِیْ حَالِهٖ وَالْبَاقِیْ فِیْ مُشَاهَدَةِ الْحَقِّ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ اِخْبَارٌ وَّلَا مَعَ غَیْرِ اللّٰهِ قَرَارٌ ۞ ولی وہ ہے کہ فانی ہو اپنے حال اور باقی ہو مشاہدہ حق میں ممکن نہ ہو کہ اپنی خبر دے سکے یا بجز خدا آرام پائے ۔۔ دُرّ ثمین میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حالت میں کہ جو خواب و بیداری کے درمیان میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور حضرت

[1] جس نے ایذا دی میرے ولی کو۔ تحقیق حلال جان لیا اُس نے مجھ سے لڑنے کو ۱۲

کیا یا رسول اللہ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اسْتَهْلَكَ ذَاتَهُ فِي ذَاتِهِ وَصِفَاتَهُ فِي صِفَاتِهِ ؞

خلاصہ تقریر صاحب کشف المحجوب یہ ہے کہ اللہ کے ولی وہ ہیں جن کو اُس نے دوستی وولایت سے مخصوص فرمایا اور وہ والی ملک و مظہر افعال آلہی ہیں اور انواع کرامات سے مخصوص - آفات طبع سے پاک اور متابعت نفس سے مُبرّا - نہ اُن کی ہمت اُس کے سوا کسی طرف مصروف نہ وہ کسی سے مانوس و مالوف ؞ اگلے زمانہ میں تھے اور اب بھی ہیں اور تا قیامت رہینگے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے اس اُمّت کو تمام اُمتوں پر شرف بخشا ہے اور اس شریعت کی حفاظت کا ذمہ لیا اور چونکہ دلائل خبری و برہان عقلی آج علماء میں موجود ہیں - چاہیئے کہ براہین عینی خاصان خدا میں موجود ہوں اور یہ خلاف ہم کو دو گروہ پر ہے - ایک معتزلہ پر اور ایک عامہ حشویان پر ؞

معتزلہ اہل ایمان میں سے ایک شخص پر خصوصیت روا نہیں رکھتے - کہتے ہیں کہ سب مومن برابر ہیں - حالانکہ نفی تخصیص ولی نفی تخصیص نبی ہے اور یہ کفر ہے اور عوام حشوی تخصیص کے قائل ہیں لیکن کہتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں تھے مگر اب نہیں پس انکار ماضی و مستقبل ایک ہے ایک طرف انکار اور ایک طرف اقرار ترجیح بلا مرجح ہے ؞

پس برہان نبوی کو اللہ تعالےٰ نے آج تک باقی رکھا ہے اور اولیاء کو اُس کے اظہار کا سبب گردانا - آسمان سے بارش اُن کے قدم کی برکت سے برستی ہے اور زمین میں نباتات اُن کے صفائی حال کی جہت سے اُگتی ہے ؞ اُن میں چار ہزار مکتوم ہیں کہ نہ اُن کو اپنے جمال باکمال کی خبر نہ اپنے ہمچشموں کے حال کی خبر - اس میں حدیثیں وارد ہیں اور کلام اولیا ناطق - الحمد بفضل خدا مجھ پر خود یہ حال کھلا ہوا ہے - لیکن اہل حل و عقد یعنے سرہنگان درگاہ حق تین سو ہیں کہ جن کو اخیار کہتے ہیں اور چالیس اور جن کو ابدال اور سات اور جن کو ابرار - چار اور جن کو اوتاد - تین اور جن کو نقیب - ایک اور

جس کو قطب اور غوث کہتے ہیں یہ آپس میں ایکدوسرے کو پہچانتے ہیں اور کاموں میں باہم اجازت کے محتاج ہیں۔ اس میں اخبار ناطق ہیں اور اہل حقیقت اس کی صحت پر متفق ہیں"

نفحات میں لکھا ہے کہ صاحب فتوحات مکیہ باب ایکسو اٹھانوے کی اکتیسویں فصل میں رجال ہفتگانہ کو ابدال کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے زمین کے سات حصے کر کے ان ساتوں کو ہر حصہ پر متعین کیا یعنے ہر اقلیم کو ان کی ذات بابرکات کی حفاظت میں دیدیا اور فرمایا کہ حرم مکہ میں میں نے ان کو اور انہوں نے مجھ کو سلام کیا اور ہم نے آپس میں باتیں کیں اور فرمایا کہ میں نے ان جیسا کوئی نہ دیکھا مگر ایک شخص"

قوینہ میں شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ایک قوم اولیاء کی اویسی کہلاتی ہے۔ ان کو پیر کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ نے واسطے کسی کے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی طرح ان کو حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم حجرہ عنایت میں تربیت فرماتے ہیں۔ پس یہ مقام بلند ہے کسی نصیب والے کو نصیب ہوتا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ "

اسی طرح بعضے ولی اللہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متابع ہیں بعضے طلباء کو بحسب روحانیت تربیت کرتے ہیں یہ بھی ظاہر میں پیر نہیں رکھتے اویسیوں ہی میں داخل ہیں " اسی طرح اور ہیں جن کے حالات کی تفصیل کا یہ رسالہ متحمل نہیں ہوسکتا

بہرحال ولایت کی دو قسمیں ہیں:- **ولایت عامہ و ولایت خاصہ**

ولایت عامہ میں تمام مومن شامل ہیں کما قال اللہ تعالیٰ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ " اور

ولایت خاصہ واصلین ارباب سلوک سے مخصوص ہے وہی عبارتٌ عن فناءِ العبدِ فی الحقِّ والبقاءِ بہٖ فالولیُّ ھوالفانی فیہِ والباقی بہٖ فنا نہایت سیر الے اللہ سے مراد ہے اور بقا بدایت سیر فی اللہ سے۔ کیونکہ سیر الے اللہ اسوقت منتہی ہوتی

Marfat.com

ہے کہ منازل وجود کو قدم صدق سے ایکبارگی طے کرتے ہیں اور سیر فی اللہ اُس وقت متحقق ہوگی کہ بعد از فنائے مطلق بندہ کو وجود مطہر[۱] لوث حدثان سے عنایت کیا جاوے تاکہ اُس کے سبب سے اوصاف الٰہی سے متصف ہو۔ ایسی حالت میں اکثر افعال ناقض عادت سرزد ہونے لگتے ہیں۔ جن کا ثبوت بواسطہ تواتر اخبار اس درجہ کو پہنچ گیا کہ کسی سعادت مند کو شبہ باقی نہیں رہا۔ یہاں تو اسوقت اتنا ہی کہا جاتا ہے کہ وہ افعال اثبات حجت نبی کے لئے ہوتے ہیں یعنے نبی معجزہ سے اثبات نبوت کرتے ہیں اور ولی کرامت سے اُن کی نبوت اور اپنی ولایت کا اثبات کرتے ہیں۔ پس ولی ولایت میں وہی کہیگا کہ نبی نے نبوت میں کہا اور اہل تحقیق میں مقرر ہو چکا کہ کرامت و ولایت مواہب حق سے ہیں نہ مکاسب بندہ سے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اولیاء معصوم نہیں کیونکہ عصمت شرط نبوت ہے۔ لیکن ایسی آفت سے محفوظ ہیں کہ جس کا وجود متقضی نفی ولایت ہے اور نفی ولایت بعد وجود اُس آفت کے اُس چیز سے وابستہ ہے کہ جس میں نفی ایمان ہے۔ پس وہ ردت ہے نہ معصیت۔

یہ مذہب محمد بن علی ترمذی و جنید و ابو الحسن نوری و حارث محاسبی وغیرہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔ لیکن اہل معاملات مثل سہل بن عبداللہ تستری و ابو سلیمان دارانی و ابو احمدون قصار وغیرہم رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ شرط ولایت التزام طاعت ہے۔ جب کبیرہ ولی کے دل پر گزریگا ولایت سے معزول ہو جائیگا۔ مگر اس میں علماء مشائخ نے اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ مفصل کشف المحجوب میں لکھا ہے جس کو شوق ہو دیکھے۔ یہاں میری مراد یہ نہیں کہ اُن سب کا اثبات کیا جائے۔ مجھے تو اس وقت بیان کرنا اس بات کا منظور ہے کہ تجھ کو یہ معلوم ہو جائے کہ کرامت ولی کس حال میں واقع ہوتی ہے یعنے صحو یا سکر یا تمکین[۲] میں۔

---

[۱] وہ وجود جو حدوث سے پاک ہے حق تعالیٰ کا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تجلی دائمی اس کے دل پر ہو بمصداق المکاں دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہو جائے ۱۲ [۲] مراد کرامات سے ہے ۱۲

ابو یزید و ذو النون مصری محمد بن خفیف و حسین منصور و یحییٰ بن معاذ الرازی وغیرہ رضی اللہ عنہم متفق ہیں کہ ولی سے کرامت حال سکر و غلبہ میں ظاہر ہوتی ہے اور نبی سے معجزہ حال صحو میں (اور سکر و غلبہ عبارت غلبہ محبت حقتعالیٰ سے ہے اور صحو عبارت حصول مراد سے)۔

پس بعضے اہل معنی سکر کو صحو پر فضیلت دیتے ہیں اور بعضے اس کے برعکس بیان کرتے ہیں۔ حضرت بایزید اور اُن کے تابع سکر کو صحو پر فضیلت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صحو تمکین و[1] اعتدال پر صفت آدمیت ہے اور وہ حجاب اعظم ہے حق کی طرف سے اور سکر نقص صفات بشریت و ذہاب تدبیر و اختیار ہے۔

داؤد علیہ السلام سے حال صحو میں فعل صادر ہوا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے اُس کو اُن سے منسوب فرمایا کہ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ ۔ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حال سکر میں فعل ظاہر ہوا۔ خداوند تعالیٰ نے اُسکو اپنی طرف اضافت کیا کہ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ ۔ جو قائم بخود تھا اور اپنی صفات پر ثابت اُس کو بوجہ کرامت فرمایا کہ تو نے کیا اور جو قائم بحق تھا اور اپنی صفات سے فانی۔ اُسکو کہا تو نے نہیں کیا ہم نے کیا پس فعل بندہ کی اضافت حق کی طرف فاضلتر ہوگی۔ اضافت فعل حق سے بندہ کی طرف کیجائے۔

حضرت جنید اور اُنکے تابع کہتے ہیں کہ سکر محل آفت ہے۔ کیونکہ اس میں تشویش و ذہاب صحت اور سررشتہ کا گم کرنا ہے اور چونکہ مقصود طلب معانی سے ہے خواہ ازروئے فنا ہو خواہ ازروئے بقا۔ خواہ ازروئے محو خواہ ازروئے اثبات۔ بہرحال جبتک کہ صحیح الحال نہوگا فائدہ تحقیق حاصل نہوگا۔ کیونکہ دل اہل حق کا مجرد چاہئے اور آدمی کو سبب بےبصارتی کے ہرگز بند اشیاء سے نجات نہیں۔ چنانچہ خلقت جو اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر اور چیزوں میں مشغول ہوگئی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ چیزیں جیسی ہیں اُن کو ویسی

[1] بیعنے حالت تمکین واعتدال پر ۱۲

نظر نہیں آتیں اور ٹھیک ٹھیک نظر آنے کی دو صورتیں ہیں - ایک یہ کہ دیکھنے والا شئے کو اُس کی بقا پر نظر کرکے دیکھے - دوسرے یہ کہ اُس شئے کو بچشم فنا دیکھے - اگر بچشم بقا دیکھیگا تو ہر چیز بقا میں ناقص نظر آئیگی - اور اگر بچشم فنا دیکھیگا تو کُل موجودات بقاءِ حق کے مقابلہ میں فانی معلوم ہوگی ۔ پس یہ دونو صورتیں اُس کو شغل موجودات سے مانع آتی ہیں - یہی سبب تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاعْتَبِرُوْا یٰاُوْلِی الْاَبْصَارِ ۝ یعنے اے اہل بصیرت دیکھکر عبرت پکڑو ۔

پس یہ باتیں سوائے حالت صحو کے حاصل نہیں ہوسکتیں اور اہل سُکر اس معنے سے بیخبر ہیں - چنانچہ موسیٰ علیہ السلام حالت سُکر میں متحمل ایک تجلے کے نہو سکے وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۝ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم حال صحو میں مکہ سے تا بقاب قوسین نشاءِ تجلے میں جس قدر سرشار رہے اُسی قدر ہوشیار رہے ؎

شَرِبْتُ الرَّاحَ کَاسًا بَعْدَ کَاسٍ		فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَمَا رَوِیْتُ ؎
موسیٰ زہوش رفت بیک جلوۂ صفات		تو عین ذات مے نگری در تبسمے

مولنا علی الہجویری فرماتے ہیں کہ میرے شیخ حضرت ابو القاسم گرگانی رح جنیدی مذہب تھے - فرمایا کرتے تھے کہ سُکر بازی گاہ کودکان است وصحو فناگاہ مردان ۔

مولنا علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سُکر وصحو قبض وبسط وحشت وانس جمس واصطلام وغیرہ تلوین احوال سے متعلق ہیں - ایسے وقت میں سالک کا حال ظاہر ہوجاتا ہے - بخلاف تمکین کہ اُس میں ہر کسی کو شناخت دشوار ہے - اور اگر کسیکو معلوم ہوگیا اور ماسِ نے اُن کی تقلید کی اور اُنھوں نے آگاہ نہ کیا تو بے نصیب ہے - بلکہ بلا سے کفر میں مبتلا ہوا - انتہی کلامہ ۔

؎ یا اللہ دکھا ہم کو چیزیں جس طرح پر وہ ہیں ۱۲ ۔

؎ پی میں نے شراب گویا پیالہ بعد پیالہ کے پس فانی نہوئی شراب اور سیر نہوئیں ۱۲ ۔

Marfat.com

واضح ہو کہ تلوین مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ کے نزدیک دل کے پھرنے سے مراد ہے۔ اُس احوال میں کہ اُس پر گذر رہا ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ تلوین دل کا پھرنا ہے کشف واحتجاب میں بسبب غیبتِ صفات نفس وظہور صفات نفس۔ اس مقام میں تلوین احوال کی جہت کہ صفات متقابلہ میں واقع ہے مثل قبض وبسط وسکر وصحو وغیرہ سالک پہچانا جاتا ہے اور تمکین اصطلاح میں عبارت دوام کشف حقیقت سے ہے بواسطہ اطمینان دل موطن قرب میں اُس مقام میں سالک پہچانا نہیں جاتا۔ کیونکہ صاحب تمکین علم سعت کے مرتبہ کو پہنچ گیا۔ کھانے پینے لینے دینے اُٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے اور تمام صفات بشری میں اہل ظاہر سے مشابہ ہے *

پس اموطبعی میں ایسے شخص کی تقلید کرکے ترک ریاضات ومجاہدات کرنا کفر ہے۔ جیسا کہ حضرت علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لیکن جبکہ تلوین کو جیسے کہ مصطلح قطب الموحدین وغوث المحققین شیخ محی الدین ابن العربی کی ہے اُن معنوں میں سمجھیں تو پہچاننا صاحب تلوین کا صاحب تمکین کے پہچاننے سے زیادہ تر مشکل ہے۔ اس واسطے کہ شیخ قدس سرہ اپنی اصطلاحات میں فرماتے ہیں کہ اکثر مشائخ کے نزدیک مقام تلوین ناقص ہے لیکن ہمارے نزدیک افضل واکمل مقامات ہے۔ کیونکہ اُس میں بندہ کا وہ حال ہے جس کو حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی شان میں فرمایا کہ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَانٍ ؕ[1] اور تمکین ہمارے نزدیک تلوین میں تمکین ہے *

مولانا رضی الدین عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جو حضرت شیخ نے فرمایا کہ تلوین ہمارے نزدیک اکمل مقامات سے ہے۔ اِس کے معنے یہ نہیں کہ سالک ہر دم کسی تجلی میں تجلیات بے نہایت سے مشرف ہوگا یا ہر وقت اُس کو حرکات جدید وغایت تر سے سمجھے معلوم ہوگا بلکہ مراد یہ ہے کہ حقیقت آدمی بیرنگ اور اصل کے مطابق کہ ذات بے کیف وکم سے عبارت ہے ہوجائیگی۔ پس جس طرح وہاں کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَانٍ جاری ہے

---

[1] یعنی ہر روز وہ نئی شان میں ہے *

ہے یہاں بھی ہر دم اُس کی حقیقت سے ایک نیا رنگ نکل کر اس کو اپنا تابع کرے گا اور نسبت حقیقت اُس کے تمام رنگوں میں برابر ہوگی بلکہ ہر لحظہ شیونات الٰہی کے ایک رنگ کے اقتضا پر عمل کریگی اور درحقیقت بیرنگ ہوگی۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ ؎

ہر نجیست و بصفتی وصف عاشقاں	ایں شیوہ کم طلب زاسیران رنگ و بوے

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ؎

ہر کس صفتے دارد و رنگے و نشانے	تو ترک صفت کن کہ ازیں بہ صفتے نیست

اور کچھ شک نہیں کہ ایسے شخص کو پہچاننا کہ جو ہر رنگ میں ہو اور اُس کی نسبت ہر رنگ میں شامل ہو اور درحقیقت بیرنگ ہو صاحب تمکین سے کہ ہمیشہ ایک مرتبہ میں مقیم ہے اور ایک رنگ پر ثابت و مستقیم مشکل تر و دشوار تر ہے۔

بات دور جا پڑی مطلب کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔ سالک کو پیر ضرور چاہیئے مگر جیسا کہ حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض مصنفات سے معلوم ہوتا ہے۔ اُس کے واسطے یہ شرط ہے کہ عالم ہو لیکن یہ بھی شرط نہیں کہ ہر عالم میں یہ لیاقت ہو کیونکہ اگر علم اولین و آخرین حاصل ہونگے تو آخر وقت کچھ کام نہیں آئینگے۔ تمام معلومات لوح مدرکہ سے مٹ جائینگی۔ ہاں اگر حضوری و آگاہی حاصل کی ہوگی تو البتہ کام آئیگی۔ ہماری نسبت میں اس کام کے لائق وہ شخص ہوگا کہ جس میں یہ چند نشانیاں ہونگی۔ اب ہم بطریق اجمال اُن کو بیان کرتے ہیں تاکہ ہر شخص دعوے نہ کر سکے اور وہ یہ ہیں:۔

اُس شخص میں حبّ جاہ و مال نہو۔ تابع ایسے شخص کا ہو جس کا سلسلہ متابعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہو اور اُس نے ریاضتیں کم کھانے کم سونے کم بولنے کی کھینچی ہوں۔ نماز گزار ہو۔ روزہ بہت رکھتا ہو۔ صدقہ دیتا ہو۔ خلیق ہو۔ صبر شکر۔ توکل۔ یقین۔ طمانیت۔ سخاوت۔ قناعت۔ امانت۔ بذل مال۔ حلم۔ تواضع صدق۔ وقار۔ حیا۔ سکون۔ تانی وغیرہ اُس میں پائی جائیں۔ مشکوٰۃ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے نور حاصل کئے ہوئے ہو۔ اخلاق ذمیمہ مثل کبر و کینہ۔ بخل۔ حسد۔ حقد۔

Marfat.com

حرص۔طول امل۔طیش۔حماقت سے پاک اور علم متکلفان و متعصبان سے مستغنی ہو۔ چنانچہ بجز علم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کا محتاج نہ ہو۔پیر طریقت کے نشان ہیں +

نفحات الانس میں حضرت ابوعلی سندھی قدس سرہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ یہ حضرت بایزید علیہ الرحمۃ کے اُستادوں میں سے ہیں۔حضرت بایزید کہتے ہیں کہ میں ابوعلی سے علم توحید میں سبق فنا پڑھتا تھا اور وہ مجھ سے الحمد و قل ھو اللہ پڑھتے تھے۔لیکن ایسے پیر کم ہاتھ آتے ہیں۔کیونکہ فی زمانہ مدعی بے معنی اور ملحد مخالف شرع بہت ہیں کہ لہو ولعب کی طرف دعوت کرتے ہیں اور پیران طریقت گوشہ خمول میں ہو بیٹھے +

راقم الحروف کہتا ہے کہ طلب صادق شرط ہے۔اگر طلب صادق ہوگی تو وہ جہاں ہونگے وہاں سے ڈھونڈتے ہوئے آئینگے +

شیخ محی الدین العربی قدس اللہ سرہ نے بعض مصنفات میں لکھا ہے کہ ایکبار شہر قونیہ میں شیخ اوحد الدین کرمانی میرے ہاں تشریف رکھتے تھے۔کہنے لگے کہ ہمارے شہر میں خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ ساٹھ برس سے زیادہ سجادہ نشین رہے۔ایک روز گوشہ تنہائی سے باہر نکلنے کا خطرہ دل پر گذرا اور عادت یہ تھی کہ سوائے جمعہ حجرے سے باہر نہ نکلتے تھے۔یہ امر دل پر گراں گزرا اور یہ معلوم نہ تھا کہ کہاں جائے۔ناچار گھوڑے پر سوار ہو کر باگ ڈھیلی چھوڑ دی کہ جہاں خداتعالیٰ چاہیگا لیجائیگا۔گھوڑا شہر سے نکل کر جنگل میں ایک مسجد پر جاکر ٹھہر گیا۔آپ اُتر کر مسجد میں گئے وہاں ایک جوان مراقب بیٹھا تھا۔سر اُٹھا کر کہنے لگا۔ابو یوسف مجھ سے کچھ پوچھنا ہے۔یہ کہکر جو کچھ پوچھنا تھا۔پوچھا آپ نے بتا دیا۔بعد ازاں فرمایا۔بیٹا جس وقت تجھ کو مشکل پیش آیا کرے۔شہر میں آکر پوچھ لیا کر۔مجھے تکلیف نہ دیا کر۔خواجہ فرماتے تھے کہ جب میں نے یہ کہا۔جوان نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا مجھے جس وقت ضرورت ہوگی ہر پتھر میرے واسطے تجھ جیسا یوسف ہے۔حضرت ابن العربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری سمجھ میں یہ آیا کہ مرید صادق

Marfat.com

اپنے صدق کے زور سے شیخ کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ اللہ اللہ مولنا روم نے کیا کہا ہے ؎

آب کم جو تشنگی آور بدست	تا بجوشد آب از بالا و پست

خواجہ حافظ فرماتے ہیں ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد	اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

؎

طبیب عشق مسیحا دم است مشفق لیک	چو درد در تو نہ بیند کرا دوا بکند

المختصر جس میں یہ نشان معلوم ہوں وہ پیر طریقت ہونے کے لائق ہے۔ اُس کا مُرید ہو جانا چاہیئے اور جب مُرید ہو جائے ظاہراً و باطناً اُس کی عزت کرے اور جس کام کے واسطے فرمائے۔ حکم بجا لائے تاکہ ذکر سے ذکر حقیقی کے درخت ہیں کہ دل کی زمین میں بویا گیا۔ ولائت کا پھل لگے۔ نورانیت کلمے کی نورانیت دل کے موافق ہوتی ہے اور نورانیت دل کی بقدر زوال ہوا اگر تبع ہوا نہو گا تو دل میں نورانیت پوری پوری ہوگی ۔

اول تدبیر یہ ہے کہ شیخ بزور باطن کبر و کینہ وغیرہ رزائیل مُرید کے دل سے دور کرے کیونکہ جب دل کی زمین خار و خاشاک طبیعت سے صاف ہو جائیگی تو تخم ریزی خاطر خواہ ہو سکیگی۔ اور اگر اخلاق ذمیمہ بہت ہیں تو اول لطیفہ دل کے درپے ہوں تبدیل اخلاق کا بالکل فکر نہ کریں۔ کیونکہ جب شرائط کے ساتھ توجہ دیجائیگی اور ہر روز مراقبہ کیا جائیگا عنایت الٰہی سے اس قدر جلد اخلاق بدل جائینگے کہ برسوں کے مجاہدہ دل سے نہ بدلتے سبحان اللہ مراقبہ عجب نعمت ہے ۔

مقدمہ حضرت مولنا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالے نے فرمایا مَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ

[^] نہیں ہوتا تو کسی حال میں اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ قرآن اور نہ کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر جب تم لگتے ہو اس میں ۱۲ ۔

Marfat.com

اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ اس میں حق سُبحانہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گویا مراقبہ کا طریقہ سکھایا ہے کہ اللہ جلشانہ کی طرف متوجہ رہو۔ وہ بندے کے پاس سب چیزوں سے نزدیک تر ہے بلکہ نزدیک تر کہنے سے بھی نزدیک تر ہے۔ کیونکہ حالِ قرب میں عبارت کی گنجائش نہیں بلکہ جس وقت قرب کو عبارت میں لاتے ہیں بعد ہو جاتا ہے۔ اور قرب یہ نہیں کہ میں اُس کے پاس گیا یا وہ میرے پاس آیا۔ قرب وہ ہے کہ تو اُس میں گم ہو جائے اور اپنے کو اور غیر کو گم کرے اور کچھ نہ سمجھے کہ کہاں تھا۔ کہاں آیا اور مطلق اُس کا بیان نہ کر سکے ؀

نقل ہے کہ کسی بزرگ سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص قرب الٰہی کا بیان کرنا خوب جانتا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ قرب نابود ہونے سے مراد ہے۔ جہاں قرب ہے بیان کہاں[۱]

قرب نے بالا و پستی رفتن است		قرب حق از قید ہستی رستن است

ہے ہے جو دم آتا جاتا ہے گویا خزانہ ہاتھ سے لٹا جاتا ہے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ[۲] آدمی کو دو دل نہیں دیئے کہ ایک کو خدا کی طرف اور ایک کو دُنیا کی طرف مشغول کرے۔ اس کو ایک دل ملا ہے اگر دُنیا کی طرف مشغول کیا تو حق سُبحانہ تعالیٰ کی طرف سے محروم رہا۔ اور اگر حق سُبحانہ تعالیٰ کی طرف مشغول کیا تو اُس میں ایک سوراخ ہو جائیگا۔ جس میں سے آفتاب فیض الٰہی نظر آئیگا۔ دیکھو جب آفتاب نکلتا ہے تو مشرق سے مغرب تک جتنے ذرے سامنے آتے ہیں اُس کے پرتو سے روشن ہو جاتے ہیں۔ مگر جس مکان

[۱] کیونکہ جب راہ حق واضح ہو گی عبارت منقطع ہو جاویگی۔ اس لئے کہ عبارت میں توت جب تک ہوتی ہے کہ غیبت مقصود میں ہوتی ہے۔ جس وقت مشاہدہ حاصل ہوا عبارت متلاشی ہوگی اور چونکہ صحت معرفت میں زبانیں گنگ ہیں۔ کتابیں لامحالہ ضائع ہونگی۔ اسی سبب سے بعضے مشائخ کبار نے مثل ابو سعید فضل وغیرہ رضی اللہ عنہم جو کچھ لکھا پانی میں دھو ڈالا ۱۲ ؀

[۲] نہیں پیدا کیئے خدا تعالیٰ نے واسطے کسی شخص کے دو دل اُس کے پیٹ میں ۱۲ ؀

137109

Marfat.com

میں روشندان نہیں ہوتا وہ بیشک نور سے محروم رہتا ہے ÷
پس اگر دل حاضر ہے تو اُس راہ سے نورِ فیض اُس کو پہنچیگا اور اگر معاذ اللہ غافل ہے تو اندھیرا رہیگا ہ

دوست بہر لحظۂ بر تو نظر میکند	چو تو از و غافلی از تو گزر میکند

مشائخ متفق ہیں کہ تصفیہ و تزکیہ ابتداء میں چاہیئے کہ دوام مراقبہ حاصل ہو۔ دگر نہ اعمال صالحہ کا التزام فرمانا کچے گھڑے پانی بھروانا ہے ہ

ہر چہ گیرد علتی علت شود

جولاہے کا شاگرد ایک عمر کے بعد تاگوں میں سانٹھ لگانی سیکھتا ہے۔ بُننا ابھی دُور پڑا ہوا ہے۔ سلوک سہل امر نہیں ابتداء میں سوائے نفی خواطر کسی چیز کی طرف توجہ نکرے جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ مراقبہ میں میری اُستاد بلی ہے۔ ایکبار میں نے بلی کو دیکھا۔ چُپ چاپ بے حس و حرکت چوہے کی تاک میں اس طرح بیٹھی تھی کہ گویا اُس میں دم نہیں۔ دفعتہً دل میں خیال گزرا کہ اے کمبخت بد نصیب وہ تو تیرے واسطے ہر جگہ موجود ہے تو تلاش میں بلی کے برابر تو کوشش کر ہ

دانی کہ مرا یار چہ گفت است امروز	جز ما بکسے درمنگر دیدہ بدوز

مولٰنا سعد الدین کاشغری نے فرمایا ہے کہ دُنیا میں جتنے کام آسان فرض کئے جائیں اُن سب میں سے آسان تر خدا وند تعالیٰ کا ملنا ہے کیونکہ جو چیز ہوگی ڈھونڈھنے کے بعد ہاتھ آئیگی۔ بخلاف خداوند تعالےٰ کے کہ اُس کو ملنے کے بعد ڈھونڈھتے ہیں مولوی جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ہ

آنکہ نے نام بدست ست مرا زو نہ نشاں	دست بگرفتہ مرا در عقب خویش کشاں
اوست دستِ من و پا نیز ہر جا کہ رود	بائے کوبان زپیش میروم و دست فشاں

اس کے یہ معنے ہیں کہ اوّل حقتعالےٰ بندہ کے دل پر بصفت ارادہ جس کو تجلی ارادی کہتے ہیں ظہور کرتا ہے۔ بعد ازاں بندہ اُس تجلی کے اثر سے اُس کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے

Marfat.com

پس اس صورت میں یافت طلب پر مقدم معلوم ہوتی ہے ۔ اصل مدعا رہ جاتا ہے کہ انسان ہر وقت یاد الٰہی میں رہنا چاہیئے تا آنکہ اپنے سے غائب ہو جاؤ ۔ لیکن کیونکر ہر کوئی ہر وقت یاد الٰہی میں حاضر رہے اور اپنے سے غائب ہو جائے ۔ حق سبحانہ تعالیٰ سب سے لطیف تر ہے ۔ جس میں لطافت زیادہ ہوگی وہی مشغولی میں اُس کی طرف زیادہ ہوگا ۔

خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک روز باز ۔ بحری ۔ کبوتر ۔ تیتر وغیرہ جانوروں نے جمع ہو کر سیمرغ کے پاس جانیکا ارادہ کیا ۔ جب تھوڑی سی دور چلے ۔ اکثر اُن میں سے عذر کر کے راہ میں بیٹھ رہے ۔ لیکن جس جانور میں سیمرغ میں کا کچھ تھا وہی سیمرغ تک پہنچا ۔

جولاہے کا کام خاکروب سے صاف ہے ۔ سو وہ جاروب کشی نہیں کر سکتا ۔ بزاز اپنے کام میں جولاہے سے پاکیزہ تر ہے ۔ وہ متحمل بُننے کا نہیں ہو سکتا ۔ جو قوم یاد الٰہی میں مصروف ہے اُس کو کسی اور کی طرف مشغول ہونیکا دل و دماغ کہاں ۔ وہ اگر رکوع میں جاتے ہیں قیام دشوار معلوم ہوتا ہے اور اگر سجدے میں جاتے ہیں سر اٹھانا بار معلوم ہوتا ہے ۔ انبیاء اُن کے حال پر رشک لیجاتے ہیں ۔ کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے نظر خلائق سے بچا کر اُن کو اپنی حضوری میں رکھ چھوڑا ہے ۔ اس کی ایک مثال کہنی پڑی وھو ھذا ۔

بادشاہ نے ایک شخص کو اپنا ولیعہد کر کے تمام انتظام مالی و ملکی اُس کے حوالہ کیا اور ایک خدمتگار ہے کہ ہر وقت اُس کی خدمت میں حاضر رہتا ہے ۔ سو ولیعہد بادشاہ کا مقرب سہی ۔ لیکن خدمتگار خاص بادشاہ کی ذات کا نوکر ہے ۔ کسی وقت جدا نہیں ہوتا ۔ اگر ولیعہد قرب دوام کی جہت سے خدمتگار کا رشک کرے تو ہو سکتا ہے ۔

ایک روز مولنا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر مولنا جلال الدین رومی قدس سرہ کا پڑھا ؎

لشکر یدہ عجائبہا بنگر عجبا نیست ایں	معشوق بر عاشق نے وے غم و بادے نے

Marfat.com

اور فرمایا قرب الٰہی کو تو کوئی کیا سمجھے گا - اگر ہزار برس اس شعر کے معنے میں فکر کرے تو معلوم نہ ہو - ہاں اگر کوئی مجاہدہ کرے تو شاید اُس کو ادراک یقین عنایت ہو اور وہ سمجھ جائے کہ میری غفلت تھی ورنہ میں اُس بغیر نہ تھا قطعہ

جس وقت جانتے نہ تھے اور کرتے تھے تلاش جانا جب اُسکو ہم نے کیا دیر کیا حرم -	گویا کہیں جہاں نہیں وہ جانِ جہاں نہ تھا کوئی جگہ جہاں میں تھی وہ جہاں نہ تھا

اہل اللہ کو قرب و وجود حق کا یقین ایسا حاصل ہے جیسے اور لوگوں کو اپنے وجود کا -

ذوالنون قدس سرہ ایک مسئلہ دریافت کرنے کو دیار مغرب میں کسی مشائخ کے پاس تشریف لے گئے - انہوں نے فرمایا کیوں آیا - اگر علم اولین و آخرین کے حاصل کرنے کا خیال ہے تو محال ہے - کیونکہ یہ صفت خدائتعالے کی ہے اور اگر اُس کی تلاش ہے تو جہاں سے قدم اُٹھایا - وہ وہیں تھا - مولوی جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں رباعی

زیں پیش بروں ز خویش پنداشتمت اکنوں کہ ترا یافتم آنی دانم	در غائتِ سیرِ خود گماں داشتمت کہ اندر قدمِ نخست پنداشتمت

پیر ہرات نے کہا ہے وہ اپنے طالب کا ہاتھ پکڑے ہوئے جا بجا اپنے کو تلاش کراتا ہے - سُبحان اللہ کیا بات کہی ہے - رحم اللہ قائلہ قطعہ

یار باتست تو کجا ہستی با تو در زیر یک گلیمست او	جائے دیگر چہ خواہی اے اوباش بس برو ای حریف وجود اباش

رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :- افضلُ ایمانِ المرءِ ان یعلم انّ اللّٰہ معہٗ حیثُ کانَ ۔

لہ بڑھ کر ایمان آدمی کا یہ ہے - جانے کہ بیشک اللہ اُس کے ساتھ ہے - جہاں

ہو ۱۲

Marfat.com

صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ اُستادی مولنا عبد الغفور علیہ الرحمۃ والغفران نے باجود حق تعالیٰ اور اُس کی معیت کو کہ جو اشیاء کے ساتھ ہے اُس کی نسبت فرمایا ہے کہ وجود ممکن غیر حقیقت ہے اور عارض حقیقت۔ مثلاً زید متصور ذہن میں حقیقی ہے اور وجود خارجی زید کا عارض حقیقت ہے کہ اُس کے ساتھ منضم ہوا پس وہ حقیقت اس ضمیمہ کی مبداء آثار ہے اور وجود واجب۔ بخلاف وجود ممکن اُس کی عین حقیقت ہے کہ وہ کسی شئے کے انضمام بغیر خود مبداء آثار ہے +

صوفیوں اور حکیموں میں اس جگہ اختلاف ہے کہ جو وجود کہ موجودات کا مبداء آثار ہے وہ کونسا وجود ہے؟ شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ اور بعض صوفی اور اکثر حکما اور متکلمین متفق ہیں کہ وہ ایک صفت ہے صفات حقتعالیٰ سے جس کا نام فیض وجودی و وجود عالم و نفسُ الرحمٰن ہے کہ جس نے موجودات کو اپنے فیض سے مستفیض کیا۔ اور شیخ محی الدین ابن عربی اور اُن کے اتباع اور اکثر صوفی محققین کیا متقدمین کیا متاخرین اور کچھ حکیم اور کچھ متکلم یہ کہتے ہیں کہ جو وجود کہ مبداء آثار ہے وہ وجود حق سُبحانہٗ تعالیٰ ہے کہ خود اپنے وجود کی عین حقیقت ہے بلا شرکت غیرے +

پس ممکنات موجود بوجود واجب ہیں اور ذات کو اشیاء کے ساتھ ایک ایسا علاقہ معیت کا ہے کہ وہ مجہول الکیفیت ہے۔ یہانتک کہ ارباب تحقیق میں سے کیا نبی کیا ولی کیا حکیم کسی نے اُس کو نہ پہچانا۔ اور اگرچہ کچھ لوگ بقدر استعداد و قابلیت اُس رمز سے واقف ہوئے اور اُنھوں نے تمثیلیں بیان کیں تو یہ نہیں کہ وہ مثالیں فی الواقع ہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ کچھ مناسبت رکھتے ہیں جیسا کہ نسبت عارض بعروض وغیرہ +

اللہ بخشے جناب مولنا عبد الغفور کے انتقال کے کئی روز بعد ایک بزرگ نے

لہ از اولاد سعد بن عبادہ انصاری جو از قبیلہ خزرج از اجلّہ اصحاب مولنا جامی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

Marfat.com

ان کو خواب میں دیکھا اور دیکھتے ہی خیال گذرا کہ یہ تو دنیا سے انتقال کر گئے۔ بارے آگے جا کر کہا۔ السلام علیکم ؟ جواب دیا کہ وعلیکم السلام ! بعد ازاں کہا مولانا صاحب اب تو آپ دار الآخرۃ میں آگئے۔ فرمائیے سر توحید و وجود معیت حق بہ نسبت اشیاء کہ جس میں حضرت شیخ محی الدین نے غلو کیا ہے۔ آپ کو کچھ معلوم ہوا۔ فرمایا اس عالم میں آکر حضرت شیخ سے ملاقات کا اتفاق ہوا اتفاقاً میں نے ان سے یہی مسئلہ دریافت کیا۔ فرمایا کہ بات وہی ہے کہ جو ہم لکھ چکے اس بزرگ نے کہا فرمائیے عالم آخرت میں تعلق خاطر مظاہر جمیلہ سے بھی کچھ ہے یعنے عشق و عاشقی کا بھی کچھ چرچا ہے۔ فرمایا کیا کہتے ہو۔ مذاق عاشقی اگر کچھ ہے تو یہیں ہے۔ کیونکہ عالم اجسام میں اجزاء مختلفہ کی ترکیب سے حسن حاصل ہوا ہے اور بواسطہ ضدیت اجزاء اس میں تغیر آکر عشق جلد زائل ہو جاتا ہے اور اس عالم میں جمیع بسائط سے حسن حاصل ہوا ہرگز قابل فنا و زوال نہیں کیونکہ اس کے اجزاء میں ضدیت و مخالفت کا دخل نہیں بالضرور یہاں عاشقی و معشوقی ہمیشہ یکساں رہتی ہے۔ اتنی بات ضرور ہے۔ جب روح بدن سے مفارقت کرتی ہے تو علاقہ وانس کے باعث (جو اس کو بدن کے ساتھ تھا) چندے جوہر روح کو تشویش رہتی ہے۔ آخر جب پاک و صاف ہو جاتا ہے اُسی طرح مذاق عاشقی اُس کو حاصل ہوتا جاتا ہے۔

جس وقت مولانا یہ کہہ چکے وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ جو آپ نے فرمایا اسرار آخرت میں سے ہے اور ہم سنتے ہیں کہ اموات کو افشاء راز آخرت کی اجازت نہیں۔ فرمایا کہ یہ بات واہیات عوام کے کہنے کی ہے۔ تم کو معلوم نہیں کہ اکثر لوگوں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اور کبراء امت کو قدس اللہ تعالےٰ ارواحہم کو خواب میں دیکھا اور ان سے عجائب و غرائب اس عالم کے دریافت کئے۔ قطع نظر اس کے اگر افشاء راز آخرت جائز نہ ہوتا تو قرآن و حدیث میں آخرت کی خبریں کیوں ہوتیں۔

Marfat.com

ایکبار پھر اس بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ مولانا بیمار ہیں۔ خیال آیا کہ اس میں کیا بھید ہے۔ شائد دوست خدا کے اکثر اوقات آفات و بلیات ہی میں مبتلا رہتے ہیں۔ آپ سمجھ گئے فرمانے لگے۔ امراض و ریاضات سے تصفیہ دل و تنقیۂ قوائے دماغ ہوتا ہے اور جب تصفیہ و تنقیہ ہو جاتا ہے تو نور مطلق بسیط کہ محیط موجودات و مقصود مکونات (مخلوقات) ہے قوت دماغی سے متعلق ہو جاتا ہے اور اس معنی کا ظہور ایک شخص سے مخصوص نہیں بلکہ میں تو کیا۔ افراد انسان میں کوئی ہو۔ جس کو تنقیہ و تصفیہ حاصل ہوگا اُس کی قوت دماغی سے وہ نور مطلق متعلق ہو جائیگا۔ مُنہ پر آئی بات رہا نہیں کرتی۔ مولانا عبد الغفور نے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ میں شیخ بہاؤ الدین عمر قدس اللہ سرہ نے برخلاف عادت ایک نقرہ گھوڑے کو بہت شوق سے پالا تھا۔ جب اُن کے یاروں نے سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ بعضے تجلیات صوری آپ کو اس صورت میں معلوم ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ کو اس گھوڑے سے رغبت زیادہ ہے۔ یہ فرما کر فرمایا کہ ہم کہتے ہیں کہ خصوصیت ہر صورت کی بہ نسبت ارباب کشف و مجاہدات اختلاف استعدادات و اختلاف معانی و حقائق کے سبب سے ہوتی ہے۔ مثلاً موسےٰ علیہ السلام کو تجلی صوری لباس درخت میں کہ وادی ایمن میں تھا واقع ہوئی اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جوان مخطط کی شکل میں جیسا کہ بعض حدیثیں اس امر پر ناطق ہیں۔ انتہے کلامہ ؒ

واضح ہو کہ حضرت شیخ اعظم محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے بعض مولفات میں لکھا ہے کہ رائت ربی علے صورۃ الفرس سو حضرت شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ قدس اللہ تعالےٰ نے اس کے معنے یہ فرمائے ہیں کہ سالک حق سبحانہ تعالےٰ کو تجلیات صوری میں دیکھتے ہیں تو وہ آثار سے منسوب ہے اور تجلیات نوری میں دیکھتے ہیں تو افعال سے اور تجلیات معنوی میں تو صفات سے

Marfat.com

اور تجلیات ذوقی ہیں تو ذات سے ؞

پس تجلیات صوری آثار سے علاقہ رکھتے ہیں - ان میں حق سبحانہ تعالیٰ صورت جمیع اشیاء میں کیا مفردات عنصری کیا معادن کیا نباتات کیا حیوانات کیا انسان سب میں بندہ پر تجلے فرماتا ہے اور جب کسی چیز پر مواليد ثلاثہ سے تجلے کرتا ہے تو جس وقت کہ تجلے اُس مرتبہ سے دوسرے مرتبہ پر کہ اُس کے اوپر ہے ملیگی تو اُس مولود کے افق میں ہوگی جدازاں دوسرے مولود میں کہ جو اُس کے اوپر ہے مثلاً معادن پر تجلے کی - اب جس وقت نبات پر نوبت پہنچیگی تو ایسی صورت میں تجلے کریگا کہ جو مرتبہ نباتات و مرتبہ حیوان سے قریب تر ہے یعنے اُس میں نمو ہو اور کوئی صفت حیوان کی بھی پائی جائے مثلاً کوئی درخت ایسا ہو کہ جس کا سر اگر کاٹ دیا جائے تو وہ خشک ہو جائے یا ایسا درخت ہو کہ جبتک ٹہنی درخت نرکی درخت مادہ سے نہ چھوائیں - پھلے پھولے نہیں جیسا کہ خواص حیوان میں سے ہے کہ جبتک نر مادہ سے جفتی نہ کھائے بچہ نہ جنے اور جب مرتبہ حیوان سے انسان پر نوبت پہنچے گی تو گھوڑے کی صورت میں تجلے کریگا کیونکہ گھوڑا شعور کی جہت سے افق واقرب حیوانات سے ہے بہ نسبت انسان ؞ بس اور کوئی صورت تجلیات میں اس کے آگے نہیں نہائت تجلے صوری مرتبہ انسان میں یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ سالک کی صورت پر تجلے کرے اللہ اللہ سالک کیواسطے اس مقام سے زیادہ سخت مقام کوئی نہیں - اور واسطے کہ وہ اس تجلے میں اپنے سوا کچھ نہیں دیکھتا - کل موجودات پر اپنے کو محیط سمجھتا ہے سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ اَنَا الْحَقُّ لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ. ھَلْ فِی الدَّارَیْنِ غَیْرِیْ ؞

یہ سب اسی تجلے کی شانیں ہیں - اہل کشف کے قدم کو اس تجلے صوری میں بیشتر لغزش ہو جاتی ہے اور حکماء کے قدم نے تجلے معنوی میں لغزش

Marfat.com

کھائی ہے کہ مدرکات معنوی پر مغرور ہو کر متابعت انبیاء علیہم السلام سے اعراض کر کے گمراہ ہو گئے اور چونکہ اولیا متابعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جہت سے محفوظ ہیں اگر غلبات سکر میں اُن سے سہو ظہور میں آیا تو حال صحو میں اُس سے تائب ہو گئے - اسی واسطے حق تعالےٰ نے اُن کو منازل تجلیات صوری و نوری و معنوی سے نکال کر تجلیات ذوقی و ذاتی عنائت کریں ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ٥ کیں

تنبیہ ابو البرکات تقی الدین علی دوسوی کہ شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے ہیں کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت شیخ نے فرمایا کہ جبتک سالک وقت تجلے ادراک صورت کرتا ہے وہ تجلے اگرچہ تجلئے حق ہے صوری ہوتی ہے حقتعالےٰ کو اُس سے منزہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سُنا کہ انی انا اللہ - اگر کوئی کہے کہ درخت خدا تھا تو کافر ہوگا اور اگر کہے کہ یہ کلام خدا کا نہ تھا تو بھی کافر ہوگا ٭

پس تجلے صوری کی واسطے یہ اعتقاد کرنا چاہئے - اخی علی دوسی کہتے ہیں کہ میں اُس وقت حاضر تھا - حضرت نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ہم کو ان کا واقعہ بہت پسند آیا - حقتعالےٰ نے اب کے ان پر ایکبار کل موجودات کی صورتوں میں تجلے فرمائی تھی - اُنہوں نے جن الفاظ میں کہ حقتعالےٰ نے چاہا تسبیح و تنزیہ حق کی اُس وقت آواز آئی کہ علی تو نے سب مجھے دیکھا - کہا خداوندا نہیں - فرمایا پھر یہ جو دکھائی دیا کیا تھا - کہا - الٰہی یہ سب تیرے آثار و افعال و صور صفات ہیں تو صورتوں سے منزہ ہے - جب یہ کہا تو حقتعالےٰ نے اس بات کو بہت پسند فرمایا سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

خدا جانے مجھے کیا ہو گیا - دل میں کچھ ہے زبان پر کچھ - دل میں تو یہ تھا کہ

Marfat.com

اللہ جلشانہ کے ملنے کا طریق جو پیر طریقت حضرت خواجہ عبد الخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے اُس کا بیان کروں۔ بعد ازاں امام الطریقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ تعالیٰ سے جو وصول الی اللہ کا طریق چلا آتا ہے اُس کا ذکر۔ پھر امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے جو طریقہ رائج ہوا اُس کا حال لکھوں۔ لیکن چونکہ دل قابو میں نہیں عالم شوق میں کیا جانیں کیا کیا کہہ گیا۔

المختصر رشحات میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ عبد الخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کی بنا ان گیارہ کلمات پر ہے:

(۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن
(۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت
(۷) نگاہداشت (۸) یادداشت (۹) وقوف زمانی
(۱۰) وقوف عددی (۱۱) وقوف قلبی

ہوش در دم

ہوش در دم سے مُراد یہ ہے کہ جو سانس اندر سے باہر آئے حضور و آگاہی سے خالی نہو۔

حضرت مولنا سعد الدین کاشغری قدس روحہ نے فرمایا ہے کہ ہوش در دم یعنے دم کی آمد و شد غفلت و بے شعوری سے نہو بلکہ حضوری سے ہو۔ ہرگز کوئی دم یاد الٰہی سے خالی نہ جانے پائے کیونکہ اس طریقت دم کی نگاہداشت ضروریات سے ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص دم کی رعایت نہیں کرتا اہل طریقت اُس کو کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے اپنے دم یعنے طریق در وہش کو کھو دیا۔

Marfat.com

خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس طریقہ میں اصل معاملہ دم ہے ہرگز اس کی آمد و شد کو ضائع نہ کریں رباعی

اے ماندہ ز بحر علم بر ساحل عین — در بحر فراغت ست و بر ساحل شین
بر دار صفی نظر ز معوج کونین — آگاہ بہ بحر باش بین النفسین

مولنا عبد الکبیر نے فرمایا ہے کہ طریقہ خواجگان میں اصل اعظم ہوش در دم ہے اگر کوئی دم کسی کا غفلت میں گذرا کسی نے گناہ سمجھا کسی نے کفر۔ شیخ عطا مثنوی

ہر آں کو غافل از وے یکزمان ست — در آندم کافر ست اما نہان ست
اگر آں کافرے پیوستہ بودے — در اسلام بر وے بستہ بودے

فرماتے تھے کہ جس طرح عوام کو معصیت سے پرہیز لازم ہے خواص کو غفلت سے کہ عوام سے مواخذہ معصیت کے سبب سے ہوگا اور خواص سے غفلت کے سبب ہے

یا مکن با پیلباناں دوستی — یا بنا کن خانۂ در خورد پیل
کم نشیں با یار ازرق پیرہن — یا بکش بر خان و ماں انگشت نیل

خواجہ رایستنی خلیفہ دوم خواجہ محمود قدس اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ یہ جو کہتے ہیں کہ حق تعالےٰ رات دن میں تین سو ساٹھ بار نظر رحمت سے بندۂ مومن کی طرف دیکھتا ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ دل میں ہوتی ہوئی تین سو ساٹھ اوردہ و شرائن اعضاء جسم کی طرف گئی ہیں۔ جب دل ذکر ہر دم سے متاثر ہوکر منظور نظر حق جلشانہ ہوتا ہے تو اس نظر کا اثر دل سے تمام اعضاء میں پہنچتا ہے تا کہ ہر عضو اپنے لائق مشغول طاعت ہو اور ہر عضو کے نور طاعت سے ایک فیض کہ جس سے نظر رحمت مراد ہے دل پر پہنچے ۔

حضرت مخدومی مولنا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی شرح

Marfat.com

رباعیات میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالجناب نجم الکبری قدس اللہ تعالےٰ روحہ نے فوائح الجمال میں فرمایا ہے کہ نفوس حیوانات پر ذکر جاری ہے کیونکہ ان کے دم کی آمد و شد سے خواہ وہ جانیں یا نہ جانیں وہ حرف کہ غیب ہویت سبحانہ پر دال ہے نکلتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور وہی حرف اسم مبارک اللہ میں ہے اور الف لام اللہ میں تعریف کا ہے اور تشدید مبالغہ کیواسطے ہے۔

پس چاہیئے کہ جس وقت اس حرف شریف کو زبان پر لائے ہویت حق سبحانہ کا لحاظ رکھے اور دم کی آمد و شد میں ہشیار رہے کہ حضور مع اللہ میں فتور واقع نہ ہو تا آنکہ نفس کو اس نسبت کا ملکہ حاصل ہو جائے اور کسی طرح دور نہ ہو سکے رباعی

ہا غیب ہویت آمد ای حرف شناس
باش آگہ از آں حرف دہ امید و ہراس

والف است ابدیت آں حرف اساس
حرفے گفتم شگرف اگر داری پاس

واضح ہو کہ غیب ہویت کہ حضرت مخدومی نے اس رباعی میں ارشاد فرمایا۔ اصطلاح اہل تحقیق میں باعتبار لاتعین ذات حق سبحانہ سے مراد ہے یعنے بشرط اطلاق حقیقی اطلاق میں بھی مقید نہیں اور ممکن نہیں کہ اس مرتبہ میں کوئی علم و ادراک کبھی اس سے متعلق ہو گویا اس حیثیت سے مجہول مطلق ہے۔

مولانا عبد الکبیر یمنی فرماتے ہیں کہ جن دنوں مولانا علاؤ الدین قدس اللہ تعالےٰ مجاور حرم تھے میں ان کی خدمت میں بہت آتا جاتا تھا۔ ایک روز آپ

۱؎ سہل بن عبد اللہ تستری فرماتے ہیں کہ ذات الٰہی موصوف بعلم ہے بے اس کے کہ کوئی کسی حس سے دریافت کرے یا دنیا میں دیکھ سکے اور حقیقت ایمان میں بےحد و نہایت در یافت موجود ہے اور بلا حلول اپنے ملک میں صنع و قدرت سے ظاہر ہے خلق کہنہ ذات سے محجوب ۔ ۔ ۔ آیات پر دلالت کرتا ہے دل اسکو نگاہ دیکھتا ہے اور عقلیں ادراک نہیں کر سکتیں ۔ ۔ ۔ اس کو نعلے بن عبثیم سے کہ اس کی ذات کو حد و نہایت ہو۔

۲؎ از کبار اصحاب مولانا سعد الدین کاشغری ۱۲

Marfat.com

مجھ سے پوچھنے لگے کہ ظلم کسے کہتے ہیں ۔میں نے کہا وضع شئے غیر محل پر کرنے کو ۔فرمایا کہ دل محل یاد حق ہے ۔سوائے حق جو کچھ دل میں رکھینگے وہ ظلم ہوگا پھر ایک روز فرمانے لگے ذکر کسے کہتے ہیں ۔میں نے کہا لاالٰہ الا اللہ کو ۔فرمایا یہ ذکر نہیں ۔اس کو عبادت کہتے ہیں ۔میں نے کہا اب آپ فرمایئے ۔ فرمایا ذکر وہ ہے کہ آدمی دل میں جان لے کہ میں اس کو نہیں جانتا ۔ پھر فرمایا کہ جاہل بنکر کسی دن کوئی نماز کی نیت یوں باندھے کہ نیت کرتا ہوں نماز کی واسطے اس خدا کے جس کو میں نہیں جانتا اللہ اکبر ÷

مولٰنا فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھ پر حالت طاری ہوئی اور شہود امر بے کیف وکم ایسا حاصل ہوا کہ اس کو کسی طرح بیان نہیں کرسکتا ۔دفعتاً اسی حالت میں حضرت مولٰنا سعدالدین تشریف لے آئے فرمانے لگے بھائی اس کو کھونا نہیں ۔مولوی عبدالکبیر نے جو فرمایا تھا کہ کسی روز جاہل بن جانا چاہیئے اس کے معنے یہی ہیں ÷

نظر برقدم

اس سے یہ مقصود ہے کہ چلتے پھرتے شہر جنگل میں نظر پشت پا پر رہے تاکہ نامحرم وغیرہ پر نہ پڑے ÷

شاہ احمد سعید صاحب مجددی فرماتے ہیں کہ اس مقام میں مبتدیوں کی نسبت قصہ و الحان و آواز کے سننے کے واسطے بھی یہی حکم ہے ۔بخلاف منتہیوں کے کہ وہ کسی کی نہیں سنتے ۔اپنے حال پر نظر رکھتے ہیں کہ کونسے نبی کے قدم پر چل رہے ہیں ۔انتھےٰ کلامہ ÷

صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ سالک جو منازل ہستی قطع اور مقامات خود پرستی طے کرتا ہے شاید نظر برقدم کا اشارہ سرعت سیر کی طرف ہو یعنے جس جگہ

Marfat.com

اُس کی نظر پڑتے ہو فوراً اُسی جگہ قدم رکھے +

ابو محمد مرتعش فرماتے ہیں اَلصُّوْفِیُّ لَا یَسْبِقُ هِمَّتُهٗ خُطْوَتَهٗ +

البتہ صوفی وہ ہے کہ اُس کا خیال اُس کے قدم کے برابر رہے۔ یعنے ہمہ تن حاضر ہو۔ دل وہاں جہاں تن۔ تن وہاں جہاں دل۔ قول وہاں جہاں قدم قدم وہاں جہاں قول۔ مگر یہ نشان حضوری بے غیبت کا ہے۔ بخلاف اسکے کہ از خود غائب و بحق حاضر ہو۔ نہیں بلکہ بحق حاضر و بخود حاضر۔ جس کو جمع الجمع کہتے ہیں +

المختصر حضرت مولنا جامی منقبت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ میں فرماتے ہیں مثنوی

کم زدہ بے ہمدمئے ہوش دم	در نگوشتہ نظرش از قدم
بسکہ ز خود کردہ بسرعت سفر	باز نماندہ قدمش از نظر

سفر در وطن

سفر در وطن سے یہ مراد ہے کہ سالک صفات بشری میں سفر کرے یعنے صفات بشری سے صفات ملکی کی طرف اور صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرے۔ بعضے کہتے ہیں سفر ہی کرنا چاہیئے کہ ریاضت و مجاہدات اور خویش و اقربا کی جدائی سے عادت ہمی و مالوفات طبعی میں فرق آکر تصفیہ قلبی حاصل ہوتا ہے +

حضرت مولنا سعد الدین حموی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ شخص خبیث تا وقتیکہ صفات خبیثہ سے پاک نہو۔ جہاں جائے خباثت اُس کے ہمراہ ہے +

فائدہ واضح ہو کہ احوال مشائخ اختیار سفر و اقامت میں مختلف ہے بعضے شروع میں سفر کرکے آخر میں مقیم ہو جاتے ہیں بعضے بدایت و نہایت

Marfat.com

ابتدا میں مقیم ہوتے ہیں بعضے ابتدا و نہایت میں سفر کرتے ہیں۔ بعضے ابتدا میں مقیم ہوتے ہیں اور نہایت میں سفر کرتے ہیں۔ غرض سفر و اقامت میں ان سب کی نیت درست و غرض صحیح ہے۔ اور طریقہ خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ہیں سفر و اقامت کا حال یہ ہے کہ سفر وغیرہ میں کسی عزیز کے پاس حاضر ہو کر مقیم ہو جاتے ہیں اور اگر اپنے شہر میں پاتے ہیں تو ترک سفر کرکے اُسی کی صحبت میں ملکہ آگاہی حاصل کرتے ہیں اور جب ملکہ آگاہی حاصل ہو گیا۔ سفر و اقامت برابر ہے۔

حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مبتدی کو سفر میں بجز پریشانی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جب طالب کسی عزیز کی خدمت میں پہنچے تو اس کو لازم ہے کہ چند روز ٹھہر کر نسبت خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ہیں ملکہ آگاہی حاصل کرے بعدہ جہاں چاہے چلا جائے۔ کوئی مانع نہیں۔ رباعی

یا رب چہ خوش است بے دہاں خندیدن	بے واسطۂ چشم جہاں را دیدن
بنشین و سفر کن کہ بغایت خوب است	بے زحمت پا گرد جہاں گردیدن

صاحب کشف المحجوب کہتے ہیں کہ اوتاد الارض میں سے ایک شخص باعمرو نام فرغانہ میں رہتے تھے۔ میں اوزکند سے اُن کی زیارت کے واسطے فرغانہ گیا۔ گھر میں اُن کے بڑھیا فاطمہ نام بلیں۔ مجھ سے کہنے لگیں کیوں آیا؟ میں نے کہا اس واسطے آیا ہوں کہ میں شیخ کی صورت دیکھوں اور وہ بنظر عنایت میرے باطن پر نظر کریں۔ کہنے لگیں بیٹا میں خود فلاں تاریخ سے تجھے دیکھ رہی ہوں اور جب تک تجھے میری نظر سے غائب نہ کرینگے۔ دیکھا کرونگی۔ جب میں نے دن اور مہینے اور سال گن کر دیکھا تو جو دن اُنہوں نے بتایا وہ دن میرے توبہ کرنے کا دن تھا۔ کہنے لگیں بیٹا اِدھر اُدھر پھرنا اور سفر کرنا لڑکوں کا کام ہے آج سے ہمت کے ساتھ زیارت کیا کرو کہ کوئی شخص اس قابل نہیں کہ اس کی زیارت کریں اور ارواح کے آگے کوئی چیز حائل نہیں۔ میں نے کہا فاطمہ کچھ کھانے کو

Marfat.com

لائے۔ ایک لگن میں انگور تازہ اور کچھ چھوہارے حاضر کیئے۔ حالانکہ اُس زمانہ میں تازہ چھوہارے فرغانہ میں میسر ہونے ممکن نہ تھے ॰

حضرت مخدومی مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بیت

آئینہ صورت از سفر دور است		کاں پذیرائے صورت از نور است

میں فرمایا ہے کہ آئینہ صورت آئینہ مصقول سے عبارت ہے کہ اُس کو صورت کی طرف سفر کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ خود صفا و نورانیت کی جہت سے قابل صورت ہے جو کچھ اُس کے مقابل ہوگا اُس میں دکھائی دیگا یعنے بغیر اس کے کہ وہ حرکت کرے اُس کی صورت اُس میں منتقش ہوگی۔ اسی طرح جب آئینہ دل صُوَرِ کونیہ کی کدورات سے صاف ہوا اور خواہش طبعی کی ظلمت دفع ہوئی تو قبول تجلیات ذاتیہ و صفات الٰہیہ میں سیر و سلوک کی حاجت نہ رہی۔ کیونکہ سیر و سلوک تصفیہ قلبی سے مراد ہے۔ جب قلب صاف ہوگیا پھر سیر و سلوک کی حاجت کیا ॰

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب قوت مدرکہ کے آئینہ پر سے نقوش کونیہ کا زنگ دور ہوجاتا ہے تو اُس کے مقابل بجز ذات کچھ نہیں رہتا ॰

خلوت در انجمن

حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ تعالےٰ سے ایک شخص نے کہا کہ بنائے طریقت کیا ہے؟ فرمایا کہ خلوت در انجمن بظاہر با خلق بباطن با حق فرد

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش		اینچنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ یعنے مرد وہ ہیں کہ غافل نہیں کرتی اُن کو تجارت و بیع ذکر الٰہی سے ॰

Marfat.com

پس یہ اشارہ اسی مقام کی طرف ہے۔ طریقۂ ما صحبت است و در خلوت شہرت است و در شہرت آفت است و خیریت در جمعیت است و جمعیت در صحبت بشرط نفی بودن در یکدگر۔

خواجہ کبیر الاولیا قدس سرہ فرماتے ہیں کہ خلوت در انجمن وہ ہے کہ بازار جائے تو ایسی محویت ہو کہ کسی کی بات نہ سنے اور یہ بات طالب کو بشرط کوشش پانچ چھ روز میں حاصل ہو سکتی ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ خلوت در انجمن یعنی جمع در تفرقہ کا مقام سخت نازک ہے۔

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق	ہر ہوسناکے چہ داند جام و سندان باختن

صاحب کشف المحجوب بہت کچھ لکھکر لکھتے ہیں کہ جمع کی دو صورتیں ہیں۔ جمع سلامت و جمع تکسیر۔

جمع سلامت یہ کہ خدائے تعالیٰ غلبہ حال و قوت وجد و قلق و شوق بندہ کو عنائیت فرمائے اور امر ظاہر جاری رکھنے کو خود اس کا حافظ بن جائے جیسا کہ سہل بن عبد اللہ و ابو حفص حداد و ابو العباس سیاری مروزی و بایزید بسطامی و ابو بکر شبلی و ابو الحسن حصری کہ ہمیشہ مغلوب الحال رہتے تھے۔ لیکن جب نماز کا وقت آتا افاقہ ہو جاتا اور جب نماز سے فارغ ہوتے پھر مغلوب ہو جاتے کیونکہ جب تک تو محل تفرقہ میں ہے تو تجھے حکم بجالانا پڑیگا۔ اور جب وہ تجھ کو اپنی طرف کھینچ لیگا وہ اپنے احکام کی رعائیت دو وجہ سے خود کریگا ایک یہ کہ نشان بندگی اٹھنے نہ پائے۔ دوسرے یہ کہ وعدہ ہے کہ شریعت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو ہرگز منسوخ نہ کرونگا۔

اور جمع تکسیر وہ ہے کہ بندہ حکم بجالانے میں مجانین کی طرح والہ و مدہوش ہو اور اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ معذور ہو۔ دوسرے یہ کہ مشکور ہو

اورظاہر ہے کہ جو مشکور ہے معذور سے قوی تر ہے +

بالجملہ نہ مقام جمع مخصوص نہ اُس کا ایک حال -
کیونکہ کبھی جمع جمع ہمت معنے مطلوب میں ہوتی ہے
اور کبھی کشف اس معنے کا مقامات میں ہوتا ہے اور کبھی احوال میں جمع ہمت
مراد اس سے ہے کہ جیسے مجنوں کی ہمت لیلی کی طرف مجتمع ہوئی کہ سوائے
اس کے اس کو نظر نہ آتا تھا - تمام عالم میں کل موجودات کا رنگ اس کے
حق میں بصورت لیلی ہو گیا تھا یا جیسا کہ ایک روز حضرت بایزید علیہ الرحمۃ حجرہ
میں تھے ایک شخص نے کہا هَلْ اَبُوْ يَزِيْدُ فِى الْبَيْتِ ؟ فقال اَبُوْ يَزِيْدَ
هَلْ فِى الْبَيْتِ اِلَّا اللّٰهُ ! یعنے ابو یزید گھر میں ہے ؟ کہا گھر میں بجز حق کوئی
نہیں !

اصل یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے جوہر محبت کو اپنے دوستوں پر تقسیم فرما کر
ان پر انسانیت کا حجاب چھوڑ دیا تاکہ وہ جوہر اپنی قوت سے اس کے اجزا
کو جن سے ملا اپنی صفت پر کر لے - پس ارباب معنی و اصحاب اللسان نے
اس کا نام جمع رکھدیا - حسین منصور فرماتے ہیں ؎

لبیک لبیک یا سیدی و مولائی	لبیک لبیک یا مقصدی و معنائی
یا عین عین وجودی و یا منتھی ہمتی	یا منطقی و اشاراتی و ایمائی
یا کل کلی و یا سمعی و یا بصری	و یا جملتی و یا عنصری و اجزائی

جس کے نزدیک اوصاف ہستی مستعار تھا - اس کے نزدیک اثبات ہستی
عار تھا اور دین و دنیا کی طرف رجوع ہونا زنار - اور موجودات خوار +

یاد کرد

ذکر کو کہتے ہیں لسانی ہو یا قلبی +

Marfat.com

حضرت مولٰنا سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ تعلیم ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ شیخ دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے اور مرید اپنے دل کو حاضر کر کے شیخ کے دل کے برابر رکھے اور آنکھ۔ منہ بند کر کے زبان تالو سے لگائے اور دم کو روک کر تعظیم و قوت سے شیخ کی طرح دل سے ذکر شروع کرے اور ایک سانس میں تین بار کہہ جائے۔ انشاء اللہ تعالےٰ حلاوت ذکر معلوم ہوگی اور اگر نہ ہو ذکر سے باز نہ آئے ٭

نفحات میں لکھا ہے کہ ابتداء میں جب شیخ ابو بکر بن عبد اللہ الطوسی النساج نے مجاہدے بہت کیئے اور مشاہدہ کی نوبت نہ پہنچی تو ایک روز رونے لگے آواز آئی کہ نساج باد رو طلب خو کن ترا بیافت چہ کار ٭

دوسرا طریقہ کہ آسان تر ہے یہ ہے کہ دم کو زیر ناف بند کر کے ہونٹ سے ہونٹ ملائے اور زبان تالو سے لگا کر حقیقت دل کو کہ عبارت مدرک سے ہے یعنے جس سے اندیشہ دُنیا وغیرہ کیا جاتا ہے اور جو طرفۃ العین میں آسمان و زمین میں آتا جاتا ہے تمام خیالات سے بیزار کرے اور اُس کو گوشت کے ٹکڑے کی طرف کہ پہلوے چپ میں بصورت صنوبر ہے متوجہ کر کے ذکر میں اس طرح مشغول ہو کہ کلمۂ لا کو سر تک لیجائے اور کلمۂ الٰہ کو داہنے مونڈھے کی طرف حرکت دے کر کلمۂ الا اللہ کو بقوت تمام دل پر ضرب کرے۔ یہاں تک کہ تمام اعضاء میں اثر حرارت پیدا ہو اور طرف نفی میں تمام موجودات کو نظر فنا اور طرف اثبات میں وجود حق سُبحانہ تعالےٰ کو بنظر بقا ملاحظہ کرتا ہے ہمہ اسی ذکر میں مشغول رہے۔ ہزار کچھ ہو کسی طرف خیال نہ کرے تاکہ تکرار کے سبب سے صورت مقصد دل میں جم کر ذکر ملازم دل ہو جائے وَاذْكُرُوا كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

مولٰنا علاء الدین آبزی کہتے تھے کہ جس روز مولٰنا سعد الدین کاشغری

Marfat.com

قدس اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نفی اثبات کے لئے ارشاد فرمایا تو فرمانے لگے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کو بالذات تمام اشیاء پر محیط سمجھنا چاہیے اور اگر علمائے ظاہر تاویل کریں تو آئہ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۵ اس بیان کی شاہد ہے۔ مولانا کہتے تھے کہ میں یہ سن کر سُن ہو گیا۔ آپ سمجھ گئے فرمانے لگے کہ علماء ظاہر آئہ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا کے لحاظ سے کہتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ کا علم جمیع اشیاء پر محیط ہے۔ اس پر بھی اعتقاد کرنا چاہیے۔ یہ سن کر میں اپنے دل میں بہت خوش ہوا۔ دوسرے روز جب میں حاضر ہوا۔ فرمایا علاؤ الدین اہل تحقیق معتقد ہیں کہ احاطہ و معیت ذاتی ہے کچھ فائدہ نہیں تم وہی اعتقاد رکھو۔

فائدہ احاطہ و معیت کو کبرا محققین نے دو طرح بیان کیا ہے۔ ذاتی و صفاتی اور ذاتی کی دو قسمیں ہیں:- **اول** معیت ذات کہ جمیع ذرات موجودات کے ساتھ بے کیف و کم بر سبیل عموم ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۔ **دوم** معیت ذاتی اختصاصی کہ جو خاص مقربوں کے واسطے ہے جیسا کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا و اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۵ یا وَ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ۵ لیکن معیت صفاتی ایک معیت ہے بحسب علم و قدرت و سائر صفات حضرت الوہیت کما قال اللہ تعالیٰ وَقَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۵ اور اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۵ سو اس جگہ مقصود حضرت مولنا سعد الدین قدس اللہ تعالیٰ کا قسم اول معیت ذاتی سے ہے۔ سبحان اللہ کیا کہا ہے مولنا روم علیہ الرحمۃ نے

ے

اتصالے بے تکیف بے قیاس	ہست رب الناس را با جان ناس

ے

نادان کوتہ اندیش است	یاد کردے کہ در پیش است

مولنا شمس الدین رومی کہ اصحاب حضرت مولنا سعد الدین کاشغری

Marfat.com

میں سے ہیں صاحب رشحات نے ان کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب زمانہ میں میں موضع روح میں رہتا تھا۔ ایک روز دل میں آیا کہ فقیری اختیار کیجئے میں نے لوگوں سے پوچھا کہ ہرات میں کوئی بزرگ ہے۔ ایک شخص نے شیخ صدرالدین رواسی خلیفہ حضرت زین الدین خوافی کی تعریف کی میں اسی وقت شہر کو روانہ ہوا۔ راہ میں شیخ کا مزار تھا اول وہاں پہنچا۔ اتفاقاً شیخ صدرالدین مریدوں کے ساتھ ذکر میں مشغول تھے میں ایک طرف بیٹھ کر ان کو دیکھنے لگا۔ آخر دل گھبرایا۔ شہر کی طرف چلا۔ راہ میں ایک شخص ہمارے گانو کا ملا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کا صحبت یافتہ ملا۔ اس نے کہا کہاں سے آئے۔ کہاں چلے۔ میں نے تمام حال بیان کیا کہنے لگا جامع مسجد میں جاؤ۔ ایک شخص کبھی کبھی یاروں کے ساتھ وہاں بیٹھا کرتا ہے۔ میں یہ سن کر سیدھا وہیں پہنچا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ مولنا عبدالرحمٰن جامی اور کئی شخص چپ چاپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ایک طرف دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گیا کبھی شیخ صدرالدین کی مجلس کے شور وغل کا خیال کرتا تھا کبھی ان کے سکوت کا خطرہ دل پر گذرتا تھا۔ اتنے میں مولنا نے سر اٹھا کر مجھے پاس بلایا اور فرمایا کہ اگر غلام یا نوکر مرزا شاہرخ کے سامنے کھڑا ہو کر بلند آواز سے کہے شاہرخ۔ شاہرخ۔ شاہرخ۔ تو بڑی بے ادبی کی بات ہے ادب اس کو کہتے ہیں کہ نوکر بادشاہ کے اور بندہ خواجہ کے آگے چپ چاپ مؤدب حاضر رہے۔ بعد ازاں یہ شعر پڑھا ؎

کار ناداں کوتہ اندیش است	یاد کردن کسے کہ در پیش است

بازگشت

بازگشت وہ ہے کہ جب ذاکر زبان دل سے کلمہ طیبہ کے بعدہ اسی زبان

سے مناجات کرے کہ خداوندا تو اور تیری رضا میرا مقصود ہے۔ مَیں نے دنیا و آخرت کو تیرے واسطے ترک کیا تو اپنی نعمت مجھ پر تمام کر۔ کس لئے کہ بھلا یا بُرا جو خطرہ ہوگا یہ کلمہ اُس کو نفی کریگا اور ذکر خالص ہوجائیگا اور بالفرض اگر شروع میں کلمہ بازگشت کے اندر صدق نیت حاصل نہ ہو تو ترک نہ کرے کہ انشاء اللہ تدریجاً سب کچھ ہو رہیگا ۔

جناب مولنا علاؤ الدین علیہ الرحمۃ کہ حضرت مولنا سعد الدین قدس سرہ کے بڑے مریدوں میں ہیں فرماتے ہیں کہ جن دنوں مجھ کو حضرت مخدوم نے ذکر سکھا کر بازگشت کا حکم دیا۔ تو جب مَیں کہتا کہ خداوندا میرا مقصود تو اور تیری رضا ہے۔ مجھے شرم آیا کرتی تھی۔ کیونکہ مَیں اپنے قول کا سچا نہ تھا۔ صریح جانتا تھا کہ جھوٹ کہتا ہوں۔ آخر اسی خیال میں ایک روز حضرت کے پاس حاضر ہُوا فرمانے لگے علاؤ الدین تم شیخ بہاؤ الدین عمر کے پاس جاؤ۔ مَیں گیا۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ حضرت شیخ رکن الدین علاو الدولہ قدس اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ سالک جب تک اپنے دل میں صدق نیت نہ پائے اُس کو چاہیئے کہ یہی کہے کہ خداوندا میرا مقصود تو اور تیری رضا ہے۔ مَیں نے دُنیا و آخرت کو تیرے واسطے ترک کیا تو اپنی نعمت مجھ پر تمام کر۔ آخر حقیقت صدق ظاہر ہوگی۔ مَیں اُن سے رخصت ہو کر حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ کہنے لگے شیخ اہل جذبہ ہیں۔ اصطلاح نہیں جانتے۔ مَیں اس کے معنے نہ سمجھا۔ بعد معلوم ہُوا کہ غرض اُس کلام سے یہ تھی کہ شیخ نے بطریق جذبہ تعلیم پائی ہے نہ بطریق سلوک۔ اور وہ طریق ارشاد نہیں جانتے اور مَیں اُس زمانہ میں اس قابل نہ تھا کہ حضرت مفصل حال مجھ سے کہتے۔ لیکن جب تک شیخ سے بازگشت میں وہ کلمہ نہ سُنا تھا سوز و گداز سے کہکر منفعل رہا کرتا تھا۔ اُس روز سے وہ حال جاتا رہا ۔

Marfat.com

نگاہداشت

نگاہداشت دفع خطرات وحدیث نفس سے مراد ہے یعنی ایکدم میں کئی بار کلمۂ طیبہ کہا کہ غیر کا خیال نہ آیا ٭

حضرت مولنا سعد الدین قدس سرہٗ نے اس کلمہ کے معنے میں فرمایا ہے کہ سالک کو چاہیے کہ ایکساعت یا دو ساعت یا زیادہ اس سے جس قدر مُیسّر ہو اپنے دل کو خیال ماسوی اللہ سے بچائے ٭

مولنا محمد قاسم علیہ الرحمۃ کو حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مرید تھے۔ ایک روز ایک موقع پر فرماتے تھے کہ نگاہداشت میں عنایت الٰہی سے یہ ملکہ حاصل کیا ہے کہ صبح صادق سے لیکر چاشت تک دل خطرات غیر سے اس طرح محفوظ رہتا ہے کہ گویا قوت متخیلہ بیکار ہو گئی ٭

واضح ہو کہ قوت متخیلہ کی بیکاری اگرچہ وہ گھنٹے کیوں نہو اہل تحقیق کے نزدیک بڑی بات ہے۔ بعضے کمل اولیا کو کبھی حاصل ہو جاتی ہے چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے فتوحات میں جبجگہ سجود قلب کا بیان کیا سوال وجواب خواجہ محمد حکیم ترمذی قدس سرہ میں تحقیق اس بحث کی فرمائی ہے یہاں اس کا ذکر مناسب معلوم نہیں ہوتا ٭

بالجملہ خطرے چار قسم کے ہیں:- (۱) خطرہ رحمانی (۲) خطرہ ملکانی (۳) خطرہ شیطانی (۴) خطرہ نفسانی ٭

خطرہ رحمانی تنبیہ غفلت کے لئے ٭ خاطرہ ملکانی ترغیب طاعت کے لئے ٭ خطرہ شیطانی رغبت معصیت کے واسطے ٭ خطرہ نفسانی مطالبہ شہوت کے واسطے ٭

خواجہ اولیا خلیفہ دوم حضرت خواجہ عبد الخالق علیہ الرحمۃ سے منقول ہے

Marfat.com

کہ مطلق خطرہ کے نہ آنے سے یہ مراد نہیں کہ کوئی خطرہ ہی نہ آئے بلکہ مراد یہ ہے کہ جس طرح کوڑا کرکٹ دریا پر پانی کی روانگی کا مانع نہیں اسی طرح خطرہ مزاحم نسبت باطنی کا نہو۔ اور فرمایا کہ میں نے خواجہ علاؤالدین غجدوانی سے کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ تعالٰے ارواحہ کے بڑھ کے مریدوں میں سے ہیں۔ ایکبار پوچھا تھا کہ تمہارے دل پر خطرہ غیر کا نہیں گزرتا۔ فرمایا نہیں گذرتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نہیں بھی گزرتا۔ بعد ازاں یہ شعر پڑھا ؎

چوں بغائت تیز شد آں جور واں   غم نیابد در درونِ عاشقاں

اور اسی قول کا موئید کلام خواجہ علاؤالدین عطار قدس اللہ تعالٰے کا ہے کہ احتراز خطرات سے دشوار ہے۔ ہم بیس برس نفی میں رہے۔ ایک روز نسبت میں دفعتاً وہی خطرہ گذرا لیکن الحمد للہ ٹھیر نہ سکا ؛

اسی لئے کہتے ہیں کہ خطرات کا اعتبار نہیں مگر ٹھیرنے نہ دیں کہ ٹھیرنے سے مجاری فیض میں سُدہ پڑ جاتا ہے ؛

شیخ ابوسعید بخاری سے کسی نے پوچھا تھا کہ جس وقت خطرہ دل پر گزرے اور بازگشت سے نفی کیا جائے تو ہم کیونکر جانیں کہ نفسانی تھا یا شیطانی یا رحمانی۔ فرمایا کہ جس لباس میں پہلے آیا تھا اگر اسی میں آیا نفسانی تھا کیونکہ ابرام (اصرار) و لجاج (ہٹ) اور ایک آرزو کو مکرر چاہنا۔ جب تک اس کا کام نہو۔ نفس کی صفت ہے اور اگر اور لباس میں آیا تو شیطانی تھا۔ کس واسطے کہ اس کا مقصود اضلال و اغوا ہے۔ اگر ایک لباس میں گمراہ نہ کر سکا دوسرے میں آیا اور خاطر رحمانی خاطر اول ہوتا ہے کہ بے علت حق کی طرف سے دل پر گذرتا ہے ؛

شہنشاہ محبان حضرت ابوسعید فضل اللہ بن محمد المیہنی رضی اللہ عنہ جاڑے کے موسم میں نیشاپور سے طوس کو جاتے تھے۔ ایک جگہ جرابول

Marfat.com

میں آپ کے پاؤں کو سردی معلوم ہوئی۔ ایک درویش کہتا ہے کہ میرے دل پر خیال آیا کہ اپنا ڈوپٹہ پھاڑ کر پاؤں میں لپیٹ دوں۔ لیکن قیمتی تھا۔ پھر خیال کیا کہ بڑا نقصان ہوگا۔ جب طوس پہنچے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت خطرہ شیطانی و الہام ربانی یعنے خطرہ رحمانی میں فرق ارشاد کیجئے۔ فرمایا الہام حق وہ تھا کہ تجھ سے کہا کہ دوپٹے کے ٹکڑے کر کے ابوسعید کے پاؤں میں لپیٹ دے۔ اور خطرہ شیطانی وہ تھا جس نے تجھے دوپٹے کے پھاڑنے سے منع کیا۔

المختصر شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی فرماتے ہیں کہ طریقہ نقشبندیہ میں خطرات کے موقوف ہونے کے بعد فنائے قلب حاصل ہوتی ہے اور اگر کبھی کوئی خطرہ دماغ کی طرف سے آتا ہے تو بعد از فنائے نفس وہ بھی جاتا رہتا ہے۔ فنا کی چار قسمیں ہیں:۔

فنائے خلق:۔ یعنے خلق کی طرف سے امید و بیم دل میں نہ رہے۔

خواجہ عبید اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے تاوقتیکہ طالب کو بُرا کہنا لوگوں کا بُرا معلوم ہو۔ سمجھنا چاہیئے کہ ہنوز اس کے دماغ میں بوئے معنی نہیں پہنچی۔ کیونکہ اہل تحقیق میں لَا فَاعِلَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ مقرر ہو چکا ہے۔ امیر خسرو ؒ

گر از دشنام رنجی و شوی از مدح خوش طفلی دلے مرد آں زماں گردی کہ ہر دو گردوت یکساں

پس جو کچھ محبّ کو محبوب سے پہنچے باعث سرور و حضور ہے۔ ایک روز آپ ایک شخص سے فرمانے لگے کہ اے عزیز جو کام منسوب بغیر نظر آئے اس کو مجازی سمجھ نہ حقیقی کہ فاعل حقیقی مطلق خدا ہے۔ جس جگہ فرمایا قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ[1] از روئے مجاز ہے اس کی حقیقت اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا[2]

[1] کہہ قبض کریگا تم کو فرشتہ موت کا ۱۲ [2] اللہ تعالیٰ قبض ارواح کرتا ہے نزدیک موت ان کی کے

Marfat.com

٭ اسی طرح ہدایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اضلال ابلیس علیہ اللعن کی مجاز اور یُضِلُّ مَن یَّشَاءُ وَیَھدِی مَن یَّشَاءُ حقیقت ہے اچھا خلق کو ابلیس گمراہ کرتا ہے۔ ابلیس کو کس نے کہا۔ یہی سبب ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِن ھِیَ اِلَّا فِتنَتُکَ ٭

حضرت بایزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اَلمَعرِفَۃُ اَن نَعرِفَ اَنَّ حَرَکَاتِ الخَلقِ وَسَکَنَاتِھِم بِاللّٰہِ۔ معرفت وہ ہے کہ جانے تو کہ حرکات خلق اور اُن کا سکون حق کے ساتھ ہے اور کوئی اُس کے بغیر اُس کے مُلک میں متصرف نہیں ٭

فنائے ہوا:۔ یعنے ماسوی اللہ کوئی تمنا نہ رہے ٭

ابو محمد جعفر بن محمد صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مَن عَرَفَ اللّٰہَ اَعرَضَ عَمَّا سِوَاہُ۔ ے

بچہ تسکین کنم این دیدہ و دل را کہ مدام	دل ترا میطلبد۔ دیدہ ترا میخواھد

رباعی

آنکس کہ ترا شناخت جاں راچہ کند	فرزند و عیال و خانماں راچہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی	دیوانۂ تو ہر دو جہاں راچہ کند

فنائے ارادی:۔ یعنے مردہ کی طرح ہو جائے۔ کچھ خواہش و ارادہ دل میں نہ رکھے ٭

فنائے فعلی:۔ اور یہ ظاہر ہے مگر اس کے معنے یہ نہیں کہ اپنے افعال کی خبر نہ ہو بلکہ عالم شوق میں از خود اپنے اوصاف کو نفی کر کے فاعل کی طرف اثبات کرے۔ چنانچہ یہ جو صوفیوں نے کہا ہے کہ نفی با ثبات جنگ ندارد۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ مثلاً کپڑا جو پہن رہا ہوں یہ میرے پاس مستعار ہے اور اس سبب سے کہ میں اُس کو اپنا سمجھتا ہوں۔ اُس سے ایک نوع کا تعلق ہے۔ دفعتاً خیال گزرا کہ یہ مستعار ہے فوراً وہ علاقہ اُس سے قطع ہوا۔ حالانکہ اب تک پہن

Marfat.com

رہا ہوں - پس تمام صفات اسی پر قیاس کرنے چاہئیں تاکہ دل ماسوی اللہ سے منقطع ہو۔

صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ مقصود ریاضت سے تعلقات جسمانی کی فنا اور توجہ کل عالم ارواح و عالم حقیقت کی طرف ہے اور مقصود سلوک سے یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار سے دفع موانعات کے لیے ہر علاقہ کو پیش نظر کرے جس کی طرف دل مائل ہو سمجھے کہ یہ مانع راہ ہے - اس کے قطع کی تدبیر کرے ۔

بت پرستی کفر یہاں دل کی گرفتاری ہے درد چاہیے جس کو لگے اس کو صنم کہنے لگے ۔	

خواجہ بزرگ قدس سرہ جب نیا کپڑا پہنتے - فرماتے - مستعار ہے - بعد ازاں اس کو اس طرح پہنتے گویا مانگا ہوا ہے۔

ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلصُّوفِیُّ الَّذِیْ لَا یَمْلِکُ وَلَا یُمْلَکُ صوفی وہ ہے کہ نہ کوئی چیز اس کے قید میں اور نہ وہ کسی کی قید میں ہو اور یہ عین فنا سے مقصود ہے کہ فانی الصفت ہو جاے - نہ کسی کا مالک مملوک یعنی متاع دنیا و آخرت میں سے صوفی کسی چیز کو اپنی ملک میں نہیں کرتا کیونکہ حکم نفس میں تو رہا ہی نہیں اس کو تو سلطان ارادت نے پہلے ہی سب علائق سے اپنی بندگی کے سوا الگ کر لیا - تمام ہوا بیان چاروں قسم کی فنا کا۔

اب سمجھنا چاہیے کہ زبان علم میں فنا و بقا کے معنے اور ہیں اور زبان حال میں اور - اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل تصوف کسی عبارت میں اس قدر حیران نہیں جس قدر کہ اس میں۔

پس بقا زبان علم میں بمقتضاے لغت تین طرح پر ہیں :-

Marfat.com

ایک وہ بقا ہے کہ اُس کی طرف اول و آخر دونوں فنا میں ہیں جیسا کہ یہ جہان کہ ابتدا میں نہ تھا اور انتہا میں نہ ہوگا +

دوسرے یہ کہ ایک شئے آگے نہ تھی اور ہو گئی - اور اب ہرگز فنا نہ ہو گی جیسا کہ بہشت دوزخ اور وہ جہان +

تیسرے وہ بقا کہ ہرگز نہ تھا کہ وہ نہ تھے اور ہرگز نہ ہوگا کہ نہ ہو گی - وہ بقائے حق وصفات حق ہے اور مُراد اُس کی بقا سے - اُس کے وجود کا ہمیشہ ہونا ہے کسی کو دائمی کی صفات میں کسی طرح مشارکت نہیں +

پس علم فنا وہ ہے کہ تو جان جائے کہ دُنیا فانی ہے اور علم بقا وہ ہے کہ تو جان جائے کہ عقبےٰ باقی ہے - کما قال اللہ تعالےٰ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی (اور آخرت بہتر ہے اور باقی) اور بقا و فنائے حال وہ ہوگا کہ جب جہل فانی ہوگا لامحالہ علم باقی ہوگا اور جب معصیت فانی ہو طاعت باقی - اور جب بندہ علم طاعت حاصل کرے - بقائے ذکر سے غفلت فانی ہو یعنے جب بندہ اللہ تعالےٰ کو جان جائے اور علم سے اُس کے ساتھ باقی ہو - جہل اُس کا فانی ہوا اور جبکہ غفلت سے فانی ہوا اُس کے ذکر سے باقی ہوا - کیونکہ تیری مُراد فانی ہے اور مُرادِ حق باقی - جب تو قائم اپنی مراد کے ساتھ ہوگا تو تیری مُراد فانی ہے پس تیرا قیام فنا کے ساتھ ہوا - پھر جبکہ تو مرادِ حق میں متصرف ہوگا لامحالہ مُرادِ حق باقی ہے - پس تیرا قیام بقا کے ساتھ ہوا - مثال اس کی یہ ہے کہ جب چیز پر سلطان آتش متصرف ہوگا اُس کے قہر کی جہت سے وہ چیز اُسی کی صفت سے موصوف ہو گی - پس جس وقت کہ سلطان آتش ایک چیز کے وصف کو ایک وصف میں بدل دیتا ہے - سلطان ارادتِ حق سلطان آتش سے تبدیل صفت میں اولےٰ تر ہے لیکن یہ تصرف لوہے کے اندر ہے مگر عین وہی نہیں کیونکہ ہرگز لوہا آگ نہیں ہو جائیگا - حضرات شیخ سے اس میں

اشارات لطیف منقول ہیں +

ابو سعید خراز رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اَلْفَنَاءُ فَنَاءُ الْعَبْدِ عَنْ رُؤْیَتِ الْعُبُوْدِیَّۃِ وَالْبَقَاءُ بَقَاءُ الْعَبْدِ بِمُشَاھَدَۃِ الْاِلٰھِیَّۃِ فنا فناء بندہ ہے رویت بندگی سے اور بقا بقاء بندہ مشاہدہ الٰہی میں یعنے افعال واعمال میں بندگی پر نظر کرنی آفت ہے - بندہ حقیقت بندگی کو اُس وقت پہنچیگا کہ جب اُس کو اپنے افعال پر نظر نہ رہیگی اور اپنے فعل کے دیکھنے سے فانی ہو جائیگا اور فعل حق کے دیکھنے میں باقی - تاکہ اُس کے معاملہ کی تمام نسبت حقتعالےٰ کی طرف رجوع ہو جائے - کیونکہ جو فعل بندہ کا بندہ سے مقرون وموصول ہوگا ناقص ہوگا اور جو فعل بندہ کا حقتعالےٰ کا بندہ سے موصول ہوگا کامل ہوگا +

پس جب بندہ اپنے تعلقات سے فانی ہوا جمال الٰہیت میں باقی ہوا اس لئے کہ جو چیز کسی چیز سے موصول ومقرون ومتحد وممتزج ہوگی - حکم دونوں کا ایک ہوگا +

ابو یعقوب نہر جوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صِحَّۃُ الْعُبُوْدِیَّۃِ فِی الْفَنَاءِ وَالْبَقَاءِ یعنے صحت بندگی بقا وفنا میں ہے کیونکہ جب تک بندہ اپنے تمام نصیب سے تبرا نہیں کرتا خدمت باخلاص کے لائق نہیں - پس تبرا کرنا نصیب آدمیت سے فنا ہے اور عبودیت میں اخلاص بقا ہے +

ابراہیم شیبانی فرماتے ہیں کہ جب بندہ وحدانیت حق کا مقر ہوا تو اس نے اپنے کو مغلوب ومقہور حکم حق دیکھا - پس مغلوب فانی ہے غلبہ غالب کے اندر کہ جب فنا اُس پر ثابت ہوئی عجز کا اقرار کیا اور بجز بندگی کچھ بن نہ پڑا - ناچار درگاہ رضا میں جنگل مارا +

یادداشت

Marfat.com

مقصود تمام ذکر و فکر سے یہی ہے اور یہ عبارت توجہ محض الفاظ و تخیلات سے ذات بیچون و بیچگون کی طرف بطریق ذوق و شوق ہے اور ہے یوں کہ یہ بات بعد از فنائے کامل و بقائے تام حاصل ہوتی ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ یاد داشت حضور بے غیبت کو کہتے ہیں۔ لیکن اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ کو کہتے ہیں کہ غلبہ شہود حق سے دل پر بواسطہ حُبِّ ذاتی[۱] حاصل ہونے ارتباط و تعشق حق سبحانہ تعالےٰ سے بغیر اس کے کہ سبب درمیان میں واقع ہو حاصل ہو جائے ۔

خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے ان چاروں کلمات مذکور کی شرح میں یہ عبارت ارشاد فرمائی ہے:۔ یاد کرد ۔ عبارت اس سے ہے کہ ذکر بے تکلف ہو۔ بازگشت عبارت رجوع سے ہے حق سبحانہ کی طرف ۔ اصطلاح کہ جب کلمہ طیبہ کہے خیال کرے کہ خداوندا میرا مقصود تو ہے۔ نگاہداشت اس رجوع کی محافظت سے مراد ہے بغیر اس کے کہ زبان سے کہے ۔ یاد داشت عبارت رسوخ سے ہے نگاہداشت میں ۔

وقوف زمانی

حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہ فرماتے ہیں کہ وقوف زمانی وہ ہے کہ سالک ہر وقت واقف حال رہے کہ موجب شکر ہے یا موجب عذر ۔

حضرت مولنا یعقوب چرخی نے فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاؤالدین قدس سرہ نے حالت قبض میں مجھ کو استغفار کے واسطے اور حالت بسط میں شکر کے واسطے ارشاد فرمایا ۔ اور فرمایا کہ رعایت ان دونوں حالتوں کی رکھنی وقوف زمانی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ معاملہ سالک کا وقوف زمانی

[۱] اصطلاح صوفیاء میں محبت ذاتی ایک انجذاب ہے جسکے دفع پر قوت نہیں ہوتی ۱۲

Marfat.com

ہیں ساعت بر موقوف ہے نہ دم پر۔ کیونکہ اگر دم پر کرتے تو ان دونوں صفتوں کے معلوم کرنے میں دقت ہوتی اور غرض اس سے یہ ہے کہ واقف رہے کہ حضوری میں گذرے یا غفلت میں۔ بارے وقوف زمانی عبارت محاسبہ سے ہے کہ ہر ساعت گزشتہ کا حساب کرتے ہیں کہ غفلت و خلاف رضا میں گذری یا حضور و رضا میں۔ اگر غفلت و رضا معلوم ہو تو عجز کرکے از سر نو عمل کریں۔ دگرنہ شکر کریں اور صفت استغنا سے ڈریں ؛

وقوفِ عددی

عبارت رعایت عدد سے ہے ذکر میں ؛

خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ عدد مطابق کی رعایت ذکر قلبی میں دفع خطرات پریشان کے لئے ضرور ہے اور یہ جو کلام خواجگان میں آیا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں شخص کو وقوف عددی کیواسطے ارشاد کیا۔ سو ذکر قلبی و رعایت عدد سے مراد ہے۔ نہ صرف رعایت عدد سے ؛

پس ذاکر کو چاہیئے کہ ایک دم میں تین۔ پانچ۔ یا سات انتہا اکیس بار تک کہے۔ خواجہ علاؤ الدین عطار قدس اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ بہت کہنا شرط نہیں جس قدر کہے وقوف و حضور سے کہے تاکہ اس پر فائدہ مترتب ہو اور جب ذکر قلبی میں اکیس تک نوبت پہنچ جائے اور کشش تابانی کا اثر ظاہر نہ ہو تو پھر ذکر از سر نو کرے اور اثر ذکر کا نشان یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود بشریت نفی ہو اور اثبات کے وقت جذبات الوہیت کا تصرف ثابت ہو۔ خواجہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی کا ہے اور شائد بہ نسبت اہل ہدایت اول مرتبہ علم لدنی کا آثار تصرفات جذبات الوہیت ہونگے۔ خواجہ علاؤ الدین فرماتے ہیں کہ وہ کیفیت موجب قربت ہے۔ علم لدنی اس میں منکشف ہو جاتا

Marfat.com

ہے۔ اہل ہدائت کی نسبت اول مرتبہ علم لدنی کا جذبات الوہیت ہیں۔ اور اہل نہائت کی نسبت یہ ہے کہ ذاکر سِرِّ سریان واحد حقیقی سے مراتب کونی میں اس طرح واقف ہو جائے کہ جیسے سریان واحد عددی سے مراتب اعداد حسابی میں واقف ہے ؎

اعداد کون و صورت کثرت نمائش ست
فالکل واحد یتجلی بکل شان

کیا خوب کہا ہے کسی محقق نے **قطعہ**

کثرت چو نیک در نگری عین وحدت ست
مارا شکے نماند درایں گر ترا شکے ست
در ہر عدد بنگر از روئے اعتبار
گر صورتش بہ بینی در مادہ یکے ست

مولانا جامی علیہ الرحمۃ شرح رباعیات میں فرماتے ہیں **رباعی**

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد
ساریست احد در ہمہ افراد عدد
زیرا کہ عدد گرچہ برون ست ز حد
ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

الحاصل یہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدن کا ہے اور علم لدن اہل قرب کو تعلیم الٰہی و تفہیم ربانی سے معلوم و مفہوم ہوتا ہے نہ دلائل عقلیہ و شواہد نقلیہ سے۔ چنانچہ کلام قدیم حضرت خضر علیہ السلام کے حق میں وارد ہے:۔ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ؎ اور فرق علم الیقینی و علم لدنی میں یہ ہے کہ علم الیقینی عبارت ادراک نور ذات و صفات الٰہی سے ہے اور علم لدنی مراد ادراک معانی و فہم کلمات حق سبحانہ سے بطریق الہام۔

مولانا یعقوب چرخی نے بعض تصنیفات میں لکھا ہے کہ بعد از تحصیل علوم ظاہری جب داعیہ طلب دامنگیر ہوا اور جاذبہ الٰہی مجھ کو نشان نشان بخارا میں لایا تو میں نے سابقہ معرفت کے سبب حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین سے ملاقات کی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ آپ خواص اولیاء میں سے

؎ کل ایک ہے کہ ظہور کرتا ہے ہر شان میں ۱۲ ؎ اور سکھایا ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم ۱۲

Marfat.com

ہیں۔ ایک روز بعد اشارات غیبیہ کلام اللہ میں فال دیکھی یہ آیت نکلی
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ[1] اُسی روز عصر کے قریب
فتح آباد میں جہاں ٹھیرا ہوا تھا شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے
مزار پر گیا۔ وہاں باطن میں اضطراب پیدا ہوا۔ اُٹھ کر قصر عرفان میں جہاں
حضرت خواجہ قدس اللہ تعالےٰ تشریف رکھتے تھے گیا۔ دیکھا تو آپ راستے
میں میرے منتظر کھڑے ہیں۔ تپاک سے ملے۔ نماز ساتھ پڑھی۔ مگر میرے دل
میں ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ مجھ سے بولا نہ گیا۔ اس میں آپ نے یہ حدیث
پڑھی اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْقَلْبِ وَذٰلِكَ عِلْمٌ نَافِعٌ عِلْمُهُ الْاَنْبِيَاءُ وَ
الْمُرْسَلُوْنَ وَعِلْمُ اللِّسَانِ وَذٰلِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ[2] امید ہے
کہ تجھے علم باطن سے حصہ ملے۔ بعد از آں یہ حدیث پڑھی اِذَا جَالَسْتُمْ
اَهْلَ الصِّدْقِ فَاجْلِسُوْهُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّهُمْ جَوَاسِيْسُ الْقُلُوْبِ
يَدْخُلُوْنَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلٰى هِمَمِكُمْ[3]۔ ہم مامور ہیں اپنی طرف
سے کسی کو قبول نہیں کر سکتے۔ لیکن آج رات کو دیکھینگے اگر تم کو قبول کیا
مولٰنا فرماتے ہیں کہ وہ رات مجھ پر ایسی گذری کہ تمام عمر نہ گزری ہوگی صبح
کو ترساں ولرزاں آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوئے میری طرف
مخاطب ہو کر فرمایا۔ مبارک ہو۔ یہ فرما کر سلسلہ مشائخ کا حضرت خواجۂ
عبد الخالق غجدوانی قدس اللہ تعالےٰ تک پڑھا۔ بعدہ مجھ کو وقوف عددی

---

[1] یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت کی اللہ تعالےٰ نے۔ پس ساتھ ہدایت اُن کی کے پیروی کر ۱۲ +

[2] علم دو ہیں ایک علم دل کا۔ پس یہ علم نافع ہے سیکھا اسکو انبیاء و مرسلین نے اور علم لسان پس یہ دلیل ہے اللہ تعالےٰ کی ابن آدم پر ۱۲ +

[3] جس وقت بیٹھو تم اہل صدق کے ساتھ پس بیٹھو اُن کے پاس ساتھ صدق کے۔ پس تحقیق وہ جاسوس قلب کے ہیں۔ داخل ہوتے ہیں تمہارے دلوں میں۔ دیکھتے ہیں طرف ہمتوں تمہاری کے ۱۲ +

Marfat.com

ہیں مشغول کیا اور فرمایا کہ یہ علم لدنی کا اول سبق ہے :- حضرت خواجہ عبد الخالق رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خضر علیہ السلام نے تعلیم کیا تھا۔ اس کے بعد چند روز آپ کی خدمت میں رہا۔ ایک روز فرمانے لگے کہ اب جاؤ جو کچھ تم کو ہم سے پہنچا ہے تم اسے بندگان خدا کو پہنچاؤ کہ یہ سبب سعادت ہے :-

حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب ہرات سے مولنا یعقوب علیہ الرحمۃ کی زیارت کیواسطے ہلغتواز کو چلا۔ بیمار ہو گیا۔ ولائت چغانیان راہ میں پڑتی تھی۔ وہیں ٹھہر گیا۔ وہاں لوگوں نے آپ کی غیبت اس قدر کی کہ رنج سے زیادہ بیماری زور پکڑ گئی اور اعتقاد میں بھی فرق آگیا۔ آخر میں نے دل میں کہا کہ تو نے اتنا سفر کیا ہے اب بے ملاقات واپس جانا اچھا نہیں اس میں مرض سے افاقہ ہوا۔ حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ بڑی خاطریں کیں جب دوسرے روز گیا خفا ہو گئے۔ خیال گذرا کہ یہ اُس بداعتقادی کا ثمرہ ہے اس میں آپ نے فرمایا۔ کچھ مشکل نہیں۔ اگر کوئی دو مہینے پہلے کسی کے آنے سے واقف ہو جائے۔ اُس وقت یقین ہو گیا کہ یہ خفگی غیبت سننے اور بداعتقادی کے سبب سے ہوئی۔ بعد ایکساعت کے غضب کم ہوا :- حضرت خواجہ بہاؤ الدین کی ملاقات کا حال بیان کیا۔ جب اُس بیان سے فارغ ہوئے۔ فرمایا آبیعت کر۔ مجھے آپ کی پیشانی پر سفید داغ برص کا سا معلوم ہوا۔ بیعت کو دل نہ چاہا۔ آپ جلدی سے ہاتھ کھینچکر بطریق خلع ولبس ایسی صورت میں ظاہر ہوئے کہ میرا دل پھڑک گیا۔ چاہا کہ بے اختیار لپٹ جاؤں۔ آپ نے ہاتھ بڑھا کر فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ تعالٰی نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ جس نے تیرا ہاتھ پکڑا۔ اُس نے میرا ہاتھ پکڑا۔ یہ فرما کر فرمایا لو خواجہ بہاؤ الدین کے ہاتھ سے ہاتھ ملاؤ۔ میں نے بلا تامل مولنا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ آپ نے مجھے وقوف عددی سکھا کر فرمایا کہ خواجہ بزرگ سے ہم کو

Marfat.com

یہی حاصل ہوا تھا۔ لیکن اگر طریق جذبہ تربیت کروگے تو تم کو ختہ پایا ہے۔ اسوقت بعضے شخصوں نے مولٰنا سے دریافت کیا کہ جب آپ نے اپنا طریق بتادیا تو پھر تربیت جذبہ کا اختیار دینا کیا تھا۔ فرمایا طالب کسی عزیز کے پاس آئے تو عبید اللہ کی طرح چراغ تیل بتی لیے ہوئے آئے کہ گندھک ہی کے لگانے کی دیر رہے ٭

مولٰنا فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت سے اجازت چاہی تو آپ نے مجھ سے تمام طریقے خواجگان کے بیان کئے مگر جس وقت رابطہ کا ذکر آیا تو فرمایا اس طریقے کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں جو شخص مستعد ہوں بیشک اُن کو تعلیم کرنا ٭

وقوف قلبی

ان دونوں معنوں پر محمول ہے۔ ایک یہ کہ ذاکر کا دل حق سُبحانہ تعالےٰ سے واقف ہو جیسا کہ کلمہ یادداشت میں معلوم ہوچکا ٭

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے کلمات قدسیہ میں لکھا ہے کہ دل جناب الٰہی میں اس طرح حاضر ہونا چاہیئے کہ اُس میں اللہ جلشانہ کے سوا کچھ نہ رہے اور ایک جگہ فرمایا کہ ذکر کیوقت مذکور سے آگاہ ہونا شرط ہے۔ اور اس آگاہی کو شہود و وصُول و وجود وقوف قلبی کہتے ہیں ٭

دوسرے یہ کہ ذاکر دل سے واقف ہو یعنے ذکر کے وقت قطعۂ گوشت صنوبری الشکل کی طرف کہ جو بائیں طرف زیر پستان واقع ہے جس کو مجازاً دل کہتے ہیں متوجہ رہے اور جس طرح بنے اُس کو مشغول ذکر کرکے ذکر سے غافل نہونے دے ٭

حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ تعالےٰ حبس دم میں رعایت عدد لازم نہ سمجھتے تھے۔ لیکن وقوف قلبی میں دونو باتیں ضروری جانتے تھے کس لیے

Marfat.com

کہ ذکر سے جو کچھ حاصل ہے وقوف قلبی میں ہے فرد

	ماند مرغی باش ہاں بر بیضۂ دل پاسباں کز بیضۂ دل زائدت مستی و شور و قہقہہ	

فائدہ:- مراقبہ میں کسی کو ہنسی آتی ہے کسی کو رونا آتا ہے کسی کو آہ و فریاد سوجھتی ہے۔ سو یہ سب غفلت کی علامتیں ہیں کیونکہ فریاد اُس وقت کریگا کہ حاضر نہیں ہوگا۔ اگر ہر وقت حاضر رہتا تو کیوں فریاد کرتا +

سُبحان اللہ وہ مقام فنا زبے شعوری کا ہے داد نہ فریاد۔ ہنسنا نہ رونا۔ بس جو شخص ایسی باتیں کرتا ہے اُس کا حال گیلی لکڑی کا سا ہے کہ جبتک اُس میں تری رہتی ہے آواز دئیے جاتی ہے ۵

	کف مکن بر سر بر و سر مکشائے دیگ را نیک بجوش و صبر کن زانکہ ہمی پزائمت	

رباعی

زاول کہ مرا عشق نگارم نو بود کم گشت مرا نالہ چو عشقم بفزود		ہمسایۂ زنالہ ام بشبہا نغنود چوں ہیمہ ہمہ بسوخت کم گردد دُود

مولنا علاؤ الدین فرماتے ہیں کہ جب ہرات میں حضرت مولنا سعد الدین علیہ الرحمۃ نے مجھ کو ذکر قلبی سکھایا تو ایک روز فرمانے لگے کہ میرے سامنے بیٹھ کر ذکر کرو۔ مَیں بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہوا۔ فرمانے لگے تم تو دل کو حرکت دیتے ہو۔ حرکت نہ دو۔ تم مفہوم ذکر کو دل پر گمان کرو۔ وہ خود متاثر ہو کر حرکت دینے لگیگا۔ مَیں یہ اشراف دیکھ کر حیران تھا کہ فرمایا حیرانی کا ہیکی ہے واللہ بلخ میں ایک بقال میرا مُرید اس وقت بازار میں کھڑا ہے۔ مَیں اُس کے دل کی بات اُس سے بہتر جانتا ہوں +

راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ سچ ہے۔ اسی لئے بعضے محققین صوفیہ نے کہا ہے

Marfat.com

کہ اگر شیخ مشرق میں مغرب کے رہنے والے مرید کے حال سے بیخبر ہو تو وہ زمرہ مشائخ سے خارج ہے۔ الغرض مولنا فرماتے ہیں کہ حضرت کا وہ فرمانا تھا کہ دل پر ایک کیفیت طاری ہوئی۔ پھر تو میں نے آپ کا دامن نہ چھوڑا +

مولنا جامی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مخدوم مولنا سعد الدین قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ بتائیے۔ آپ نے ہاتھ سے دل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس کی طرف مشغول ہو یعنے وقوف قلبی میں سعی کر کسی نے کیا کہی رباعی

اے خواجہ بجوئے اہل دل منزل کن	در پہلوئے اہل دل دلے حاصل کن
خواہی بینی جمال معشوق ازل	آئینۂ تو دل ست رو در دل کن

صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ مولنا شیخ علیہ الرحمۃ ایک روز کہتے تھے کہ میں ایک سانس میں اکیاون بار بلحاظ نفی غیر و اثبات مقصود و رعائت باز گشت وقوف قلبی۔ وقوف عددی بلا تکلف ذکر کرجاتا ہوں +

خوب یاد آیا۔ ہر ذکر میں جدا نور۔ جدا فیض۔ جدا کیفیت ہے لیکن مبتدی کو تمیز نہیں ہوتی +

مولنا سلطان کہ خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابتداء میں ایک روز حضرت خواجہ کے پاس موضع ماترید کو جاتا تھا۔ راہ میں ہر چند سعی کی کہ بطریق توجہ یا مراقبہ جمعیت حاصل کرکے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں مگر جمعیت میسر نہوئی۔ آخر شرائط کے ساتھ نفی اثبات میں مشغول ہوا اس وقت کچھ نسبت حضوری معلوم ہوئی میں حفظ نسبت کرکے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمانے لگے کیا نفی اثبات کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں کبھی کبھی۔ فرمایا جب سے تم بیٹھے ہو۔ ہم کو وہ نسبت معلوم ہو رہی ہے جس کو نتیجہ نفی اثبات کا کہہ سکتے ہیں۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ اگرچہ حضور مع اللہ

Marfat.com

ایک ہے لیکن نسبت حضوری ہر ذکر کے نفی اثبات ہو یا مراقبہ یا رابطہ جُدا جُدا ہے - لیکن امتیاز کرنا ہر ایک کے رنگ کا فراست خواص اولیاء پر موقوف ہے +

حبیب الدین کیا مجذوبانہ بڑ مار رہا ہے - سامعین کیا جانیں کہ یہ ذکر کا ہیکو کہتا ہے - مراقبہ ورابطہ سے اس کی کیا مراد ہے +

واضح ہو کہ امام الطریقہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں اللہ جلشانہ تک پہنچنے کے تین طریق ہیں :-

ایک ذکر + دوسرے مراقبہ + تیسرے رابطہ +

پہلا طریقہ - ذکر

صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ طریقہ خواجگان میں زمانہ خواجہ محمود انجیر فغنوی سے حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وقت تک ذکر خفی و جہر کو ملا کر کرتے تھے - جب حضرت بہاؤالدین قدس اللہ تعالیٰ کا زمانہ آیا تو آپ نے ذکر خفی اختیار کیا - اور اگر کبھی حضرت امیر کے اصحاب میں سے کوئی آپ کے سامنے ذکر جہر کرتا تو آپ اُٹھ جاتے - اس میں اصحاب نے کئی بار حضرت امیر کے حضور میں آپ کی شکائت کی - ایک روز کسی تقریب میں پانسو آدمی کے قریب جمع تھے - حضرت امیر نے ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم شخص ناحق میرے فرزند بہاؤالدین کے حق میں بدگمان ہیں - شائد وہ یہ نہیں جانتے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی نظر خاص اُن کے شامل حال ہے - اور بندگان حق کی نظر نظر حق کے تابع ہوتی ہے - یہ فرما کر خواجہ کو کہ اندیں دنوں رہے تھے بُلا کر فرمایا - بہاؤالدین! خواجہ بابا نے مجھ سے کہا تھا کہ جیسے میں نے تیری تربیت کی - اسی طرح تو بہاؤالدین کی کیجیو - سو میں اُن کا حکم بجا لایا

Marfat.com

یہ فرما کر اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کو تمہارے واسطے خشک کر لیا اور تمہارا مرغ روح بیضہ بشریت سے باہر آگیا۔ پر تمہاری ہمت بلند پرواز ہے۔ خیر جہاں چاہنا تلاش کرتے پھرنا۔ خواجہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ بابا کا یہ فرمانا میرے حق میں بلا تھا کیونکہ بعد ازاں بہت پھرے اور بہت بزرگوں سے ملے۔ رشحات میں بالتفصیل تمام حال لکھا ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت امیر نے انتقال کے وقت اصحاب کو خواجہ کی متابعت کی واسطے وصیت کی۔ اس وقت بعض نے کہا کہ وہ ذکر جہر میں آپ کی متابعت نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ یہ کرتے ہیں۔ حکمت و مصلحت الٰہی سے خالی نہیں اور اس میں ان کا دخل نہیں۔ بعد ازاں یہ مصرع پڑھا ع

اے ہمہ تو من کیم چنانکہ تو دانی

حضرت خواجہ کے اوصاف تحریر و تقریر میں نہیں آسکتے۔ ہر چند کہ خواجہ بابا سماسی علیہ الرحمۃ نے آثار رشد و ہدایت دیکھ کر آپ کو فرزندی میں لے لیا تھا اور بحسب ظاہر حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ارشاد کے موافق آپ کو طریقہ کی تعلیم کیا لیکن از روئے حقیقت آپ اویسی تھے۔ یعنی حضرت خواجہ عبد الخالق کی روحانیت کی تربیت پائے ہوئے آپ کے ہاں جو طریق وصول الی اللہ کا رائج ہوا ایک شے ایک علی یعنی ہر ایک بلند ترمنزل مقصد تک پہنچانے والا۔ چنانچہ منجملہ ان کے ذکر نفی و اثبات کا ہے کہ فرصت کو غنیمت جان کر تشویشات بیرونی یعنی لوگوں کی گفتگوئے پریشان کے سننے سے۔ اور تشویشات دردنی یعنی زیادہ بھوک اور سیری و غضب وغیرہ سے حذر کر کے موت کو سامنے سمجھ لے۔ بعد ازاں جو گناہ کئے ہوں ان سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے۔ پھر حبس دم کر کے جیسا کہ یاد کر دیں مقرر ہو چکا ذکر کرے۔ کیونکہ حبس دم جمعیت عزیمت اور باطن کے گرم کرنے اور عشق کے ابھارنے اور خطرات کے مٹانے میں

Marfat.com

خاصیت عجیب رکھتا ہے لیکن اسکی مشق بتدریج یعنے پہلے ایکدم میں ایکبار پھر ایکدم میں تین بار۔ اسی طرح درجہ بدرجہ بر طاق عددی کرے تاکہ دل پر گراں نہ گزرے۔ اور خشکی کی بیماری نہ پیدا ہو۔ غرض حبس دم سے حبس غیر مفرط ہے جس کی نوبت حصر نفس تک پہنچے ورگرنہ اس حبس دم میں اور جوگیوں کے حبس دم میں فرق کیا ہے ۵

حاشا کہ اکابر رہ جوگیہ روند	اثبات مقالات رہا بین بکنند
حبس نفس و حصر نفس دارد فرق	حصر نفس است آنچہ نشانش بدہند

صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ ایک روز شیخ بہاؤ الدین عمر کی مجلس میں ذکر چل پڑا کہ بعضے اکابر طریقت نے ذکر کے وقت حبس دم کی بھی شرط لگائی ہے آپ نے فرمایا حبس دم جوگیوں کا طریق ہے۔ اس کو حصر نفس کہتے ہیں۔ کسی نے حضرت خواجہ یوسف عطار رحمۃ اللہ علیہ سے جا کہا۔ آپ نے اُن کو لکھا کہ تمنے سُنا ہے کہ تم حبس دم سے انکار کرتے ہو۔ حالانکہ یہ خواجہ بزرگ اور اُن کے خلفاء سے ثابت ہے۔ آپ نے لکھا کہ میرے کلام سے نفی طریق خواجہ مراد نہیں۔ پھر ہم اسی مدعا پر آتے +

مولٰنا عبد الکبیر یمنی فرماتے ہیں کہ اکابر نے معنے لا الہ الا اللہ میں لکھا ہے کہ ذاکر مراتب سلوک میں کبھی لا معبود الا اللہ کہے کبھی لا مقصود الا اللہ کبھی لا موجود الا اللہ اور سیر الی اللہ میں پیش از شروع جب لا الہ الا اللہ کہے۔ لازم ہے کہ لا معبود الا اللہ میں فکر کرے اور وقت سیر الی اللہ لا مقصود الا اللہ کا خیال رکھے اور جبتک سیر الی اللہ منتہی نہو سیر فی اللہ میں قدم نہ رکھے یعنے لا موجود نہ کہے کہ کفر ہے +

اللہ اللہ حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ نے کیا فرمایا مثنوی

تا بہ الا اللہ عبارت میکنی	یا بہ ہا و ہو اشارت میکنی
بندۂ عرفے نیاید از تو کار	جہد کن تا از رہت خیزد غبار
ہا بفگن د اورا آزاد کن -	بندۂ بے ہا و ہواش یاد کن

Marfat.com

ہا ز باطن را از ظاہر بود		معنئے ہو اول و آخر بود

فائدہ :- شاہ اہل اللہ نے چار باب میں فرمایا ہے کہ ابتداء سلوک میں بارہ ہزار بار اسم ذات اور ایکہزار بار نفی اثبات کی مواظبت آثار عجیب دکھلاتی ہے + اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قول الجمیل نے فرمایا کہ خواجہ باقی باللہ یا اُن کے کسی قریب العصر نے ذکر اثبات مجرد یعنے نفظ اللہ کے لفظ کا ذکر ایجاد کیا ہے - ہر چند کہ شریعت سے یہ ذکر ثابت نہیں ہوتا - کیونکہ اس میں گویا ذات بحت کا تصور کرنا پڑتا ہے لیکن جذب کے واسطے بہت مفید ہے - اُس کا طریق یہ ہے کہ لفظ اللہ کو حبس دم کے ساتھ اپنی ناف سے بشدت تمام نکال کر دماغ کی جھلّی تک لیجائیں اور بتدریج زیادہ کرتے رہیں +

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں کہ بعضے نقشبندی ایکدم میں ہزار بار کہہ جاتے ہیں +

حضرت خواجہ پارسا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دوام ذکر سے حقیقت ذکر جوہر دل سے ملکر ایک ہو جاتی ہے - ظاہراً اس کے معنے یہ ہونگے کہ حقیقت ذکر کہ ایک امر حرف وصوت سے منزہ ہے جوہر دل یعنے لطیفۂ مدرکہ سے کہ وہ بھی شائبہ کیف و کم سے منزہ ہے بواسطہ کمال شغل باہم ملکر وصف اتحاد پیدا کرتے ہیں - اُس وقت ذاکر غلبہ مذکور کے سبب سے دونوں میں فرق نہیں کر سکتا - کس لئے کہ جب دل مذکور سے مربوط ہو گیا تو اُس میں غیر کی گنجائش نہ رہی +

خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بعضے اکابر لا الہ الا اللہ کو ذکر عام اور ذکر اللہ کو خاص اور ذکر ہُو کو خاص الخاص کہتے ہیں - حالانکہ ذکر لا الہ الا اللہ کو خاص الخاص ہونا چاہیئے - کیونکہ تجلیات حق سبحانہ تعالیٰ کی نہایت نہیں - اور اس سے ہر دم ایک صفت کی نفی اور ایک صفت کا اثبات ہوتا ہے - سو تقاضائے عقل یہ ہے کہ نفی اثبات سے ابد الآباد تک خلاص نہیں اور لا الہ الا اللہ

Marfat.com

کے معنے یہ ہونگے کہ اللہ اسم ذات ہے من حیث ہے۔ لا الہ نہیں اللہ یہ مراد مرتبہ الوہیت سے ہے الا اللہ مگر ذات بحت معرّےٰ عن الکل۔ ان معنوں کا ہر دم خیال رہے تاکہ دل غیر سے خالی ہو اور بجز ذات مقدس کچھ نہ رہے۔

مولانا عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ تکملہ نفحات میں اپنا حال کنایۃً بیان کرتے ہیں کہ ایک فقیر نے حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلیم ذکر کے لیئے عرض کیا۔ آپ نے اُس کو ذکر لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ بتا کر فرمایا کہ میری صورت کی محافظت کر۔ وہ شخص ذکر میں مشغول ہوا۔ اُسی صحبت میں اثر معہود ظاہر ہو گیا دفعتاً اُس نے اپنے کو فضائے روشن میں دیکھا اور یوم تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ کا نشان ظاہر ہوا۔ بڑی لذت اور عجیب کیفیت حاصل ہوئی۔ مولانا سے عرض کیا۔ فرمایا کہ یہ راز ہے اس کو نا آشنا سے اخفا کرنا چاہیئے بعدہ تکرار شغل و کثرت عمل سے کیفیت بیخودی طاری ہوئی۔ ایک روز اُس شخص نے بعضے اشغال سے جنسے اس نسبت میں فتور ہوتا تھا شکایت کی۔ فرمایا کہ اس نسبت کو شغل ظاہری سے جمع کرنا اور جس سے نسبت حاصل کی اُس کی صحبت کو لازم سمجھنا واجب ہے کیونکہ اس میں ملک اُس شخص کی منعکس ہوئی ہے اس کو چاہیئے کہ ایسی سعی کرے کہ اسکی ملک ہو جائے اور یہ دوام صحبت سے متعلق ہے اور بحسب ظاہر ظاہر میں کوئی شغل بھی ضرور چاہیئے تاکہ خلق میں ممتاز و انگشت نما نہ ہو۔ تو نے سُنا نہیں کسی شخص نے کسی بزرگ سے تعلیم طریقہ کے لیئے کہا تھا اُس نے کہا کہ کیا کام کرتا ہے کہا کچھ نہیں۔ کہا جا سینا سیکھ۔ کیونکہ ہمارے ہاں بیکار کے دل شغل کے معنے روشن نہیں کھلتے اور فرمایا کہ اس نسبت کا حاصل ہونا اور نسبت کا محقق آنی ہے۔ کیونکہ مقولہ ادراک و انفعال سے ہے حقیقت کار اعراض و اقبال ہے یعنے اعراض ما سوئے اور اقبال بحق تعالٰے اور یہ آن واحد میں ممکن ہے نفس انسانی بمنزلہ ایک آئینہ کے ہے کہ رُخ اُس کا دوسری طرف ہے۔ اُس کو حق کیطرف

Marfat.com

پھرانا چاہیئے +

ایک شخص ایک مشائخ کی صحبت میں نعرہ مار کر گر پڑا جب اُٹھا تو صوفی تھا اور فرمایا کہ بعد اس کے کہ دل کو حضرت حق سے ربطہ حاصل ہوُا اور ملکہ آگاہی متحقق کبھی یہ نسبت مُذہل ماسوے ہے اور اس کو حال کہتے ہیں اور کبھی ذہل ماسوے نہیں۔ اس کو علم کہتے ہیں اور علم کو حال ہی محسوب کرتے ہیں اور یہ تمام تفاوت بسبب اختلاف صفا و کدورت استعداد ہیں +

اور فرمایا کہ وقت شغل جب غیبت معہودہ حاصل ہو اُس کو خط مستقیم فرض کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس بات کا اور شغل کا خیال امر واحد پر ممد جمعیت ہے + لیے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ راہ کو خط مستقیم فرض کرو۔ بعد از آں فرمایا کہ سیاہی کی طرف دیکھنا کہ امور حسی ہیں سے ہے ممد نسبت و حالت و مقوی جمعیت ہے۔ لیکن یہ امر نامضبوط اور بحسب احوال و اوقات مختلف معلوم ہوتا ہے + اسی طرح ملاحظۂ صحرا کہ اس میں صورت اطلاق پائی جاتی ہے ملاحظہ معنے اطلاق کا مُعین ہے پہاڑوں کو دیکھنا معنے ہیبت و عظمت دل میں پیدا کرتا ہے۔ پانی کی آواز اگر وقت مراقبہ برابر آتی رہے مقوی مراقبہ ہے تبعیت ظل کا لحاظ ذی ظل کی طرف اپنی قوت و قدرت کو دفع کرتا ہے۔ وحشی جانوروں کی آنکھیں دیکھنا اور ان کی وحشت پر خیال کرنا نسبت حیرت کو فائدہ بخشتا ہے۔ جنازہ دیکھنا مقوی نسبت فنا ہے۔ رونے کی آواز محبوب گم شدہ کی یاد دلاتی ہے +

ایک روز حضرت مولنا سعد الدین قدس سرہ کے ساتھ میں جاتا تھا۔ ایک مری ہوئی گدھی کی آنکھیں کھُلی ہوئی دیکھ کر عجب استہلاک پیدا ہوُا + شیخ مولنا عبد الغفور کہتے تھے کہ میں نے ایک روز مولنا صاحب سے لوگوں کے آنے جانے کی شکائت کی۔ فرمایا خلق خدا کو مُلک خدا سے باہر نہیں نکال سکتے

آدمی کو چاہیئے کہ اس طرح بسر کرے کہ خلق اس پر متصرف نہ ہو۔ آپ اس زمانہ میں کتاب نفحات الانس لکھا کرتے تھے۔ ایک روز فرمایا کہ ایک صفحہ یا ورق لکھا جاتا ہے اور لکھتے وقت شعور نہیں رہتا بلکہ قلم بطریق عادت جاری ہو جاتا ہے۔ بعضے اکابر کہتے ہیں کہ کلام شغل باطنی کے ساتھ جمع نہیں ہوتا مجھ کو یہ بات اُن سے بعید معلوم ہوتی ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ طریقہ خواجگان میں یہ بات خوب ہے کہ ہر جگہ ہر شخص ہر حال میں اس نسبت کی ورزش کر سکتا ہے۔ سو اس نسبت کی ورزش کو اصل اور کاموں میں مشغولی بقدر ضرورت چاہیئے۔ یہ نسبت نہایت لطیف ہے۔ اس کی حد مضبوط و معین نہیں کبھی ذرا سی بات میں زائل ہو جاتی ہے اور کبھی جب امید نہ ہو حاصل ہو جاتی ہے۔ جب نسبت میں فتور واقع ہو سبب کی طرف رجوع کر کے اس کو دفع کریں۔ انتہٰی کلامہ ✦

خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت بھوکا اور بہت جاگنا نسبت میں فتور پیدا کرتا ہے اور دماغ کو پریشان ایسا کرتا ہے کہ ادراک حقائق سے محروم رہ جاتا ہے بلکہ کبھی اسی سبب سے بعضے اہل ریاضت کشف میں غلطی کر جاتے ہیں۔ ہاں اس شخص کو نقصان نہیں کرتا جس کو سرور و حضور حاصل ہو۔ اس جہت سے کہ اس کا دماغ بوست سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور غصہ کا بھی یہی حال ہے ✦

مولنا شہاب الدین بیر جندی رحمۃ اللہ علیہ کہ حضرت مولنا سعد الدین کاشغری قدس اللہ تعالےٰ کے بڑے اصحاب میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں خواجہ علی فخر الدین کے مدرسہ کے قریب رہتا تھا۔ ایک روز مولنا سعد الدین کے مکان پر گیا۔ دروازہ پر جا کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ آپ گھر میں سے ایسی کیفیت میں بھرے ہوئے باہر تشریف لائے کہ میں نے پہلے ایسی کیفیت

لہ نام موضع از دلاشت تاش ۱۲ ✦

Marfat.com

ہیں نہ دیکھا تھا - اُس وقت جس قدر دل وزبان نے مدد دی عجز ونیاز کے ساتھ استفادہ کے لئے عرض کیا - فرمایا کہ مباحثہ ومجادلہ علوم رسمی سے آدمی کا دل سیاہ ہو جاتا ہے - اس لئے خواجہ علاؤ الدین عطار قدس اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ طلبہ کو چاہیئے کہ بعد از مباحثہ بیس بار استغفار کر لیا کریں - یہ فرما کر میری طرف بنظر عنایت دیکھا - دفعتاً میرے دل کا چراغ ایسا روشن ہو گیا کہ تمام قوے وجوارح میں اُجالا نظر آنے لگا - فرمایا کہ چراغ روشن ہو گیا اس کو ہوا سے بچانا - نہیں تو گُل ہو جائیگا - اب تم جاؤ - یہ فرما کر گھر میں تشریف لے گئے - میں باعث انغماس مراقبہ سے اُس چراغ کی محافظت کرنے لگا ۔ ایک روز دفعتاً مدرسہ میں ایک موقع پر ایک طالب علم سے بحث کا اتفاق ہو گیا - دیر کے بعد اُس کو قائل کیا - لیکن دیکھا تو چراغ گُل ہو گیا تھا - مجھے بہت رنج ہوا - رُونکھی صورت بنائے ہوئے حضرت کے مکان پر گیا - مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے - اس نسبت کو غیظ و غضب سے کیا علاقہ - تم نہیں جانتے کہ ہوائے غضب چراغ باطن کو گُل کر دیتی ہے - میں سر نیچے کرکے رونے لگا - آپ نے براہِ عنایت پھر توجہ کی - وہی روشنی پھر معلوم ہونے لگی - اُس روز سے تعلیم و تعلم اور جو چیزیں مانع نسبت تھیں - ترک کرکے حفظ نسبت میں مشغول ہوا +

راقم الحروف کہتا ہے کہ اجنبی کی صحبت بلکہ جو اُن کی چیز ہو اُس کے ہونے سے صحبت میں فتور واقع ہوتا ہے +

ایک روز شیخ بایزید علیہ الرحمتہ نے اہل مجلس سے کہا کہ اس وقت نسبت میں فتور واقع ہوا - تم میں اجنبی شخص کون ہے - لوگوں نے بعد جستجو کے عرض کی کہ کوئی نہیں - فرمایا عصا خانہ میں دیکھو - دیکھا تو ایک لکڑی ملی - فرمایا - اس کو پھینک دو - اُس کا پھینکنا تھا کہ تفرقہ جمعیت سے

Marfat.com

بدل گیا + اسی طرح خواجہ یسوی کے ہاں کسی کی جوتی ملی تھی +

بات یہ ہے کہ لوگوں کے اخلاق و اعمال کا اثر جمادات وغیرہ پر بہت پڑتا ہے - اس لئے کہتے ہیں کہ حرم مکہ میں دو رکعت اور جگہ کی شرکعت کے برابر ہے پس جس طرح بدصحبت سے نسبت میں خرابی واقع ہوتی ہے - اسی طرح اہل استعداد کی صحبت فائدہ بخشتی ہے +

اہل طریقت کا قول ہے کہ صحبت سُنت موکدہ ہے - ہر روز ان لوگوں سے براہِ ادب صحبت رکھنی چاہیئے اور اگر بعد ظاہری مانع ہو تو مہینے دو مہینے میں احوال ظاہری و باطنی خط میں اُن کو بھیجتے رہو اور توجہ کے ساتھ مشغولی رکھو - ورنہ غیبت کلی کا اندیشہ ہے - ہرگز ہرگز ترک صحبت نہ کرو کہ صحبت سے بڑی ترقی منصور ہے +

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نہائت کم سخن تھے ایک روز مجلس میں بے اختیار معارف بلند خلاف عادت ارشاد فرمانے لگے - بعد ازاں اہل مجلس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا نہیں کہ جو ان باتوں کو سمجھتا ہو - مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی شخص مستعد آگیا - اُس کی استعداد حقائق کو میرے دل سے جذب کر رہی ہے - لوگوں نے تلاش کیا دیکھا تو ایک گوشہ میں حسین بن منصور حلاج مراقب بیٹھا ہوا ہے - حضرت شیخ کی عادت تھی کہ اُس کے سامنے اس قسم کی باتیں نہ کیا کرتے تھے - پس فرمایا کہ ہمارے ہاں اس کا کیا کام ہے - نکال دو +

المختصر خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نسبت اس قدر لطیف ہے کہ کبھی خود نفس توجہ اُس کو مانع ہو جاتا ہے - جیسا کہ مظاہر جمیلہ میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب اُن کی طرف خوب متوجہ ہوتے ہیں تو خود محجوب ہو جاتے ہیں - اُن ہی کا قول ہے کہ یہاں تک تو دیکھا کہ اگر کبھی بلا وجہ کتے کو مار دیا

Marfat.com

تو نسبت غائب ہو گئی +

ایک روز فرمانے لگے کہ مکر آلہی دو ہیں - ایک بہ نسبت عوام - ایک بہ نسبت خواص +

مکر بہ نسبت عوام ازدیاد جاہ و مال ہے - باوجود تقصیر خدمت + اور

مکر بہ نسبت خواص ابقاء حال ہے - باوجود ترک ادب +

فرمانے لگے کہ اگر صاحب وجد و حال کو راہ میں جاتے ہوئے سوتا ہوا کتا ملے اور وہ اپنے آرام کے لیے اس کو جگا دے تو اس کا حال جاتا رہیگا اور اگر نہ جائے تو سمجھے کہ مکر آلہی ہے کہ باوجود اس فعل کے وجد و حال کو اس پر باقی رکھا +

شیخ عبد الکبیر گوشت نہیں کھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ جو حیوان دو آنکھیں رکھتا ہو اور وہ ان آنکھوں سے دیکھے اور وہ اس کو ماریں یا اس پر چھری چلائیں +

صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ مجھے اس کلام سے بوئے ابدالیت آتی ہے کیونکہ یہ صفت طبقہ ابدال سے مخصوص ہے - یہ لوگ گوشت نہیں کھاتے اور مطلق حیوان کو نہیں ستاتے - اس لئے کہ سریان حیات حقیقی کا شہود اس مقام میں ان پر غالب ہوتا ہے +

شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت امیر چہ شغال فروش جانور کو نہ ستاتے تھے - بچھو کو دکان سے اٹھا کر دیوار قلعہ پر لیجا کر چھوڑ آتے تھے اور فرمایا کہ میرے والد ابو منصور کسی جانور کو نہ مارتے تھے اور یہ مذہب ابدال سے اہل کرامات میں سے ایک شخص کو حالت آرہی تھی - اس حالت میں اس کو اس کا فرشتہ نظر آیا - اس نے کہا - کوئی ایسی بات بتاؤ - جس سے آدمی تمہاری زیارت کریں - کہا کسی جانور کو نہ ستایا کریں - اس نے اس روز سے عہد کیا - فرشتے نظر آنے لگے - ایک روز اس کے چینوٹی نے کاٹ لیا - اس کے

Marfat.com

کچھُو مار بیٹھا۔ پھر نظر نہ آئے +

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ہی کا قول ہے کہ جس طرح نسبت میں خرابی کسی کا ستانا لاتا ہے۔ اسی طرح حلال حرام کھانا + مَیں نے مشائخ میں سید قاسم تبریزی سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔ جس بزرگ سے مِل کر نسبت حاصل کی۔ آخر چھوڑنی پڑی۔ لیکن سید کی صحبت میں جو نسبت حاصل ہوئی اُس کی حفاظت کی۔ جس وقت اُن کی خدمت میں جاتا تھا مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا تمام کائنات اُن کے گرد گھر رہی ہے اور اُن میں گم ہوتی جاتی ہے۔ آپ کا تکیہ کلام بابو تھا۔ ایک روز مجھ سے کہنے لگے۔ بابو مجھے معلوم ہے کہ اس زمانہ میں حقائق و معارف کیوں ظاہر نہیں ہوتے۔ آپ ہی فرمایا یوں ظاہر نہیں ہوتے کہ بنائے کار تصفیہ پر ہے اور بنائے تصفیہ اکل حلال پر سو اس زمانہ میں نہیں۔ جب تک ہاتھ پاؤں چلتے رہے طاقیہ ہزار بخیہ سی کر قوت حاصل کرتا رہا۔ جب سے فلج ہوا کچھ نہیں ہوسکتا آباؤ اجداد کا کتبخانہ بیچکر گذارہ کرتا ہوں۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ نے فرمایا۔ کھانے پینے میں احتیاط کرنی چاہیئے۔ یہاں تک کہ پکانے والی سے کہدیں کہ باوضو پکائے اور پکاتے وقت شوہر کے ساتھ لکڑیاں چولہے میں لگائے کیونکہ اگر خفا ہوا یا کچھ بکتا رہا تو کھانے میں ایک نوع کی ظلمت آجائے گی +

خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ تعالیٰ ایسا کھانا نہیں کھایا کرتے تھے ایک بار قل کلاغان میں برف پڑ رہی تھی۔ حضرت وضو کرنے کے واسطے مکان میں سے باہر تشریف لائے۔ باورچیخانہ میں دو شخص اصحاب کے وضو کے لئے پانی گرم کر رہے تھے اور کچھ باتیں کرتے جاتے تھے۔ آپ نے دونوں کو بلا کر آدمی سے کہا لکڑی لاؤ۔ ان کی خبر لوں۔ بعدہٗ اُن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ کھانا پکاتے یا پانی گرم کرتے وقت دل کو حاضر رکھنا چاہئیے تاکہ وضو

Marfat.com

کرنے والے اور کھانے والے کے دل میں حضور و آگاہی پیدا ہو۔ کیونکہ جو پانی غفلت سے گرم کیا جائیگا اور جو کھانا غفلت سے پکا دیا جائیگا۔ اس سے باطن میں غفلت وظلمت پیدا ہو گی ۔ صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ اس وقت مولانا لطف اللہ حاضر تھے۔ انہوں نے کہہ سن کر ان کی خطا معاف کرائی ۔

رشحات یا نفحات میں لکھا ہے کہ ایک روز خضر علیہ السلام حضرت عبد الخالق غجدوانی قدس اللہ تعالیٰ کے پاس آئے تھے۔ آپ گھر میں سے دو روٹیاں جو کی ان کے واسطے لائے۔ خضر علیہ السلام نے کھانے سے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا مال طیب ہے۔ کیوں نہیں کھاتے۔ فرمایا۔ درست۔ لیکن جس نے آٹا گوندھا بے حضور تھا ۔

خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رجال الغیب ہر زمانہ میں ہوتے ہیں اور خضر علیہ السلام تا قیامت رہینگے لیکن صلحا میں ان لوگوں سے ملتے ہیں کہ جو رخصت سے پرہیز کرتے ہیں ۔

دوسرا طریقہ وصول الی اللہ کا مراقبہ

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مراقبہ کی حقیقت قوت دراکہ کی توجہ صفات حضرت حق کی طرف یا روح کے جسم سے جدا ہونے کی طرف یا اور کسی طرف ہے تا آنکہ عقل و وہم و خیال جمیع حواس اس کے تابع ہو جاویں۔ اور جو کچھ محسوس نہیں بمنزلہ محسوس نصب العین ہو جائے ۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ خطرات و وسوسات کے موقوف ہونے کے بعد ذرا ذرا دم کو زیر ناف بند کریں۔ بعد ازاں جمیع حواس کو مدرکہ کے ساتھ معنی مجرد بسیط کی طرف جس کو ہر شخص اللہ کے نام بولنے کے وقت تصور کرتا ہے۔ یہانتک متوجہ ہو کہ معنی بسیط لفظ سے خالی ہو جائیں اس میں مناجات بازگشت اور بعض کے نزدیک خلائے مجرد نور بسیط کا خیال

Marfat.com

بہت مفید ہے۔ اور خلائے مجرد کا طریق یہ ہے کہ تمام عالم کو اجسام سے خالی تصور کرکے اُس میں نور بسیط کا تصور کریں ٭

خواجہ عبد اللہ امامی اصفہانی کہ خواجہ علاؤ الدین قدس اللہ تعالےٰ کے بڑے اصحاب میں سے ہیں۔ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ توجہ اور پرورش نسبت باطن کا طریقہ یہ ہے کہ صورت اُس شخص کی کہ جس سے نسبت حاصل کی خیال میں لائیں۔ جب اثر حرارت وکیفیت تہ وہ معلوم ہو اور وہ خیال نفی ہونے لگے تو اُس خیال کو تمام حواس د قوے کے ساتھ قلب کی طرف کہ عبارت حقیقت جامع انسانی سے ہے۔ جس کی تفصیل جمیع کائنات علوی و سفلی ہے متوجہ کریں۔ یہ بھی کہ وہ اجسام میں حلول کرنے سے منزہ ہے لیکن چونکہ اس کے اور اس نطفہ صنوبری کے درمیان میں ایک نسبت واقع ہے۔ اُس کی طرف توجہ کریں۔ شک نہیں کہ اُس وقت کیفیت غیبت وبیخودی طاری ہوگی۔ اُس کیفیت کو ایک راہ فرض کرکے آگے چلے چلیں اور جو وسوسے آئیں اُن کو دفع کرتے رہیں۔ اور اگر دفع نہوں تو اُسی شخص کے خیال سے التجا کریں۔ اُس میں وہی کیفیت نسبت پھر معلوم ہوگی۔ اور اگر وسوسہ دفع نہو تو اسم یا خیال کی طرف بحسب معنے مشغول ہوں۔ اگر اس بر دفع نہو تو کلمۂ لا الہ الا اللہ میں اس طرح تامل کریں کہ لا موجود الا اللہ۔ اگر پھر بھی دفع نہو تو خیال کرے کہ یہ وسوسہ ایک موجودات ذہنی سے قائم بحق ہے بلکہ عین حق ہے۔ کیونکہ باطل بھی تو بعضے ظہورات حق میں سے ہے۔ بلا شک اس خیال سے ایک ذوق پیدا ہوکر نسبت عزیزان میں قوت پیدا ہوگی۔ اُس وقت اس فکر کو دفع

چوں بعض ظہورات حق آمد باطل	پس منکر باطل نشود جز جاہل
در کل وجود ہر کہ جز حق بیند	باشد ز حقیقت الحقائق غافل

Marfat.com

کرے اور حقیقت بیخودی کی طرف متوجہ ہو کر اس کے پیچھے ہولے اور اگر معاذ اللہ
لا الہ الا اللہ میں تامل کرنے سے بھی حضوری حاصل نہو تو باواز بلند لا الہ الا اللہ کہے
اور لفظ اللہ کو مد کے ساتھ ادا کرکے دل کی طرف لیجائے اور اگر اس کی کثرت سے
دل گھبرانے لگے تو اُس وقت ترک کرے اور یاد رہے کہ تاوقتیکہ غیبت و بیخودی
ولنبت عزیزان ترقی پر ہو حقائق اشیا یا جزئیات کی طرف فکر کرنی کفر ہے

باخودی کفر و بیخودی دین ست

بلکہ اسماء و صفات حق سُبحانہٗ تعالےٰ کی طرف بھی فکر کرنی خوب نہیں ۔

سوال :- اگر کوئی کہے کہ اس صورت میں نفی حق لازم آتی ہے ؟

جواب :- حق کو حق کے واسطے نفی کر سکتے ہیں !

جیسا کہ خواجہ بزرگ نے فرمایا۔ پس اگر صرف فکر حق ہوگا تو نفی سے زیادہ ہوتا
جائیگا۔ کیونکہ حق کسی کی نفی سے نفی نہیں ہوتا اور اگر فکر غیر حق ہوگا تو زائل
ہوگا۔ اور واضح ہو کہ خواجگان قدس اللہ تعالےٰ کی مراد مراقبہ د توجہ سے یہ ہستی
کہ سرحد وادی حیرت اور مقام تجلے انوار ذات بے معلوم ہوتی ہے۔ اس مقام میں
وجود نہیں رہتا فکر اسماء و صفات اس مرتبہ کے پیچھے ہے۔ سالک چلتے پھرتے
کھاتے پیتے ہنستے بولتے اس حقیقت جامع کو پیش نظر رکھے اور ہرگز صور
جزوی کے سبب سے حضرت جامع سے غافل نہو بلکہ تمام اشیاء کو اس کے
ساتھ قائم سمجھے اور یہی جانے کہ تمام نیک و بد اس میں شامل ہیں تا آنکہ تمام
چیزیں اپنے آئینہ کا جمال ہو جائیں بلکہ سب اپنے ہی اجزاء نظر آئیں ع

جزو درویش است جملہ نیک و بد

تو در و گم شو کمال اینست و بس		تو مشو اصلا وصال اینست و بس

وصل اسی کو کہتے ہیں کہ دل غیر سے غافل ہو کر بسبیل ذوق جناب الٰہی
میں نسبت آگاہی حاصل کرے اور اگر یہ نسبت برابر رہیگی تو اس کو دوام وصل

Marfat.com

کہتے ہیں +

خواجہ عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ وصل فی الحقیقت وہ ہے کہ بر سبیل ذوق دل حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ جمع ہو جائے اور اگر یہ صورت بطریق دوام پائی جائے تو اس کو دوام وصل کہتے ہیں۔ نہائت اسی کا نام ہے +

خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ ہم نہائت کو بدائت میں درج کرتے ہیں۔ ہم واسطہ وصول تھے۔ اب ہم سے جدا ہو جانا اور مقصود سے ملجانا چاہئے۔ یہ اسی وصل سے مراد ہے۔ یہ فرمایا کرتے تھے اگر اس نسبت کی تم کو قدر ہوتی تو کیا نہ کرتے۔ اگر تم لوگ ہماری صحبت میں واصل ہوئے تو ہم کو کیا۔ اور خدا تعالیٰ کو کیا۔ اکثر ہم خلق کے سبب بےچین اور لوگ ہمارے سبب سے چین میں ہوتے ہیں۔ اگرچہ اپنے کو ایسا سمجھنا کہ اگر ہم خراب ہو جائیں تو خلق خراب ہو جائے شرک ہے۔ لیکن کیا کیجئے کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ؕ ہم کو اس نے ایسا ہی پیدا کیا +

پھر اصل مدعا پر آیا۔ وصل بحق فانی مطلق حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں لکھا ہے کہ عشا کی نماز مسجد میں پڑھ کر گھر جانے کے واسطے باہر آتے۔ دروازہ مسجد پر اگر کوئی آپ سے کچھ بات کرتا تو جیب سینہ پر رکھ کر ایک دو بات کہنے بعد ازاں اپنے سے غائب ہو جاتے۔ صبح کو جب موذن اذان کہتا پھر مسجد میں چلے جاتے +

فائدہ :- واضح ہو کہ اکثر بعد غیبت کے شعور نہیں رہتا اور اگر رہے جیسا کہ خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں تو یہ شعور و محو غیبت و سکر سے کامل تر ہے۔ اس میں خاموشی جس قدر زیادہ تر ہو گی یہ نسبت ترقی پر ہو گی۔ آخر جب زبان و دل میں فرق معلوم نہ ہوا اور خلق حجاب حق نہ ہو سکے۔ اس وقت اگر جذبہ کے طور پر اور دل میں تصرف

Marfat.com

کرے تو روئے ۔

سالک کو چاہیئے کہ ایسے وقت میں غیظ و غضب سے جیسا کہ مذکور ہو چکا اپنی جان کو بچائے۔ کیونکہ ان باتوں سے ظرف باطن نور معنے سے خالی ہو جاتا ہے اور اگر اتفاقاً واقع ہو کر کدورت طاری ہو اور نسبت جاتی رہے تو بشرط قوت مزاج ٹھنڈے پانی سے نہیں تو گرم پانی سے غسل کرے اور پاک صاف کپڑے پہن کر تخلیہ میں دو رکعت نماز حضور دل سے پڑھے۔ بعد ازآں کئی بار بشدت تمام سانس نکالکر اپنی کو خالی کرکے اُسی طرح متوجہ ہو اور بظاہر حضرت جامع کے سامنے عجز کرے اور سمجھے کہ یہ حقیقت جامعہ مظہر مجموع ذات وصفات حق ہے نہ یہ کہ حق سُبحانہ تعالےٰ نے اُس میں حلول کیا۔ بلکہ صورت کی طرح آئینہ میں۔ پس یہ عجز حقیقتاً حق سُبحانہ تعالےٰ کے سامنے ہے۔

خواجہ حسن عطار نے جن کے ذکر میں حضرت مخدومی مولنا جامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ آپ کو جذبہ قوی حاصل تھا۔ جو شخص آپ سے دست بوسی کرتا تھا بیہوش ہو کر گر پڑتا تھا۔ ایک مختصر رسالہ سلوک میں لکھا ہے۔ اُس میں وہ لکھتے ہیں کہ جب کوئی اس نسبت میں مشغول ہونا چاہے تو اُس کو چاہیئے کہ اول صورت اُس شخص کی جس سے نسبت حاصل کی اپنے خیال میں لائے۔ جس وقت بیخودی طاری ہو اُسے دفع نہ کرے۔ اور اُس صورت و خیال کے ساتھ کہ گویا روح مطلق کا آئینہ ہے۔ نقطہ قلبی کی طرف متوجہ ہو اور جان کو بیخودی کی طرف چھوڑ دے۔ پس جس قدر بیخودی پیدا ہوگی اوپر سے بیخبری ہو جائے گی۔ اس بیخبری کو غیبت وعدم کہتے ہیں جیسا کہ کسی نے کہا ؎

وصل اعدام اگر توانی کرد	کار مردان مرد دانی کرد

Marfat.com

جب بیخودی و نسبت شریف اس درجہ پر پہنچ جائے کہ وجود غیر کا نشان اصلاً نہ رہے تو اُس کو فنا[1] کہتے ہیں۔ مولٰنا رومی ؒ

سپاس آں عدمے را کہ ہست ما برلود	زذوق آں عدم آمد جہان جہاں بوجود
پھر کجا عدم آمد وجود گم گردد	زہے عدم کہ چو آمد وجود از وافزود

اگر وسوسے ستائیں تو خیال مرشد سے دفع کرنے چاہئیں ورنہ تین بار دم کو بقوت تمام اس طرح کھینچیں کہ گویا دماغ میں سے کچھ باہر نکال رہے ہیں۔ بعد ازآں اسی طرح مشغول ہوں۔ اگر پھر وسوسہ آئے تو بعد از تخلیہ اسی طرح تین بار کہے:۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ جَمِيعِ مَا كَرِهَ اللّٰهُ قَوْلًا وَ فِعْلًا وَحَاضِرًا وَ سَامِعًا وَ نَاظِرًا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ[2] إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ اس میں دفع خطرات شرط ہے۔ کسی وقت اس نسبت سے خالی نہوں اور اگر خالی ہو جائیں تو اسی طرح پھر شغل کریں۔ غرض ہر وقت ہر جگہ ہر حال میں دل کی نظر اس نسبت پر رہے۔ یہاں تک کہ ملکہ حاصل ہو جائے اور اگر کبھی کوئی مہم درپیش ہو تو بعجز تمام حضرت جامع میں یہ دعا پڑھیں:۔ [3] اَللّٰهُمَّ كُنْ وَجْهِيْ فِيْ كُلِّ

[1] فنا عبارت اس سے ہے کہ باطن بندہ پر ظہور ہستی حق کے غلبہ کے سبب ماسوے حق کے شعور نہ رہے اور فناء فنا وہ ہے کہ اس بے شعوری کا بھی شعور نہ رہے۔ شیخ ابوسعید خراز نے فرمایا ہے کہ فناء فنا بندگی ہے مشاہدہ بندگی میں اور بقاء بقا بندہ ہے مشاہدہ الٰہی میں یعنی کردار بندگی میں آنا ہے۔ بندہ حقیقت بندگی کو اُس وقت پہنچتا ہے کہ اُس کی نظر اپنے کردار کی طرف نہ ہے اور اپنے فعل سے فانی اور ملاحظہ حق میں باقی ہو تاکہ تمام نسبت معاملتی حق تعالٰے سے منسوب ہو اور مطلق اپنی طرف نسبت معاملہ باقی نہ رہے اور شک نہیں کہ جب بندہ اپنے تعلقات سے فانی ہوگا تو کمال الٰہیت میں باقی ہوگا (مراۃ الاسرار) + [2] بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے اُن سب چیزوں کی جو ناپسند کیں اللہ نے قول و فعل میں کہ اللہ حاضر ہے اور سننے والا اور دیکھنے والا نہیں بچاؤ اور نہ زور مگر مدد اللہ بلند اور بڑے کی۔ [3] یا اللہ تو میرے منہ کے سامنے ہر طرف میں اور مقصد میرا ہر قصد میں اور انتہا میرا ہر سعی میں اور جائے پناہ ہر سختی اور فکر میں اور کام بنانے والا میرا ہر امر میں اور مددگار میرا ہو ہر بات میں ہر وقت اور محبت و عنایت ہر حال میں

وَجِهَتِیْ وَمَقْصَدِیْ فِیْ کُلِّ قَصْدٍ وَغَایَتِیْ فِیْ کُلِّ سَعْیٍ وَمَلْجَائِیْ وَمَلَاذِیْ فِیْ کُلِّ شِدَّۃٍ وَھَمٍّ وَوَکِیْلِیْ فِیْ کُلِّ اَمْرٍ وَتَوَلِّیْ فِیْ کُلِّ تَوَلِّیْ مَحَبَّتِہٖ وَعِنَایَتِہٖ فِیْ کُلِّ حَالٍ ۵

تیسرا طریقہ رابطہ

واضح ہو کہ ارباب جمعیت نے وسیلہ دوام آگاہی حق کے حاصل کرنے کا نام رابطہ رکھا ہے۔ سو اس کی تین قسمیں ہیں:۔

ایک رابطہ پیدا کرنا حق تعالٰے سے ہے۔ جیسا کہ حضرت اویس قرنی قدس سرہ وحضرت رابعہ بصری قدس سرہا نے کیا۔ جس سے فنا فی اللہ مراد ہے +

دوسرے رابطہ پیدا کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ کوئی بندہ خدا تک بے وسیلہ محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں پہنچ سکتا کما قال اللہ تعالٰے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۵[1] جس سے فنا فی الرسول عبارت ہے +

تیسرے رابطہ اپنے پیر سے ہے بحکم آیۃ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵[2] فنا فی الشیخ مراد اس سے ہے۔ یہ رابطہ رابطۂ اول و ثانی یعنے اللہ تعالٰے و رسول اللہ کے واسطے ہے۔ اس سے باطن مرید میں ایک محبت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور بتدریج ماسوے اللہ کو جلا کر خاک کر دیتی ہے +

اس کا طریق یہ ہے کہ شیخ کو اپنا محبوب و مطلوب گردانے اور اس کی

---

[1] کہہ اے محمد صلعم اگر رکھتے ہو محبت اللہ سے۔ میری راہ پر چلو۔ محبت رکھیگا تم سے اللہ ۱۲

[2] اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور پہنچاؤ اس کی طرف اور مجاہدہ کرو۔ اللہ کی راہ میں تا کہ تمہاری نجات ہو ۱۲ +

Marfat.com

صورت کو پیش نظر کرکے کسی حال میں اس کو اپنے سے بیخبر نہ جانے ۔ تا آنکہ دولتِ سُکر وغیبت وجود عدم سے شرف ہو کر مرتبہ فنا وفناء الفنا کو پہنچے بعض کو یہاں شبہ پڑا ہے کہ عدم وفنا ایک ہے ۔ نہیں وجود عدم عبارت اُس انقطاع سے ہے کہ جو بعد توجہ یا مراقبہ کے حاصل ہو اور اُس کو بقا نہ ہو اور جہل سے بدل جائے اور وجود فنا کہ حالت مشہور ہے وہ ہے کہ ہرگز جہل سے نہ بدلے ۔

المختصر چاہیئے کہ جب تک تمام سلوک پورا نہوئے خدمت پیر سے مفارقت نہ کرے ۔

حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ ذکر رابطہ میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

جائے کن در اندرون ہا خویش را	دور کن ادراک غیر اندیش را

یعنے ہمہ تن متوجہ ہو کر دلوں میں کہ دلہائے مشایخ طریقت سے مراد ہے اپنے کو پہنچا اور فنا ہو جا ۔ اور طریقہ خواجگان کے موافق دم کی حفاظت کر ۔ تا آنکہ تیری اور پیر کی ایک مراد ہو جائے اور تو اُس سعادت سے مشرف ہو کہ اُس سے زیادہ متصور نہیں اور بعضے اکابر نے رابطہ حفظ صورت پر منحصر رکھا ہے اور لکھا ہے کہ چونکہ مرید بیچارہ عالم سفلی کا اسیر ہے اور عالم علوی سے مناسبت نہیں رکھتا کہ حضرت حق سے بلے وسیلے فیض حاصل کرے ۔ پس اُس کے لیے ایک متوسط جس کو دونو جہتیں حاصل ہوں (یعنے عالم علوی سے حظ اُٹھانا اور عالم سفلی کی طرف خلق کو فیض پہنچانا) ضرور چاہیئے سو وہ واسطہ مرید کے حق میں پیر کا ہے ۔ پس جس قدر پیر کی متابعت زیادہ کریگا ۔ اُسی قدر فیض حاصل ہوگا ۔

زاں روئے کہ چشم تست احول	مقصود تو پیر تست اول

جزء اعظم اس میں محبت وخدمت ورعایت آداب ظاہر وباطن ہے

Marfat.com

اور اتباع عادات و عبادات اور اپنی مراد کو اُس کی مراد کے تابع کرنا اور اُس کے ہاتھ میں کالمیت فی ید الغسال رہنا اور اُس میں فانی ہونا ۔

مشائخ کہتے ہیں کہ فنا فی الشیخ مقدمہ فنا فی اللہ ہے اور اعظم امور میں سے ہے ۔ لازم ہے کہ جس طرح بنے پیر سے ایسی مناسبت پیدا کرے ۔ کہ نسبت رابطہ غالب ہو جائے اور اپنے کو عین پیر جاننے لگے ۔ بلکہ جس طرف دیکھے پیر نظر آئے ؎

در و دیوار چو آئینہ شد از کثرت شوق
ہر کجا مے نگرم روے ترا مے بینم

خدا جانے تو پیر کیسے سمجھا ۔ پیر وہ ہے کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی امر سرزد نہ ہو اور اُن کی مرضی میں نیست ہوگیا ہو اور خواہش شریعت میں اُس کی خواہشیں گم ہوگئی ہوں اور وہ ایک آئینہ صور اخلاق و اوصاف نبوی کا ہو ۔ اس مقام میں سالک صفات نبویہ کی جہت سے مظہر تصرفات حق ہوتا ہے اور اپنے سے فانی اور مراد حق میں باقی ہو جاتا ہے ؎

از بسکہ در کنار ہے گردش نگار
بگرفت بوئے یار و رہا کرد بوئے طین

اور مرید وہ ہے کہ آتش ارادت نے اُس کی خواہشیں جلا دی ہوں اور رقوم مرادات لوح ہستی سے مٹا دیے ہوں اور وہ اپنی سعادت قبول پیر میں جانتا ہو اور سب طرف سے منہ پھیر کر اُس کے جمال کو قبلۂ دل گردانتا ہو ؎

آنرا کہ در سراے نگارست فارغست
از باغ و بوستان تماشاے لالہ زار

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ رابطہ اعتقاد کامل و عشق بہم پہنچانا

Marfat.com

ہے مرشد کے ساتھ کہ یہ سب راہوں سے زیادہ تر قریب ہے۔ یہاں تک کہ اگر
مرید میں قابلیت نہیں ہوتی تو بھی محبت کے سبب سے مُرشد اُس میں تصرف
کرنے لگتا ہے ۔

مشائخ طریقت کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو اور اگر
یہ تم سے نہ ہو سکے تو اُن کے ساتھ صحبت رکھو کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت
رکھتے ہیں ۔

عارف باللہ شیخ عبدالرحیم قدس سرہ نے فرمایا کہ اس کے یہ معنے ہیں کہ
اول تو کامل بیداری و ہوشیاری کہ پرتو تجلّی ذاتی کے اظلال سے مراد ہے
پیدا کرو تاکہ تعلق کونین سے مخلصی ہو اور اگر یہ میسر نہ ہو بحکم آیہ کُوۡنُوۡا مَعَ
الصّٰدِقِیۡنَ اُن شخصوں سے تعلق بہم پہنچاؤ کہ جو اس پرتو سے مشرف
ہو کر علائق ماسوٰے سے نجات پا گئے کیونکہ جو شخص کہ شہود ذاتی کا واصل
ہوتا ہے اُس کی توجہ سے جلد تر وہ امر حاصل ہوتا ہے کہ سالہا سال کے مجاہدوں
سے نہیں ہو سکتا ۔

ایک روز امیر کلال قدس اللہ سرہ نے خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ
سے کہا کہ جب اُستاد کسی شاگرد کو کچھ تعلیم کرتا ہے تو البتہ چاہتا ہے کہ اپنی تعلیم
کا امتحان کرلے۔ سو آج ہم امیر برہان کو تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ تم ہمارے
سامنے اُس کی طرف متوجہ ہو۔ یہ فرما کر امیر برہان کو سامنے کیا۔ آپ متوجہ
تو ہوئے لیکن رعایت ادب سے کچھ تامل کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا تامل کیا
ہے حضرت خواجہ تصرف باطنی میں مصروف ہوئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد
امیر برہان میں سُکر حقیقی کا اثر ظاہر ہوا ۔

صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ امیر برہان صاحب سُکر تھے اور زمانے آزادی
سے الگ رہتے تھے۔ قوت باطنی کا یہ حال تھا کہ دم بھر میں بعض اصحاب کا حال

Marfat.com

غارت کر دیتے تھے۔ چنانچہ

شیخ نیکروز بخاری کہ خواجہ کے بڑے اصحاب میں سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں جب کبھی امیر برہان سے ملتا میرا احوال باطنی مجھ سے لے لیتے اور مجھے خالی کر کے چھوڑ دیتے۔ جب کئی بار یہ کیفیت گذری۔ ایک روز شکائت کرنے کو حضرت خواجہ قدس اللہ تعالےٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ امیر برہان کی شکائت کرنے کو آئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ فرمایا کہ جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہوں تم میری طرف متوجہ ہو جانا اور سمجھنا کہ میں نہیں۔ وہ ہی ہیں۔ میں یہ تعلیم پا کر امیر برہان کے پاس گیا۔ انہوں نے عادت کے موافق چاہا کہ مجھ میں تصرف کریں۔ میں نے حضرت خواجہ کی طرف متوجہ ہو کر اُن کی صورت کا خیال کیا اور دل میں کہا کہ میں نہیں۔ حضرت خواجہ ہیں۔ تھوڑی دیر میں امیر برہان بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اُس روز سے پھر کبھی مجھے نہ چھیڑا۔

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کے معنے میں فرماتے ہیں کہ کینونت مع الصادقین کے دو معنے ہیں:- ایک کینونت بحسب صورت یعنے ظاہر میں اہل صدق کے ساتھ صحبت رکھنے کو لازم وقت جاننا۔ تاکہ محبت و دوام سے باطن اُن کے اخلاق و صفات سے منور ہو جائے اور ایک کینونت بحسب معنے یعنے براہ باطن اُن سے ربطہ اختیار کرنا۔ اس میں مرشد کو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رکھنا ضرور نہیں بلکہ تصور میں ایسا طریق اختیار کرے کہ اُس سے صحبت دائمی حاصل ہو۔ صورت سے معنے کی طرف عبور ہو جائے تاکہ شرکو سے مناسبت ہو کر بسبب اتحاد مقصد اصلی حاصل حقیقت ہو۔ فرماتے تھے کہ کونوا مع الصادقین سے یہ مراد ہے کہ صادق دل کو صادقین میں سے کسی کے ساتھ مربوط رکھے اور صادق وہ لوگ جن کی چشم بصیرت کے آگے سے غبار غیریت اٹھ گیا۔

Marfat.com

سمجھنے کی بات ہے - رمح صدق اُس نیزہ کو کہتے ہیں کہ جس میں مثل راستی وغیرہ جو صفتیں ہونی چاہئیں وہ ہوں - سو حقیقت انسان کے واسطے جو کمالات چاہئیں جس کو حاصل ہوں یعنے جو شخص حقتعالے کی طرف بر سبیل دوام متوجہ ہو - وہ صادق ہے - ایسے شخص کی دم بھر کی صحبت میں جو کچھ حاصل ہوتا ہے برسوں کے مجاہدوں سے نہیں ہوتا +

ایک روز سر خیل صادقین حضرت عزیزان کے ہاں مہمان آگئے - گھر میں اللہ کا نام تھا - نکر میں باہر تشریف لائے - مجان کہ کسی کھانے کا نام ہے اُس کا بیچنے والا ایک دیگ مجان لوا کر حاضر ہوا کہ میں نے آپ کی نذر مانی تھی - آپ نے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر قبول فرمایا - جب مہمانوں سے فارغ ہوئے اُس کو بلا کر فرمایا کہ تم نے آج بڑا کام کیا - خوب وقت پر کھانا لائے - اب جو کچھ مراد ہو بیان کرو - وہ شخص آپ سے واقف تھا - کہنے لگا کہ میری مراد یہ ہے کہ آپ جیسا ہو جاؤں - آپ نے فرمایا کہ یہ امر دشوار ہے - تم متحمل نہو سکو گے تم پر بار پڑیگا - اُس نے کہا اپنی تو مراد یہی تھی - آئندہ آپ کی مرضی - آپ اس کو حجرہ میں لیجا کر متوجہ ہوئے - ایکساعت کے بعد ظاہراً و باطناً اپنے جیسا کر دیا - لکھا ہے کہ چالیس روز زندہ رہا

با عاشقاں نشیں و ہمہ عاشقی گزیں با ہر کہ نیست عاشق با او مشو قریں

عشق غضب ہے عشاق کی صحبت عجب ہے +

مسجد نبوی کے کئی دروازے تھے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض اخیر میں فرمایا کہ دروازے بند کر دو - بند کر دیئے - مگر ایک دروازہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف تھا - اُس کو کھلا رکھا - آپ نے فرمایا کہ اَلْیَوْمُ تُسَدُّ کُلُّ فُرْجَۃٍ اِلَّا اِلیٰ اَبِی بَکْرٍ ط آج تمام شگاف یعنے دروازے بند کئے جاویں اِلّا ابی بکر رضی اللہ عنہ کا +

Marfat.com

ارباب تحقیق نے اس حدیث میں گفتگو کی ہے اور وہ یہ ہے:- کہ حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے ساتھ نسبت حُبّی بدرجۂ کمال تھی - آپ نے اس حدیث میں اس سینے کی طرف اشارہ فرمایا کہ تمام نسبتیں اور طریقے نسبت حُبّی کے مقابلہ میں بند ہیں - کوئی نسبت موصل بمقصود اس کے سوا نہیں ہے - پس رابطہ نسبت نسبت حبّی سے مراد ہے - جس کو کبھی صاحب دولت سے حاصل ہو - اور طریقہ خواجگان ہیں کہ حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے - اس نسبت کی نگاہداشت بہت ہے +

طالب کو چاہیے کہ تمام کام چھوڑ کر عجز و نیاز کے ساتھ حاضر و غائب شد کی روحانیت کی طرف متوجہ رہے اور ظاہر و باطن جان و مال اُس پر قربان کر دے +

مولنا سعد الدین کاشغری فرماتے تھے کہ ایک روز مولوی عبد الکبیر نے مجھ سے دریافت کیا کہ جب تمہارے پیر تم پر خفا ہوتے تھے تو کیا کہا کرتے تھے - میں نے کہا یہ کہا کرتے تھے کہ میں فقیر آدمی ہوں - جب تم میرے پاس آتے ہو اللہ اللہ کرتے ہو - جب باہر جاتے ہو تو خدا کو بھول جاتے ہو - پھر نہیں جانتے کہ خدا کون ہے - یہ سُن کر فرمایا کہ تم کیا کہتے تھے - میں نے کہا ہم چپ ہو جاتے تھے - فرمانے لگے عجب واہی تھے - تم کو چاہیے تھا کہ یہ کہتے کہ ہم خدا کو کیا جانیں - ہم تو آپ کو جانتے ہیں +

مختصر یہ ہے کہ ہر حال میں روئے دل پیر کی طرف رکھ اور جو کچھ جہان سے حاصل ہو - اُسی کی توجہ سے سمجھ +

خواجہ عبید اللہ احرار ایک دفعہ ایک شخص کی طرف مخاطب ہو کر بر سبیل تمثیل فرمانے لگے - کہ اگر خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ تعالےٰ کی صحبت میں تجھ کو نسبت حاصل ہو اور پھر کسی اور بزرگ سے مل کر کچھ حاصل ہو تو تو کیا سمجھے - یہ فرما کر

Marfat.com

فرمایا تجھ کو چاہیئے کہ اُس کو بھی خواجہ ہی کی نسبت سمجھے +

ایک روز ایک مرید حضرت قطب الدین حیدر کا شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں چلا آیا تھا - جب بھوک لگی تو اپنے پیر کے شہر کی طرف رخ کر کے کہنے لگا - شیئاً للہ قطب الدین حیدر - شیخ علیہ الرحمۃ سمجھ گئے - ایک مرید کو اشارہ کیا - وہ کھانا لیکر گیا - جب کھا چکا پھر اسی طرف منہ کر کے کہا الحمدللہ قطب الدین حیدر - تم ہم کو ہر جگہ ہر حال میں یاد رکھتے ہو - جب مرید حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا - فرمایا کیا کہتا - کہنے لگا یہ عجب آدمی ہے - کھانا آپ کا کھاتا ہے - شکر قطب الدین حیدر کا بجالاتا ہے - فرمایا طریق مریدی کا کوئی اس سے سیکھے - ظاہر گو باطناً جہاں سے فیض اُٹھاتا ہے - اپنے ہی پیر کی طرف سے سمجھتا ہے +

قصہ کوتاہ اپنی ذات کو اُس کی محبت کے سوا ہر چیز سے خالی کر دے - اور اُس کے فیض کا منتظر رہے - تا آنکہ فیض آنے لگے - اُس وقت آنکھیں بند کر لے اور اگر حاضر ہے اُس کی دونو آنکھوں کے بیچ میں ٹکٹکی باندھ کر فیض کی محافظت کرے - اور غائب ہو تو اسی طرح تصور سے کام لے +

صاحب رشحات نے خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ ایک شخص جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا - آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا کرتا - ایک روز آپ نے اُس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایک شخص حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ تعالیٰ کے چہرہ مبارک کو دیکھا کرتا تھا - ایک روز آپ نے فرمایا مصرع

دیوانہ شود ہر کہ بہ بیند رخ ما را

ہماری طرف بہت نہ دیکھا کرو - ایسا نہ ہو دل ہاتھ سے جاتا رہے - بعد ازاں فرمایا - مرید کو چاہیئے کہ پیر کی دونوں بھوؤں کی طرف متوجہ رہے اور اُس کو

Marfat.com

ہر حال میں اپنے احوال و اقوال سے واقف سمجھے یعنے یقین کرے کہ میرا تمام حال اُس کو معلوم ہے۔ لیکن بعض کو مصلحتاً بواسطہ مجھ پر ظاہر نہیں کرتا تاکہ اُس کی اہمیت و عظمت اُس میں تصور کرے اور جو کام پیر کے سامنے کرنے کے قابل نہیں اُن سے باز آئے اور حجاب درمیان سے اٹھ جائے۔

مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رابطہ کے واسطے شخص واصل بمقام مشاہدہ و منور بنور تجلیات ذاتیہ ہو تاکہ اُس کے دیکھنے سے اس حدیث صحیح کے بموجب فائدہ حاصل ہو ھُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ یعنے اولیا وہ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ ایک حدیث ہے ھُمْ جُلَسَاءُ اللّٰہِ یعنے وہ جلیس ہیں خدا کے اور ایک حدیث ہے ھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ یعنے وہ ایسی قوم ہیں جن کا ہمصحبت بدبخت نہیں ہوتا +

خواجہ عزیزان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت	زنہار ز صحبتش گریزان می باش
ورتو نرمید صحبت آب و گلت	ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

شیخ ابو القاسم گرگانی قدس اللہ تعالٰے نے ایک روز ایک مرید سے فرمایا کہ اُس کے پاس بیٹھو جس کے پاس بیٹھ کر تو ویسا ہو جائے یا وہ تیرے جیسا ہو جائے یا نہ تو رہے نہ وہ۔ تم دونوں حق میں گم ہو جاؤ +

خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ زبان دل کا آئینہ ہے اور دل روح کا آئینہ۔ اور روح حقیقت انسانی کا آئینہ اور حقیقت انسانی حق سبحانہ تعالٰے کا آئینہ + پس معانی غیبیہ راہ دور و دراز طے کرنے کے بعد زبان پر صورت لفظی حاصل کر کے اہل استعداد کے کانوں پر پہنچتی ہیں۔ یہی کلام ہے کہ جس کا حسن سننے والے کے ہوش و حواس کھو دیتا ہے۔ پھر فرماتے کہ حسن مخصوص کلام اولیاء اللہ سے ہے۔ بعد ازاں یہ شعر پڑھتے قطعہ

Marfat.com

ستہ نشاں بود ولی راز تخت آں معنی	کہ چو روئے او بہ بینی دل تو یاد گرائد
دوم آنکہ در مجالس چو سخن کند ز معنی	ہمہ راز ہستی خود بحدیث می رباید
سوم آں بود بمعنی ولی اخص عالم	کہ ز ہیچ عضو او را حرکات بد نیاید

فائدہ:- طالب کو چاہیئے کہ جب ارباب جمعیت کی صحبت میں حاضر ہو اُس وقت ذکر نہ کرے۔ کیونکہ غرض ذکر سے اس نسبت کا حاصل ہونا ہے۔ ہماری دانست میں ان لوگوں کے پاس جائے ذکر و حدیث نفسی دونوں سے بچائے۔

مولٰنا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خاموشی کلام سے نافع تر ہے۔ کیونکہ ہر کلام سے حدیث نفسی حاصل ہوتی ہے اور فیض الٰہی کہ ہرگز منقطع نہیں ہوتا اس سے منقطع ہو جاتا ہے۔

علاوہ بریں جن لوگوں کو دوام حضور حاصل ہے۔ اُن باتوں کو سُن کر اُن کا دل پریشان ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص مطالعہ کتاب میں مشغول ہے اور ایک شخص آکر آواز سے اُس کے آگے بولنے لگے اور اُس کا دل پریشان ہو۔

پس ان کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث نفسی و ذکر سے احتراز کرے۔ اور ابتدا میں تا بمقدور ایسے شخصوں سے ملے جن پر یہ نسبت غالب ہو۔ ورنہ غیر نسبت والے کیسے ہی متقی زاہد مولوی حافظ کیوں نہ ہوں۔ اُن سے سوائے نقصان کچھ حاصل نہیں اس سے ہماری یہ مراد نہیں کہ ہم زہد و تقوے وغیرہ سے انکار کرتے ہیں۔ بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ اُن لوگوں پر زہد و تقوے غالب ہے اور بیچارہ مُبتدی اس کو اُن کی صحبت میں وہی نسبت زہد و تقوے کی حاصل ہو گی اور اپنی نسبت سے کسب سے شریف تر و لطیف تر رہ جائیگا۔

خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایسے شخصوں کے پاس بیٹھو

Marfat.com

کہ جو تم پر غالب نہوں ایسا نہو کہ وہ تم کو کھا جائیں۔ غالب نہوں یعنے بجب نفس و قوائے قوی نہوں تم کو کھا جائیں یعنے تمہارا وقت ضائع نہ کریں اور فرماتے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم میں بندگان خدا کی خدمت بجا لانی اور اُن کو راحت پہنچانی ذکر و مراقبہ پر مقدم ہے۔ ہرگز ثمرہ عبادت و نوافل کا اثر نتیجہ محبت مومن کے برابر نہیں ہو سکتا ۔ خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ تعالےٰ کسی سے خدمت نہ لیتے تھے۔ کیونکہ خدمت احسان میں داخل ہے اور حُبِ محسن ضروریات سے ہے۔ اُن کی ہمت تو پہلے ہی نفی خلق میں مصروف ہے۔ احسان اُٹھانا اور کسی سے دل لگانا کیا ۔

پس نہیں چاہتے کہ کسی طرف دل کا علاقہ باقی رہے۔ بلکہ جہانتک ہو سکتا ہے اوروں کی خدمت کرتے ہیں۔ اور اگر یہ خدمت لیتے ہیں تو ایسے شخصوں سے لیتے ہیں کہ جن میں قابلیت طریقہ دیکھتے ہیں۔ تاکہ بسبب قبول خاطر اُن کا علاقہ عالم سے منقطع ہو جائے۔ یہ فرما کر فرمایا کہ ہم نے یہ طریقہ صوفیوں سے حاصل نہیں کیا بلکہ لوگوں کی خدمت سے حاصل کیا۔ درگاہ الٰہی میں ہر شخص کو ایک دروازہ سے لاتے ہیں۔ سو ہم کو دروازہ خدمت سے لائے۔ خدمت میری محبوب ہے۔ خدمت میری رضا ہے۔ میں جس سے کچھ اُمید رکھتا ہوں اُس کو کسی کام کے لئے کہتا ہوں۔ مت

خدمت ترا بہ کنگرۂ کبریا کشد   این عقدہ گاہ را بہ ازیں نردباں مخواہ

یہی مضمون خواجہ علی علیہ الرحمتہ کے کلام کا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ راہ خدا میں بہت مجاہدہ کرنے سے بھی منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن مجھے ایک راہ خدا تک پہنچنے کی بہت سہل معلوم ہوئی ہے اور وہ خلق کی خدمت ہے۔ اس میں کوشش کرنی چاہئے۔ شائد کسی صاحبدل کے دل میں گھر ہو جائے اور اُس دل سے کہ نظرگاہ حق ہے کچھ حصہ مل رہے ۔

خواجہ عزیزان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۔

خود را بشکن کہ بت شکستن اینست	بگذر ز خودی ز قید رستن اینست
در گوشۂ خاطر عزیزاں جا کن	در مذہب ما گوشہ نشستن اینست

سوزاں بس کر۔ اس سے زیادہ ذکر رابطہ میں لکھنے کی ہوس نہ کر۔ اب کچھ ان حضرات کی ہمت کا حال سُنا رہے۔ نسبت و با کے معنے سمجھا دے ÷

ہمت جمع خاطر سے مراد ہے۔ امر واحد پر اس طرح کہ اس کے خلاف دل پر خطرہ نہ گزرے۔ ایسی ہمت سے مراد تخلف نہیں۔ اصحاب تجرید کو چاہیئے کہ کبھی کبھی اپنی ہمت کا امتحان کیا کریں۔ تاکہ معلوم ہو کہ اس میں کس قدر اثر ہوا ÷

خواجہ عبید اللہ رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے جو فتوحات میں لکھا ہے کہ عارف ہمت نہیں رکھتا۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ اپنی ذات و حقیقت پر نظر نہیں رکھتا۔ جو کچھ اوصاف و کمال سے مثل علم قدرت و قوت و ارادت اس کو حاصل ہے۔ سب کو عاریت سمجھتا ہے۔ پس وہ اپنی حد ذات کو پہچان کر مقام فقر حقیقی میں کہ نیستی محض ہے بحسب اقتضائے ذات رہتا ہے۔ ہرگز اوصاف عاریتی کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتا لیکن جو لوگ ہوا جس نفسانی و خطرات شیطانی سے بسبب کمال عنایت الٰہی چھوٹ گئے۔ ان کو چاہیئے کہ اگر کبھی اہل ظلم و شر کا غلبہ ہو تو ہمت کے زور سے ان کو دفع یا ہلاک کر کے مسلمانوں کو ان کے ظلم و شر سے بچایا کریں اور خاطر کو یک لخت دفع پر متعین کیا کریں۔ اوائل جوانی میں جب مولانا سعد الدین کاشغری ہرات تشریف لائے تو ہم ان کی خدمت میں اکثر حاضر رہتے تھے۔ ایک روز دل گل تھا۔ تماشا دیکھنے کو حضرت کے ساتھ چلا گیا۔ دو پہلوانوں کی کشتی ٹھہری۔ ایک ان میں بہت دبلا پتلا تھا اور

Marfat.com

ایک بڑا تنار توی - مجھے اُس دُبلے پر رحم آیا - حضرت مولانا کی خدمت میں عرض کیا - فرمانے لگے تم ہمت کرو - ہم بھی مدد کرینگے - اُس وقت میری طبیعت بھی لگ گئی - اتنے میں اُس دُبلے پہلوان نے اس کو زمین پر سے اُٹھا کر دے مارا - غل مچگیا - مولانا ہنوز مراقب تھے - میں نے آستین پکڑ کر کھینچی کہ اُٹھئے فتح ہوئی -

صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ مولانا ناصر الدین کہتے تھے کہ ایکبار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سلطان مرزا عبد اللہ بن مرزا ابراہیم بن مرزا شاہرخ سے ملنے کو سمرقند تشریف لے گئے - میں آپ کے ساتھ تھا - جب سمرقند پہنچے - امراء میں سے ایک شخص ملنے کو آیا - آپ نے فرمایا کہ ہم فقط تمہارے مرزا سے ملنے کو یہاں آئے ہیں - اُس شخص نے کہا کہ مرزا بے پروا جوان ہے - ملاقات دشوار معلوم ہوتی ہے اور درویشوں کو خود امرا سے ملنا نہ چاہئے آپ نے فرمایا - ہم از خود نہیں آئے - حکم کے موافق آئے ہیں - خیر اگر تمہارا مرزا بے پرواہ ہے تو ایسے کو لائینگے جس کو پروا ہوگی - وہ شخص تو اُٹھ کر چلا گیا آپ نے بادشاہ کا نام سیاہی سے دیوار پر لکھ کر تھوک سے مٹا دیا اور فرمایا کہ ہمارا کام اس بادشاہ سے اور اُس کے امرا سے نہیں نکلتا - یہ فرما کر اُسیوقت تاشقند کو روانہ ہوئے - ایک ہفتہ نہ گزرا ہوگا کہ سلطان ابو سعید نے ترکستان سے فروج کر کے اُس کو اُس کے تمام امرا سمیت قتل کیا -

حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس طرح معارضہ قرآن کے ساتھ ممکن نہیں - اُسی طرح ہمت کے ساتھ نہیں - جو شخص ہمت عارف سے معارض ہوگا البتہ مغلوب ہوگا - بلکہ اگر کافر ہمیشہ کسی امر پر ہمت مصروف کریگا تو وہ بھی کامیاب ہوگا - کیونکہ ہمت کے لئے عمل صالح شرط نہیں جیسے نفوس صافیہ تاثیر رکھتے ہیں - اُسی طرح نفوس شریرہ رکھتے ہیں

Marfat.com

اور فرمایا کہ یہ جو کہتے ہیں کہ عارف ہمت نہیں رکھتا۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ عارف اُس فنا سے مشرف ہوا ہے کہ اُس کا نام رہا نہ نشان۔ جو کچھ اُس سے ظاہر ہوتا ہے وہ اُس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ آیۃ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ہمارے بیان کی شاہد ہے ورگرنہ حضرت نوح و ہود وغیرہما علیہم السلام نے قوت قاہرہ کے تصرف سے ایک عالم کو زیر و زبر کیا ہے۔ اُن کی نسبت کیا خیال کیا جائے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ہمت میں عجب تاثیر ہے۔ اگر اس کا مفصل بیان کیجئے تو یہ کتاب کبھی تمام نہ ہو۔ سبحان اللہ کسی نے کیا کہا ہے

ہمت اگر سلسلہ جنباں شود ... مور تواند کہ سلیماں شود

صاحب رشحات نے خواجہ پارسا علیہ الرحمۃ کے خانوادہ میں سے ایک بزرگ کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ یہ جو اکابر خاندان خواجگان سے منقول ہے کہ لوگوں کے بار میں آ گئے۔ سو وہ دو صورتوں میں سے ایک صورت میں ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ جب کسی یار آشنا یا عزیز کو عارضہ یا ملال یا گرفتاری معصیت عارض ہوتی ہے تو یہ لوگ اوّل وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ بعد ازاں صدق و اخلاص و عجز و نیاز کے ساتھ حضرت حق سبحانہ تعالے سے اُس کیواسطے دعا کرتے ہیں۔ اس میں تو کچھ اندیشہ نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ صاحب مرض یا معصیت کو اسی طرح یا تصور میں سامنے بٹھا کر اپنے صاحب مرض یا معصیت قرار دیتے ہیں اور اس جگہ اپنے کو اثبات کرتے ہیں اور اس قدر صرف ہمت کرتے ہیں کہ وہ اچھا ہو جاتا ہے۔

وہی صاحب فرماتے تھے کہ اگر یار یا عزیز بیمار ہو تو اُس کے واسطے ہمت کرنی چاہیے۔ لیکن ہمت کرنے کے وقت اجتماع خاطر شرط ہے۔ چاہیے کہ ہمت بتمامہ دفع مرض کے لئے صرف کیجائے تا کہ اُس پر

Marfat.com

فائدہ مترتب ہو اور اگر دل پریشان ہو تو اول ہمت سے خاطر جمع کر لینی چاہیے۔ بعد از اں ہمت کریں۔*

راقم الحروف کہتا ہے کہ دوسری صورت رفع مرض کی جو اُس جناب نے بیان کی۔ اُس میں انشاء اللہ تعالےٰ مریض تو اچھا ہو جائے گا لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ یہ شخص اُس کے بار میں آجائے گا۔ یعنے اُس کی جگہ فوراً اُسی مرض میں مبتلا ہو گا۔ چنانچہ اُنہوں نے خود اُسی بزرگ کے حالات میں لکھا ہے کہ میرے والد کہتے تھے کہ ایک روز اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ فلاں سید جو ہمارے پاس آیا کرتا تھا کئی روز سے اُس کو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا اُس کی ڈاڑھ میں درد ہے۔ چہرہ ورم کر رہا ہے۔ کہنے لگے قابل آدمی ہے۔ عیادت کرنی چاہیے۔ یہ فرما کر کھڑے ہو گئے میں اُن کے ساتھ اُس کے مکان پر گیا۔ شدت درد سے بخار چڑھ رہا تھا۔ آپ سر نیچے کر کے چپ چاپ بیٹھ گئے۔ ایک ساعت کے بعد سر اوپر اُٹھایا۔ جوان اچھا ہو گیا۔ اُن کی اُسی ڈاڑھ میں ایسا درد ہوا کہ بخار چڑھ گیا۔ اور دو ہفتے بیمار رہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس میں بار سے محفوظ رہنے کی تدبیر اس سے بہتر ابتک معلوم نہیں ہوئی۔ جیسے کہ صاحب مقامات مظہری نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے۔ اس قسم کے معاملات عجیب کا ظہور بغیر حصول فنا و بقا حاصل نہیں ہوتا۔ اور متوسطین سے یہ معاملے بیشتر ظاہر ہوتے ہیں اور مبتدیوں کی طرح منتہیوں سے شاذ و نادر۔ کیونکہ اُن کو امور کونیہ سے علاقہ نہ رہا۔ مگر اتنا فرق ہے کہ مُبتدی قوت و قدرت نہیں رکھتا اور منتہی باوجود قوت و قدرت ان امور کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ بالجملہ قاعدہ سلب کا یہ ہے کہ اُسی طرح صاحب مرض کو سامنے بٹھا کر یا لٹا کر اپنے کو اثبات کر کے جو سانس اندر جائے تصور کرے کہ میں

Marfat.com

اپنے میں سے اس مرض کو زمین پر ڈالتا ہوں - پالنو دم میں صحت کامل حاصل ہو گی ٭

کلام اکابر سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مریض کی عمر باقی نہ سمجھی گئی تو بعض حضرات نے ضمن حیات میں لیکر بعض مریضوں کو عمر دوبارہ بخشی ہے ٭

مولنا نظام الدین خاموش فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں ہم کو سمرقند جانے کا اتفاق ہوا - ایکبار شیخ الاسلام خواجہ عصام الدین بہت بیمار ہوئے اُن کے عزیز و اقربا ہمارے پاس آکر منتیں کرنے لگے کہ اُن کو چلکر دیکھو دیکھا تو خواجہ حالت نزع میں تھے - ہم نے بہت ہمت کرنے میں تامل کیا - وہ لوگ ہمارے سر ہو گئے - ناچار ہم نے اپنے کو اثبات کر کے خواجہ کو ضمن حیات میں لیلیا - اُسیوقت اچھے ہو گئے - بعد چند روز کے ہمارا ایک کام پڑا کہ جس میں اُن کو سعی کرنی چاہیے تھی - مگر اُنھوں نے مضائقہ کیا - ہم نے اُسیوقت اُن کو اپنے ضمن سے خارج کیا - جس وقت ضمن سے خارج ہوئے اُسی دم گر کر مر گئے ٭

حضرت خواجہ عبید اللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مولنا ولائیت شاش میں تشریف لائے تو میں اُن کی خدمت میں اکثر حاضر رہتا تھا - ایک روز ایک موقع پر خود انھوں نے عصام الدین کو ضمن میں سے خارج کرنے کا ذکر کیا اور اثنائے ذکر میں خفا ہو کر فرمایا کہ تم سے کہے دیتا ہوں کہ میں نے تم کو بھی ضمن سے خارج کیا - اُن کے کہتے ہی میری طبیعت بوجھل ہو گئی بہانہ کر کے کھڑا ہو گیا - مُرید تو اُن کا تھا ہی نہیں - شیخ خاوند طہور در شیخ عمر باغستانی کے مزار پر جا کر اُن کی طرف متوجہ ہوا اور باطن میں عرض حال کر کے اُن سے مدد چاہی تھوڑی سی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ روحانیت نے زانو

Marfat.com

کی مدد سے جو بار انہوں نے مجھ پر ڈالا تھا وہ مجھ پر سے اٹھ کر ان پر گر پڑا۔ اتنے میں مجھ کو اپنا بدن ہلکا معلوم ہونے لگا۔ میں اٹھ کر پھر مولنا کی خدمت میں گیا۔ دیکھا تو مولنا قریبی وغیرہ کے ساتھ ہنگامہ صحبت گرم رکھتے ہیں۔ میں حیران ہو کر ایک طرف گوشہ میں بیٹھ گیا۔ دفعتاً مولنا نے چیخ مار کر کہا کہ اٹھو میں زیر بار ہو گیا۔ ہم اٹھ کھڑے ہوئے۔ مولنا اسیوقت سے بیمار پڑ گئے +

جناب مولنا محمد قاسم (کہ حضرت عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے ہیں) کہتے تھے کہ مولنا نظام الدین ردیا کرتے تھے کہ جو کچھ مدت عمر میں پیدا کیا تھا۔ حضرت خواجگان نے مجھ سے لے لیا۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین قدس سرہ کہ نہایت صاحب تصرف و جذبہ تھے ہر چند چاہتے رہے کہ فقیر کی نسبت تصرف کو کام فرمائیں کچھ بن نہ آئی۔ آخر اسی مرض میں انتقال ہوا +

تنبیہ :۔ یہ جو لکھا ہے کہ خواجہ طہور و شیخ عمر باغستانی کے مزار پر جا کر ان کی روح سے استمداد کی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جن کو ملکہ آگاہی حاصل ہے۔ ان کو مزارات سے فیض حاصل ہوتا ہے مگر یہ جو بعض شخص صور مثالی کے معتقد ہیں۔ اس میں البتہ کلام ہے +

خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کشف قبر اس کو کہتے ہیں کہ صاحب قبر صور مثالی میں سے کوئی صورت اختیار کرے اور صاحب کشف اس صورت کو بچشم بصیرت دیکھنے لگے۔ لیکن چونکہ شیاطین تشکل و تمثل صور مختلفہ میں کرتے رہتے ہیں اور قوت متخیلہ کو بھی صورتوں کے بنانے میں کمال دخل ہے۔ اس واسطے خواجگان قدس سرہم اس کشف کو معتبر نہیں سمجھتے +

Marfat.com

اس وقت مجھے تھوڑا سا بیان جن کا کہنا پڑا - مولنا عبد الغفور فرماتے ہیں کہ بعض رسائل شیخ محی الدین اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم ہوا کہ وجود جن کی ترکیب آگ اور ہوا سے ہے اور آگ اور ہوا دو رکن خفیف ہیں - بالضرور یہ نہائت سبک ہوتے ہیں خصوصاً جبکہ روح ان میں حضم ہو ٭ پس یہ انتہا درجہ کے سریع السیر و کثیر الحرکۃ ہیں - ان کی ترکیب کی بنیاد بہت ضعیف ہے - ذرا سی ایذا یا گرانی یا ہوا کہ بنی آدم وغیرہ کی ان کو پہنچتی ہے - ہلاک ہو جاتے ہیں - اسی سبب سے ان کی عمر بھی زیادہ نہیں اور جب ان میں کا کوئی کسی صورت میں کسی پر ظاہر ہوتا ہے - تو بھاگ کر جلدی ہی نظر سے غائب ہو جاتا ہے ٭ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ان کے قید کرنے کا طریق جس سے نظر کے سامنے سے بھاگ نہ سکیں یہ ہے کہ جب یہ نظر آئے تو اس کی صورت کو دیکھتا رہے - کیونکہ جب تک آدمی کی نظر ان کی صورت پر جمی رہتی ہے یہ اُس کی نظر سے غائب نہیں ہو سکتے بلکہ قیدی کی طرح جہاں کے تہاں رہ جاتے ہیں - یہی سبب ہے کہ یہ سامنے آ کر تخیلات و حرکات کیا کرتے ہیں تا کہ دیکھنے والے کی نظر پریشان ہو جائے تو بھاگ جائیں ٭

اور یہ بھی فرمایا کہ ان میں علم و دانش کم ہے اور ادراکات امور معنوی خصوصاً معرفت الٰہی میں نہائت قاصر ہیں - اکثر بلید و کم فہم ہوتے ہیں - ان کی صحبت سے آدمی کے اندر صفت کبر پیدا ہو جاتی ہے - کیونکہ جزو ناری و ہوائی سے مرکب ہیں اور جزو ناری ان کی ترکیب میں غالب ہے اور کبر و سرکشی خواص ناری سے ہیں - جنگلوں میں بگولوں کے اندر جو لڑتے پھرا کرتے ہیں - اُسکا سبب

ل اکثر سے ہوگا لیکن بعض کی عمر زیادہ ہوتی ہے - چنانچہ راقم الحروف خود ایسے بزرگ سے ملا ہے جن کی ملاقات ایک ایسے جن سے ہے جس نے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی زیارت کی ہے جب

Marfat.com

یہی ہے کہ تکبر اُن کی ذات میں بہت ہے اور جب ان میں کا کوئی مرجاتا ہے تو عالم برزخ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ پھر دُنیا میں نہیں آتا اور جو ان میں مستحق عذاب ہیں زمہریر دوزخ میں گرائے جائینگے اور اگر آگ میں بھی جلائے جائیں تو تعجب نہیں۔ کیونکہ دوزخ کی آگ ہزاروں مرتبہ آتش عنصری سے تیز تر ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ ابوالجن ابلیس ہے یا غیر ابلیس لیکن تحقیق یہ ہے کہ غیر ابلیس ہے اور ابلیس ایک اُن ہی میں کا ہے اور ابو الجن ایک شخص تھا جس نے اپنی دونوں رانوں کو رگڑا تھا اور اُس سے اس کے بچے پیدا ہوئے ✤

الحاصل اس طریقے والے صورِ مثالی کو معتبر نہیں سمجھتے۔ ان کا طریق یہ ہے کہ جب کسی بزرگ کی قبر پر جاتے ہیں تو اپنے کو تمام کیفیتوں اور نسبتوں سے خالی کر کے بیٹھ جاتے ہیں تا آنکہ صاحب قبر کی نسبت ظاہر ہو جاتی ہے پس اس نسبت سے اس کا حال معلوم کر لیتے ہیں۔ اسی طرح اگر اور کسی کا حال معلوم کرنا ہوتا ہے۔ تو وہ بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص بیگانہ اُن کے پاس آ کر بیٹھتا ہے تو یہ اپنے باطن کو دیکھتے ہیں۔ پس جو کچھ اُس کے آنے کے بعد ظاہر ہوا اُس کو اُس کی نسبت سمجھا۔ لطف ہو خواہ قہر جو کچھ ہوا اُس سے اُسی طرح پیش آتے ہیں ✤

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے اس کو تجلے مقابلہ کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ سو اس کا ظہور کمال جلا و صفائے باطن کی جہت سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اُن کی حقیقت کا آئینہ زنگ کونیہ سے پاک و صاف ہو گیا ✤

صاحب رشحات ایک شخص کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں حضرت نظام الدین علیہ الرحمۃ کے ساتھ مزارات شاش کی زیارت

Marfat.com

کو گیا تھا - آپ ایک قبر پر بہت دیر تک بیٹھے - بعدہ بڑی کیفیت میں بھرے ہوئے اُٹھے - کہنے لگے - صاحب قبر پر نسبت جذبہ غالب ہے - سو وہ قبر خواجہ ابراہیم کیمیا گر مجذوب کی تھی - بعد ازاں ایک اور قبر پر پہنچے - تھوڑی دیر ٹھہر کر چلدئے - کہنے لگے صاحب قبر پر نسبت علم غالب ہے - وہ قبر شیخ زین الدین کی (کہ علمائے ربانی سے گذرے ہیں) تھی +

خواجہ علاؤالدین قدس اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ جس قدر زائر صفت صاحب مزار سے واقف ہوتا ہے - اُسی قدر اُس کو مزار سے فیض حاصل ہوتا ہے اور اُسی صفت پر توجہ کیجاتی ہے - اور اگرچہ قرب صوری زیارت کے واسطے آثار بہت رکھتا ہے لیکن در حقیقت ارواح مقدسہ کی طرف متوجہ ہونے کے لئے بُعد صوری مانع نہیں چنانچہ حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم صَلُّوا عَلَیَّ حَیْثُمَا کُنْتُمْ اس کلام کی شاہد ہے +

المختصر صور مثالیہ اہل قبر کا مشاہدہ اُن کی صفت کے پہچاننے کے مقابلہ میں معتبر نہیں +

زیارت مزارات پر مجھے حضرت خواجہ بزرگ کا ایک قول یاد آیا - فرمایا کرتے تھے کہ حق کا مجاور رہنا خلق کے مجاور ہونے سے بہتر ہے اور یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے ؎

تو تا کے گور مرداں را پرستی	بگرد کار مرداں گرد رستی -

فرمایا کرتے تھے کہ مرے ہوئے شیر سے زندہ بلی بہتر ہے ؎

تا کے بزیارت مقابر یک گربۂ زندہ پیش عارف	عمرت گذرانی اے فردہ بہتر ز ہزار شیر مُردہ

مقصود زیارت سے اکابر دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مشاہدہ ہے - سو چاہیئے کہ توجہ حق سبحانہ تعالے کی طرف کرکے اُس بزرگ کی روح

Marfat.com

کو کمال توجہ کا وسیلہ گردانیں۔ کیونکہ خلق کے ساتھ تواضع اس وقت تک زیبا ہے کہ خاص خدا تعالیٰ کے لئے کیجائے۔ کس واسطے کہ یہ سب مظاہر آثار قدرت و حکمت ہیں۔ استغفر اللہ میں بھی کتنا زبان دراز ہوں کیا کہنے بیٹھا تھا۔ کیا کہنے لگا ؛

نسبت کا بیان

ہاں نسبت کبھی کیفیت مخصوصہ معہودہ سے مراد ہوتی ہے اور کبھی صفت تمام یا ملکہ نفس سے ؛

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ کے طریقوں کا مرجع ہیئات نفسانی کی تحصیل ہے جس کو نسبت کہتے ہیں۔ اس واسطے کہ نسبت اللہ تعالیٰ کے انتساب وارتباط سے مراد ہے اور اس کا نام سکینہ و نور بھی ہے اور نسبت کی حقیقت و ماہیت ایک کیفیت ہے کہ جو نفس میں حلول کر جاتی ہے از قسم تشبیہ بفرشتگان یا جھانکنا عالم جبروت کا ؛

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بندہ جب طاعات و طہارات و اذکار پر مداومت کرتا ہے تو اس کو صفت حاصل ہوتی ہے۔ جس کا قیام نفس ناطقہ میں ہے اور اس توجہ سے ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے ؛ سو یہاں صفت قائمہ سے تشبیہ ملکوت مراد ہے اور ملکہ توجہ سے تطلع جبروت ؛

پس نسبت کی یہ دو جنسیں ہیں اور ہر جنس میں انواع کثیرہ داخل ہیں۔ منجملہ ان کے نسبت محبت کہ صفت قلب میں مستحکم ہو جاتی ہے اور نسبت نفس شکنی و بیزاری لذات ہے کہ اہل بیت سے متعلق ہے غرض نسبت عبارت ملکہ توجہ سے ہے کہ مجرد بسیط یعنے ذات مقدس

Marfat.com

کی طرف ہو اور حضور مع اللہ رنگ برنگ ہے۔ جب اتصال یعنی محبت یا نفس شکنی وغیرہ۔ اور صاحب اسرار ہر نسبت کو علیحدہ علیحدہ دریافت کر لیتے ہیں۔ اور اشغال قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ وغیرہ سے غرض اس نسبت کی تحصیل ہے اور یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ نسبت ان ہی اشغال سے حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ مجھے یہ یقین ہے کہ حضرات اصحاب و تابعین اس کو اور طور سے حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ منجملہ ان اطوار کے بشرط طہارت صلوات و تسبیحات کے مواظبت ہے کہ خلوت میں خشوع و خضوع کے ساتھ حضور دل سے پڑھے جائیں یا ہر وقت موت کا کہ قاطع لذات ہے یاد کرنا یا جو حقتعالے نے مطیعوں کے واسطے وعدہ ثواب فرمایا ہے یا جو گنہگاروں کیواسطے حکم عذاب فرمایا ہے۔ اس کا ہر دم خیال رکھنا۔ کیونکہ ان کی مواظبت و یاد کے سبب لذات حسیہ سے انقطاع و انفکاک حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن شریف کی تلاوت اور اس کے معانی پر ہر وقت غور کرنا یا ان احادیث میں تامل کرنا کہ جن سے دل کو رقت حاصل ہو۔ یہی اعمال تھے کہ جن کے سبب صحابہ و تابعین ملکہ راسخہ و ہیئات نفسانیہ سے کامیاب ہوتے تھے اور یہی مقصود شارع صلے اللہ علیہ وسلم سے بوراثت ہمارے مرشدوں کو پہنچا +

پس اس میں کچھ شک نہیں کہ الوان مختلف ہیں اور تحصیل نسبت کے طریقے رنگ برنگ انتہے کلامہ +

مولنا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (یعنے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ) سے سنا کہ قول فیصل اس بات میں یہ ہے کہ صحابہ و تابعین کی نسبت نسبت احسانیہ ہے اور وہ طہارت و سکینہ ہے مرکب اس کے لئے عدالت و تقوٰے ضروریات سے ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میں

Marfat.com

آئمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم کے ارواح کا مشاہدہ کیا۔ تمام ایکدوسرے کا دامن پکڑے ہوئے ہیں اور ان کا سلسلہ عالم ارواح میں خطیرۃ القدس کے ساتھ بہ نہج عجیب و رسوخ غریب متصل ہے اور یہ بھی دیکھا کہ ان کا قول عالم ارواح میں باطن در باطن زیادہ تر ہے بہ نسبت خارج ۔

مولوی خرم علی مترجم قول الجمیل اس عبارت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اس کلام سے مترشح ہے کہ جس طرح مجتہدین شریعت نے احکام ظاہر شریعت کے اصول ٹھہرائے ہیں۔ اسی طرح اولیاء طریقت نے باطن طریقت کی تحصیل کے قواعد مقرر فرمائے۔ اس صورت میں اہل طریقت پر بدعت سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے۔ بھلا اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان اشغال کی حاجت کیا تھی۔ بخلاف متاخرین کہ ان کو بسبب بُعد زمان رسالت ان اشغال کی حاجت بڑی جیسا کہ صحابہ کرام قرآن حدیث کے سمجھنے میں صرف و نحو کے محتاج نہ تھے اور اہل عجم محتاج ہیں ۔

شاہ عبد العزیز صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے والد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مَیں نے حسنین و سید الاولیا علی مرتضے علیہم السلام کو خواب میں دیکھا اور مَیں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اپنی نسبت کا حال پوچھا کہ یہ وہی نسبت ہے کہ جو آپ کو زمانہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم میں حاصل تھی یا اور سے آپ نے مجھے نسبت میں استغراق کرنیکا حکم دیا۔ بعد از ان خوب تامل کرکے فرمایا کہ وہی ہے ۔

سوزِ ان طوالت سے حذر کر۔ خدا کے واسطے قصہ مختصر کر ۔

طریقہ حضرت مجدد الف ثانیؒ

امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی کے طریقہ کا حال سُنا۔ باتیں نہ بنا انسان

Marfat.com

مرکب دس[1] لطائف سے ہے۔ پانچ لطیفے ان میں عالم امر سے ہیں اور پانچ عالم خلق سے۔ خلق وامر کو ملک وملکوت بھی کہتے ہیں +

ملک مُراد مرتبہ شہادت یعنی جسم وجسمانیات سے ہے اور محدب دائرہ فلک الافلاک سے مرکز خاک تک اور موقوف مادہ پر ہے اور عالم ملکوت جس کو عالم امر کہتے ہیں۔ یہ عبارت عالم ارواح وروحانیات وملائکہ سے ہے اسکا وجود موقوف بمادہ نہیں بلکہ یہ امر الٰہی سے بیواسطہ پیدا ہوا ہے

شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی اصطلاحات میں لکھتے ہیں کہ اس عالم کو عالم امر اس واسطے کہتے ہیں کہ بمجرد امر کن موجود ہوا اور شیخ بزرگ شیخ محی الدین ابن العربی قدس اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اس واسطے امر کہتے ہیں کہ اس میں امر محض ہے نہی نہیں۔ کیونکہ اس عالم والے ملائکہ ہیں۔ اُن کی استعداد میں مخالفت کا دخل نہیں۔ اور عالم جبروت عالم اسما وصفات کو کہتے ہیں :۔

مصباح الہدایہ میں جس کو خلاصہ عوارف کہنا چاہیے لکھا ہے کہ بعض صوفی کہتے ہیں کہ سِر ایک لطیفہ لطائف روحانی میں سے محل مشاہدہ ہے جیسا کہ روح لطیفہ محل محبت اور قلب لطیفہ محل معرفت ہے +

اور بعضے متصوفہ کہتے ہیں کہ سر جملہ اعیان میں نہیں بلکہ جملہ معانی میں سے ہے اور مراد اس سے ایک حال مستور ہے درمیان بندہ اور خدا کے کہ غیر اس سے اطلاع نہیں رکھتا +

اور بعضے کہتے ہیں کہ بندہ کو خدا کے ساتھ سِر ہے اور سِر السِر ہے جس کو خفی کہتے ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ

---

[1] ہر لطیفہ کا تزکیہ جیسا کہ معلوم ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے ہی ورنہ تمام لطائف کا حال آگے سے معلوم تھا۔ چنانچہ نفحات وغیرہ سے ظاہر ہے ۱۲ +

Marfat.com

السِّرَّ وَاَخْفٰی سر وہ ہے کہ سوائے خدا اور بندہ کے اور کوئی اُس سے خبر نہیں +
اور سر السر وہ ہے کہ بندہ کو بھی اُس سے خبر نہیں۔ مگر عالم السر والخفیات تو معلوم ہیں۔ جنہوں نے سر کو عین خاص سمجھا ہے + بعضے کہتے ہیں کہ سر فوق روح و قلب ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ فوق قلب و تحت روح ہے +

شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قلب و روح کے سوا سر بذات خاص اور لطیفہ نہیں اور فرمایا کہ سبب تصور اُس جماعت کا جس نے سر کو فوق روح تصور کیا یہ ہے کہ جب روح کو بند تعلقات قلبی و نفسی سے کلیہ خلاص حاصل ہوئی تو اُس میں ایک صفت زائد معلوم ہونے لگی۔ اُنہوں نے گمان کیا کہ مگر سوائے روح کوئی چیز علیحدہ ہے۔ یہ نہ سمجھے کہ وہ عین روح متصف بصفت غریب ہے اور سبب اشتباہ کا کہ سر کو تحت روح و فوق قلب سمجھا یہ ہے کہ جب دل قید مذلت نفس سے آزاد تعلقات ہوا جس نفسانی وساوس شیطانی سے خلاص ہوا تو نہایات احوال میں وصف غریب نظر آئے۔ اُن کو تعجب ہوا خیال کیا کہ سوائے دل شائد یہ اور چیز ہے اور نہ سمجھے کہ وہ خود عین دل ہے +

اور بعض نے سر کی تفسیر یہ کی ہے کہ سر معنی لطیف صمیم روح یا سویدائے دل میں پوشیدہ ہے۔ اور عقل و زبان اُس کے بیان سے متعذر ہے +

پس جس طرح زبان دل کی ترجمان ہے۔ عقل ترجمان و مفسر روح ہے جو معنے کہ روح کو غیب سے معلوم ہوتے ہیں۔ بنظر اعیان اُن کو مشاہدہ کرکے چاہتی ہے کہ بطریق مکالمہ و محادثہ دل سے کہے۔ عقل کہ اُس کی ترجمان ہے واسطہ ہو جاتی ہے اور تقریر و تفسیر اُس کی دل سے کرتی ہے لیکن بیشتر معانی مدرکہ روح ایسے ہوتے ہیں کہ عقل اُنکے بیان میں دل کے سامنے عاجز آجاتی ہے چنانچہ اکثر معانی دل ایسے ہوتے ہیں کہ زبان اُنکے بیان سے عاجز ہوتی ہے پس وہ معانی کہ روح میں باقی رہتے ہیں اور عقل اُنکی تفسیر

پر مسلط نہیں ہوتی۔ وہ اسرار روح ہیں کہ دل کو ان سے اطلاع نہیں ہوتی
اور وہ معانی کہ دل میں باقی رہے اور زبان ان کی تقریر سے قاصر آئے۔
اسرار دل ہیں کہ مخاطب ان پر اطلاع نہیں پاتا۔ یہی سبب ہے کہ بعض
متابعان مجرد عقل مثل فلاسفہ وغیرہم بیشتر برکات ارواح انبیاء سے محروم
رہے اور ان سے انکار کر بیٹھے۔ وجہ یہ ہے کہ تمام برکات روح احاطہ عقل میں
اگرچہ وہ اشرف واکرم مخلوقات سے ہے اور اس نے صدر آفرینش میں منصب
تصدر و تفوق حاصل کیا نہیں آتے جیسا کہ حدیث میں آیا۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ
اللّٰہُ الْعَقْلُ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ
اُقْعُدْ فَقَعَدَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اِنْطِقْ فَنَطَقَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اُصْمُتْ فَصَمَتَ فَقَالَ
وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَعَظَمَتِیْ وَکِبْرِیَائِیْ وَسُلْطَانِیْ وَجَبَرُوْتِیْ مَا خَلَقْتُ
خَلْقًا اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْکَ وَلَا اَکْرَمَ عَلَیَّ مِنْکَ بِکَ اُعْرَفُ وَبِکَ اُحْمَدُ
وَبِکَ اُطَاعُ وَبِکَ اٰخُذُ وَبِکَ اُعْطِیْ وَبِکَ اُعَاتِبُ وَلَکَ الثَّوَابُ
وَعَلَیْکَ الْعِقَابُ وَمَا اَکْرَمْتُکَ بِشَیْءٍ اَفْضَلَ مِنَ الصَّبْرِ۔ لیکن مرتبہ
روح اس کے مرتبہ پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اس کی اولیت عالم خلق میں
ہے اور روح عالم امر سے ہے نہ عالم خلق سے۔ سوا اس کے اس کا قیام روح
کے ساتھ ہے۔ نہ روح کا قیام اس کے ساتھ۔ اس کی مثال روح کے ساتھ
ایسی ہے جیسے کہ نور آفتاب کی مثال قرص آفتاب کے ساتھ کہ نور
آفتاب اگرچہ شریف ہے لیکن اس کا قیام قرص آفتاب کے
ساتھ ہے۔ اور جس طرح نور آفتاب میں صور
محسوسات زمین پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح بواسطہ نور عقل صور معلومات
ومعقولات دل میں روشن ہوتے ہیں۔
اور اگر کوئی حدیث اول ما خلق اللہ العقل اور حدیث اوّل ما خلق

Marfat.com

اللہ نوری اور حدیث اوّل ماخلق اللہ القلم میں توفیق تلفیق چاہے تو میں کہتا ہوں کہ عقل، نور و قلم مراد ایک چیز سے ہے۔ کیونکہ سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود عالم شہادت میں مظہر صورت روح اضافی عالم غیب میں تھا اور عقل اول نور ہے کہ روح اضافی سے فائض ہوا اور قلم بھی بعبارت عقل اول سے ہے کہ اظہار صور کلمات کا واسطہ اور ان کے اخراج کا رابطہ محل جمع سے مقام تفصیل پر ہوا ÷

واہب بن مبتہ کا قول ہے کہ میں نے ستر کتب منزلہ میں دیکھا کہ عقل جمیع خلائق کو ابتدائے وجود دنیا سے تا انقطاع وجود دنیا مقابلہ عقل رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم میں ایسی نسبت ہے جیسے نسبت رملہ کو جمیع رمال دنیا سے۔ واللہ اعلم ÷

خیر مطلب اصلی فوت ہوتا ہے۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ عالم دو ہیں:۔ ایک عالم کبیر یعنے مجموعہ کائنات ÷ اور ایک فہرست مجموعہ کائنات یعنے عالم صغیر جس کو انسان کہتے ہیں ÷

لطائف عالم امر کے اس میں یہ ہیں:۔ قلب۔ روح۔ سر۔ خفی۔ اخفی ÷

اصول ان جواہر مجردہ کے فوق عرش مجید لامکانیت سے متعلق ہیں حق سبحانہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کو کئی جگہ جسم انسان میں امانتاً رکھ چھوڑا ہے۔ لیکن یہ بسبب علائق دنیا اپنی اصل سے غافل ہو گئے اگر خدا چاہتا ہے تو شیخ کی توجہ سے آگاہ ہو کر اصل کی طرف رجوع کر جاتے ہیں:۔ حتی یصلوا الی الاصل ثم الی الاصل ثم و ثم و ثم

۱؎ یہانتک کہ پہنچ جائیں اصل تک پھر اصل تک پھر اصل تک پھر اصل تک یہانتک کہ پہنچ جائیں بہ ذات خالی صفات اور شانوں تک۔ تو حاصل ہو جائے پوری فنا اور پوری بقا ۱۲ منہ

Marfat.com

حَتّٰی یَنْتَہِیَ اِلَی الذَّاتِ الْبَحْتِ الْمُعَرَّاتَ عَنِ الصِّفَاتِ وَ الشُّیُوْنَاتِ فَیَحْصِلُ لَہٗ الْفَنَاءُ الْاَتَمُّ وَالْبَقَاءُ الْاَکْمَلُ اور عالم خلق کے لطائف نفس و اربع عناصر ہیں۔ اصل ان کی وہی لطائف امر ہیں۔ اس طرح کہ اصل نفس اصل قلب ہے اور ہوا کی اصل روح۔ اور سر کی پانی خفی کی آگ۔ اخفی کی خاک +

لطیفہ قلب بائیں چھاتی کے نیچے صنوبر کے الٹا کئے ہوئے پھل کی صورت ہے۔ اصل الاصل اس کی صفت اضافیہ حق یعنے فعل و تکوین ہے۔ اس کا کمال فعل حق جل و علےٰ میں فانی و باقی رہنا ہے +

اس مقام میں سالک تمام افعال منسوب بحق کرتا ہے۔ فنائے قلب و تجلے فعلی کا اشارہ اسی کی طرف کرتے ہیں۔ اس میں اللہ جلشانہ کے سوا سب سے تعلق منقطع ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جیسے چاہئے کوشش کرے۔ لحظہ بھر یاد ما سوا نہیں کرسکتا۔ علم اشیا و محبت اشیا کا نشان باقی نہیں رہتا + دائرہ امکان کہ مراد مرکز فرش سے تا اوج عرش بلکہ تا تمامی عالم امر ہے مقام عشرہ سمیت بتمامہ قطع ہو جاتا ہے +

اور مقام عشرہ میں جس پر سلوک کی بنا ہے۔ اول توبہ ہے۔ اس کا کمال یہ ہے کہ دل پر معصیت کا خطرہ نہ گزرے اور آخر رضا یعنے جو کچھ خدا کرے (ہر چند خلاف مراد ہو) اس پر راضی رہے۔ یہ ثمرہ محبت کامل کا ہے۔ یعنے ایسا عشق میں مستغرق ہو کہ اپنے رنج و غم کی خبر نہ رہے +

مولانا عبد الکبیر یمنی نے فرمایا ہے کہ کمال اسلام رضا و تسلیم میں ہے اگر صاحب تسلیم کے گلے میں ابلیس کی طرح لعنت کا طوق ڈالا جائے تو ایسا خوش ہو کہ جیسا مومن اپنے ایمان سے[1]۔ سعدی علیہ الرحمۃ ؎

[1] اس کلام میں معاذ اللہ کفر پر راضی ہونا نہیں نکلتا۔ بلکہ اپنا یہ مطلب ہے کہ اگر نامہ الٰہ محبوب حقیقی کا غضب نازل ہو تو ہم غضب کو بھی رحمت سمجھیں گے ۱۲

گر اہلِ معرفتی ہر چہ بنگری خوب است	کہ ہر چہ دوست کند ہمچو دوست محبوب است

ایک شخص نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے کہا کہ میں آپ کو چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ تنگدستی کا منتظر رہ۔ کہا خدا کو چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ بلا[1] کا منتظر رہ ؛

میر عبد الاول کہ اصحاب خواجہ عبید اللہ رحمت اللہ علیہ میں سے ہیں کہتے ہیں کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ اولیا کی نسبت بظاہر قہر برتتا ہے لیکن اُس کے باطن میں لطف ہوتا ہے۔ حکمت اس میں یہ ہوتی ہے کہ چاہتا ہے کہ قہر ظاہری سے اُن کی حقیقت کو قیود و لوازم بشری سے پاک کرے اور اپنے دشمنوں کے ساتھ بظاہر لطف سے پیش آتا ہے۔ حالانکہ اُس میں قہر مخفی ہوتا ہے۔ اس میں یہ حکمت ہوتی ہے کہ لطف ظاہر سے اُن کے علاقہ باطن کو عالم اجسام کی طرف استحکام ہو تاکہ قیود عالم میں گرفتار ہو کر مشہود عالم اطلاق و لذات روحانی سے محروم رہیں ؛

اس کے کہنے سے یہ مقصود ہے کہ طالب کو تنگدستی و بلا سے چارہ نہیں اور ان دونوں یعنے توبہ و رضا کے درمیان میں اول **زھد** ہے کہ اعراض دنیا و ما فیہا سے مراد ہے۔ ظاہر ہے۔ جو شخص کسی چیز کا طالب ہوتا ہے۔ وہ اول جس قدر چیزیں اُس کی سدِ راہ ہیں۔ اُن کو بیچ میں سے اُٹھاتا ہے بعد ازاں اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے ؛

پس جب یہ ٹھہری تو لازم ہوا کہ طالب حق لذات دنیوی و تعلقات جسمانی سے اعراض کرے ؛

دوسرے توکل یعنے وکیل پر کہ خداوند تعالےٰ ہے بھروسا کرنا اور روزی کے واسطے

---

[1] بلا سے امتحان دوستوں کا طرح طرح کی بیماریوں اور مشقتوں سے کیا جاتا ہے جس قدر بلا قوی تر ہوگی۔ قربت زیادہ تر ہوگی۔ اشد البلاء علی الانبیاء ثم الاولیاء ثم الامثل فالامثل الحدیث ۱۲

Marfat.com

بسبب دفع اسباب اور اس رہنا اور اعتماد کرنا کہ وہ روزی رسان ہے +

تیسرے **قناعت** یہ نفس کے ذلیل کرنے سے مراد ہے ۔ کھانے پینے کے اندر نہ مال کے جمع کرنے کے واسطے +

چوتھے **عزلت** یہ گوشہ نشینی یا خلوت در انجمن سے مراد ہے +

پانچویں **ملازمت ذکر** ہر لحظہ ۔ ہر ساعت حق سبحانہ تعالےٰ کی یاد میں رہے ۔ اس کا کمال یہ ہے کہ اپنے سے غائب ہو جائے +

چھٹے **توجہ** کہ زبان تالو سے لگا کر زبان خیال سے اس طرح اللہ اللہ کہے کہ گویا اس لفظ مبارک کا مفہوم کہ ذات بیچون و بیچگون ہے حاضر و ناظر ہے +

ساتویں **صبر** یعنے نفس کا روکنا شہوات سے تاکہ لذات بد کی مزاولت اس سے ظاہر نہو[1] وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ٥

آٹھویں **مراقبہ** ہے ۔ مراقبہ پاسبانی کو کہتے ہیں ۔ طریقہ اس کا لکھا گیا سوا اس کے آدمی ہر وقت سمجھے کہ جو کچھ کرتا یا سوچتا ہوں ۔ خدا تعالےٰ اس کو دیکھ رہا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے[2] اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰى +

مقامات عشرہ کو اصول عشرہ بھی کہتے ہیں ۔ ان کا طے کرنا عالم خلق کے تزکیہ کرنے والوں کے نزدیک واجب ہے اور جو لوگ سیر جذب کو مقدم سمجھکر عالم امر کا تزکیہ کرتے ہیں ان کو اس کی پرواہ نہیں ۔ کیونکہ ان کو یہ مقام خود بخود طے ہو جاتے ہیں +

---

[1] و لیکن وہ شخص کہ ڈرا کھڑا ہونے سے اپنے پروردگار کی حضوری میں اور باز رکھا نفس کو شہوت سے ۔ البتہ بہشت وہی ہے جگہ اسکی ۱۲ +

[2] کیا نہیں جانتا کہ خدا تعالےٰ اسکو دیکھ رہا ہے ۱۲ +

Marfat.com

بالجملہ قلب کا نور زرد اور اس کی ولائت حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے +

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی المشرب اسی کے ذریعہ سے حق تعالےٰ تک پہنچتا ہے اور یہ ایک درجہ ولائت کے پانچ درجوں میں کا ہے - اس میں سراسر سِر کی مدد درکار ہے +

اور چونکہ روح قلب سے لطیف تر ہے اس کو دہنی چھاتی کے نیچے قائم کیا - اصل الاصل اس لطیفہ کی صفات ثبوتیہ حق ہیں - یہ ایک[1] قدم حضرت ذات سے نزدیک تر ہے - سالک اس کے فنا کے بعد کہ مربوط بہ تجلی صفاتی ہے - اپنی صفات کو مسلوب پاتا ہے +

اس لطیفہ کا نور سرخ ہے اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے + ابراہیمی المشرب اس کے ذریعہ سے حق سبحانہ تعالےٰ تک پہنچتا ہے - اس کے قلب کو دوسرا درجہ ولائت پنجگانہ میں کا حاصل ہو جاتا ہے +

لطیفہ سِر وسط سینہ کے نزدیک قلب کی جانب ہے یہ روح سے بھی زیادہ تر لطیف ہے - اس کی اصل شیونات ذاتیہ ہیں - یہ ایک قدم صفات سے حضرت ذات کے نزدیک ہے - اس کی فنا ظہور تجلیات شیونات ذاتیہ ہیں اس کا نور سفید اور اس کی ولائت موسےٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے - اس مشرب والے کا وصول جناب الٰہی میں لطائف سابقہ کے قطع ہونے کے بعد اس کے ذریعہ سے ہے - اس کی استعداد تیسرے درجہ پر ولائت پنجگانہ میں سے ہے +

اور لطیفہ خفی کہ مابین روح و وسط سینہ ہے - لطیفہ سِر سے زیادہ تر

---

[1] قدم مرتبہ فرضی سے مراد ہے - شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ع از تو تا خدا یکقدم راہ است

Marfat.com

لطیف ہے اس کی اصل صفات سلبیہ تنزیہ کہ فوق شیونات ذاتیہ ہیں ہے - پس اسی صفت تنزیہ کا وصول اس کی فنا ہے ۔ اس کا نور سیاہ اور اس کی ولائت زیر قدم عیسٰے علیہ السلام ہے - جو شخص اس مشرب کا ہوتا ہے - اس کو عیسے المشرب کہتے ہیں - اس کی رسائی اُن لطائف کے قطع ہونے کے بعد اس کے ذریعہ سے ہے - یہ چوتھے درجہ بر ولائت کے پانچوں درجوں میں سے ہوگا ۔

رسالہ قدسیہ میں امام الطریقہ خواجہ بہاءالدین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں ایک روز محمد زاہد نام ایک درویش کے ساتھ جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا تھا کہ دل پر ایک کیفیت طاری ہوئی - کلہاڑیاں چھوڑ کر دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے - اس میں عبودیت و فنا کا ذکر آگیا ۔

محمد زاہد نے کہا کہ فنا کیا میں نے کہا کہ اس مقام میں اگر سالک کسی سے کہتا ہے کہ مرجا - تو وہ مرجاتا ہے - یہ منہ سے نکلا تھا کہ مجھ میں تغیر آگیا میں نے اس کی طرف منہ کرکے کہا کہ مرجا وہ مرجاتا ہے - وہ اسی دم گر کر مرگیا - قیاساً چاشت کا وقت ہوگا - جب ٹھیک دوپہر ہوگئی - گرمی کے دن تھے - میرا دل گھبرایا - قریب ایک جگہ سایہ تھا وہاں جا بیٹھا تھوڑی سی دیر کے بعد عالم حیرت میں اٹھ کر پھر اس کی نعش پر گیا رنگ سیاہ ہوگیا تھا - دل میں آیا کہ اب کے کہہ کہ محمد زاہد زندہ ہوجا

لہ واضح ہو کہ طریقہ نقشبندیہ کی بنا ان تین امر پر ہے (۱) اعتقاد اہل سنت و جماعت ۔

(۲) اطاعت احکام شریعت و اتباع سنن سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

(۳) فنا و دوام عبودیت آگاہی جناب الٰہی میں اس حیثیت سے کہ وجود غیر کا شعور مزاحم نہ ہونے پائے ۔

Marfat.com

یہ خیال کرکے تین بار یہی کہا۔ یکایک حرکت کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں کھڑا ہوگیا۔ میں نے مکان پر جاکر حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ کی خدمت میں احوال بیان کیا فرمایا کہ بیٹا اسیوقت کہنا تھا کہ زندہ ہوجا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے عرصہ میں الہام ہوا۔ چنانچہ اسی کلمہ کے کہنے سے زندہ ہوا ✦

بالجملہ مشایخ متفق ہیں کہ اولیاء اللہ ایسی صفت کے ظہور کے وقت عیسے المشرب ہوتے ہیں اور یہ زندہ کرنا روحانیت عیسے علیہ السلام کے واسطے سے ہوجاتا ہے ✦

اخفی لطائف عالم امر میں سے الطف و احسن و اجمل و حضرت اطلاق سے اقرب ہے۔ اس کی اصل الاصل ایک مرتبہ مرتبہ تنزیہی و احدیت مجردہ کے درمیان میں کا برزخ ہے اور وہی مرتبہ فنائے اخفے کی تجلے سے مربوط اس کا نور سبز اور اس کی جگہ وسط سینہ میں ہے اور اس کی ولائت زیر قدم حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے ہے۔ اس مقام پر پہنچکر سالک کو مراتب پنجگانہ ولائت حاصل ہوتے ہیں ✦

قطب الاقطاب حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پچھلے کو اندھیرے میں نماز پڑھنی فنائے اخفے کے لئے بہت مفید ہے ✦

لطائف کا بیان تمام ہوا۔ اب ہم ان کی تہذیب کی طرف رجوع ہوتے ہیں ✦

شاہ احمد سعید صاحب نے فرمایا ہے کہ مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اول لطائف امر کے تزکیہ کے لئے ارشاد کیا ہے اور اس کے تین طریق ہیں طریق اول اسم ذات کا ذکر۔ یا نفی اثبات اسی طرح تالو سے زبان لگاکر تصور میں پیر کو روبرو بٹھاکر ہر وقت زبان دل سے اللہ اللہ کہنا اور اس کے مفہوم کا کہ وہ ذات موصوف بصفات کاملہ ہے جس پر ایمان

Marfat.com

لائے ہوئے ہیں۔ لحاظ رکھنا +

پھر جب قلب جاری ہو جائے اسی طرح لطیفہ روح سے پھر لطیفہ سر سے پھر لطیفہ خفی سے پھر اخفی سے۔ پھر نفس سے۔ پھر تمام بدن سے بلکہ رونگٹے رونگٹے سے +

پھر ان اصول کے لحاظ سے مراقبے کرنے یعنی اول اپنے قلب کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کے مقابل رکھ کر عرض کرنا کہ الٰہی تجلیات افعالی کا فیض کہ آپ کے قلب مبارک سے قلب آدم کو پہنچا ہے۔ میرے قلب پر پہنچے تا آنکہ تجلے فعلی میں فنائے لطیفہ قلب حاصل ہو۔ علامت اس کی یہ ہے کہ سوائے ایک فعل فاعل حقیقی کے اپنے اور تمام مخلوق کے فعل معدوم معلوم ہونے لگیں +

بعدازاں اسی طرح لطیفہ روح کو روح منور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل رکھ کر فیض تجلیات صفات ثبوتیہ کہ روح مبارک رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روح ابراہیم و نوح علیہما السلام کو پہنچا۔ اسی طرح کریم کارساز سے طلب کرے اس میں صفات جمیع ممکنات صفات الٰہی معلوم ہونے لگتے ہیں +

پھر اسی طرح لطیفہ سر کو سر شریف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل رکھ کر عرض کرے کہ فیض شیونات ذاتیہ کہ سر مبارک نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سر حضرت موسےٰ علیہ السلام کو پہنچا۔ مجھے بھی عنائت ہو تا آنکہ تو اپنی ذات کو ذات حق میں مستہلک پائے +

بعدہٗ اسی طرح اپنے لطیفہ خفی کو رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ خفی کے برابر رکھ کر صفات سلبیہ کا فیض کہ آپ کے خفی سے خفی عیسےٰ علیہ السلام کو پہنچا ہے اس کو طلب کرے۔ اس کی فنا میں جمیع عالم سے تفرید و تجرید حق سبحانہ تعالےٰ کی مشہود ہو جاتی ہے +

اس کے بعد اخفی کو اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے محاذی رکھ کر

Marfat.com

شان جامع کے فیض کی درخواست کرے۔ جب اخفی فنا ہوگا تو تیری خوے اللہ کی خو کا نمونہ ہو جائے گی۔ کیونکہ فنا سے اخفی نہایت مراتب انسانی ہے کہ ولائت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے خصوصیت رکھتی ہے۔ اس میں وصل عریان کہ تجلے ذاتی سے مراد ہے۔ حاصل ہو جاتا ہے +

بعض اہل عرفان کا قول ہے کہ جب خداوند تعالےٰ کسی شخص پر بذات خاص تجلے فرماتا ہے تو وہ شخص تمام موجودات اور ان کے افعال و صفات کو نور ذات وصفات میں متلاشی پاتا ہے اور اپنا نفس اس کو نسبت موجودات کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ خود مدبر موجودات ہے۔ اور موجودات اس کی نسبت ایسی ہے جیسے اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا۔ جس قسم کا اثر کسی میں آتا ہے وہ اسکو اپنے میں معلوم ہوتا ہے اور اپنی ذات کو ذات حق اور اپنی صفات کو صفات حق اور اپنے افعال کو افعال حق سمجھتا ہے کیونکہ عین توحید میں مستھلک اور مشاہدہ جمال میں منجذب ہے اور وہ نور عقل جس سے اشیاء ممکن و واجب میں فرق معلوم ہوتا ہے۔ نور ذات قدیم میں چھپ گیا۔ جاء الحق وزھق الباطل اس مقام کو جمع کہتے ہیں۔ کوئی توحید کا مقام اس سے بڑھ کر نہیں۔ مصرع

تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد

یاد کرد و بازگشت کی مشق اس میں ضروریات سے ہے کیونکہ نسبت حضور یاد کرد و بازگشت بغیر حاصل نہیں ہوتی +

دوسرا طریق رابطہ ہے۔ یعنے شیخ سے محبت پیدا کرکے اس سے استفادہ کرنا جیسا کہ گذرا +

اللہ اللہ صاحب رشحات مولٰنا نور الدین تاشقندی کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ جب انہوں نے حضرت عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ رابطہ پیدا

Marfat.com

کیا اور چند روز میں ورزش کر کے مغلوب ہو گئے - ایک روز مولنا زادہ ذکی نے غصہ ہو کر کہا کہ اگر نماز میں یہی صورت رہی تو نوبت کفر تک پہنچے گی خبردار نماز میں اس نسبت سے بچتا رہیو - مولنا نے سن کر یہ شعر میر حسینی کا پڑھا شعر

زاں روے کہ چشم تست احول	مقصود تو پیر تست اوّل

لوگوں نے جا کر خواجہ علیہ الرحمۃ سے ذکر کیا - آپ نے مولنا زادہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر کسی شخص کا دل نماز میں لونڈی - غلام - نوکر - چاکر - باغ - ملک وغیرہ زخارف دنیوی کی طرف جاوے تو کافر نہیں ہوتا - اور اگر مومن کا دل مومن سے ربط پیدا کرے تو کافر ہو جاوے * المختصر لکھا ہے کہ مولنا نے اسی حال میں جان دی - اس کی صورت یہ ہوئی کہ ان دنوں میں حضرت کے بائیں پہلو میں پھوڑا نیلا رنگ کا دل کے متصل نکلا تھا - انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اجازت ہو تو اس پھوڑے کو سلب کروں کیونکہ دنیا میں میرا وجود عدم برابر ہے اور آپ کے ہونے میں سینکڑوں حکمت و مصلحت الٰہی معلوم ہوتی ہیں - آپ نے فرمایا کہ [illegible] ہو - تم نے ابھی تک دنیا کا کچھ نہیں دیکھا - دل [illegible] ہوئی ہو گی - مولنا نے [illegible] عرض کیا [illegible] حسرت نہیں کہ اپنے [illegible] آپ [illegible] دیکھا خاموش ہو گئے - مولنا نے [illegible] پھوڑا ویسا ہی [illegible] انتقال ہو گیا - انا للہ [illegible]

[illegible] الطریق مراقبات [illegible]
[illegible] کے ساتھ اللہ [illegible]

Marfat.com

الی اللہ کا ملکہ جس کو حضوری کہتے ہیں۔ حاصل ہو جائے۔ چنانچہ مقصود ذکر وغیرہ سے یہی ہے

ہمچو نابینا ہر سوئے دست	با تو در زیر گلیمست ارچہ ہست
یار تو خرجین تست و کیسہ ات	در تو اینی مجو جز ویسہ ات
ولیسہ ورا بین تو ہم ذات تست	ویں برونیہا ہمہ ز آفات تست

بارے جب چار گھڑی تک خطرہ نہ آئے تو سمجھنا چاہیئے کہ دائرہ امکان کہ دائرہ اول ہے تمام ہوا۔ اور بعضوں کے نزدیک انوار نظر آنے۔ قطع دائرہ امکان کی دلیل ہیں۔ نصف دائرہ امکان زمین سے تا عرش و نصف تا بالائے عرش ہے۔

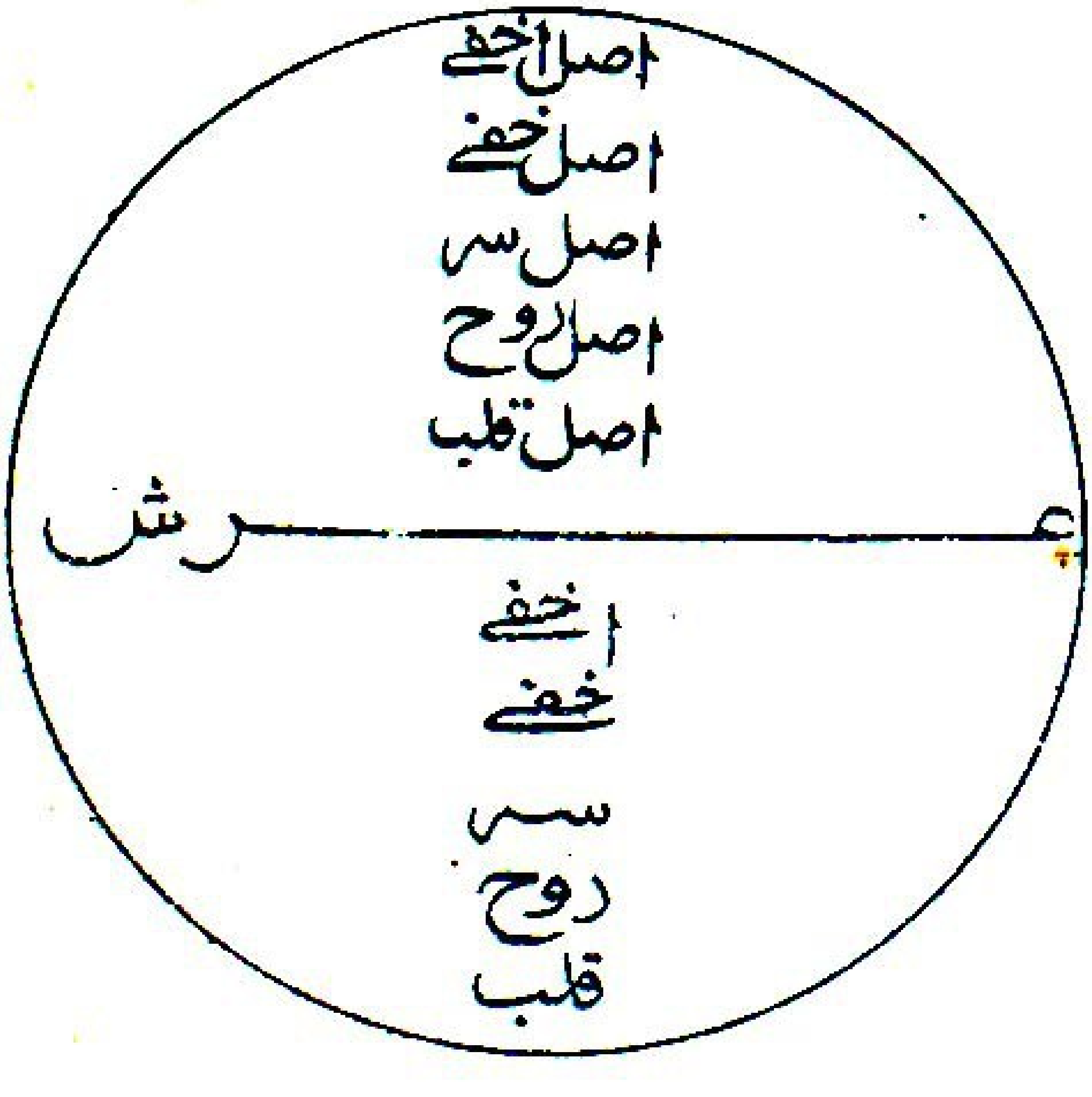

فائدہ:- اکابر طریقت نے ان مقامات بے جہت کو اس واسطے دائرہ سے مثال دی ہے کہ دائرہ بھی بے جہت ہوتا ہے۔

Marfat.com

انا بجملہ مراقبہ معیت مفہوم آیہ شریفہ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کا
ہے اور وہ جیسا کہ لکھا گیا بالحاظ شغل و لونِ قلب کی طرف متوجہ ہو کر حق
سُبحانہ تعالےٰ کو اپنے اور ذرہ ذرہ ممکنات کے ہمراہ سمجھ کر مشغول ہوتا ہے اس
میں ذکر لسانی بلحاظ معنی فائدہ بخشتا ہے مگر اس شرط پر کہ کثرت کے ساتھ
کیا جائے - کیونکہ بہت ذکر کرنے سے دل کھلتا ہے - یہ مراقبہ ولائت صغرے
میں ہے - اس میں مورد فیض لطیفہ قلب ہے اس کو سیر تجلیات افعالیہ
الٰہیہ کے سبب سے دائرہ ظلال اسماء و صفات کہتے ہیں - اس مقام میں
توحید وجدی و ذوق شوق و آہ و نالہ
و استغراق و بیخودی و دوام حضور و
و نسیان ماسوے کہ فنائے قلب سے
مراد ہے حاصل ہوتی ہے +

جب توجہ احاطہ شش جہت کرنے لگے اور جہت فوق برطرف ہو جاوے
تو نفس کا تزکیہ کہ ولائت کبرے یعنے ولائت انبیاء کی سیر ہے کرتے ہیں -
اس میں تین دائرے ایک
قوس ہے - اول دائرہ تو مراقبہ
اقربیت کا مفہوم آئیت
نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ
ہے یعنے اس ذات سے فیض
آتا ہے کہ وہ نزدیک ہے میری
طرف میری رگ گردن سے
نصف سافل دائرہ اول
میں تجلیات اسماء و صفات

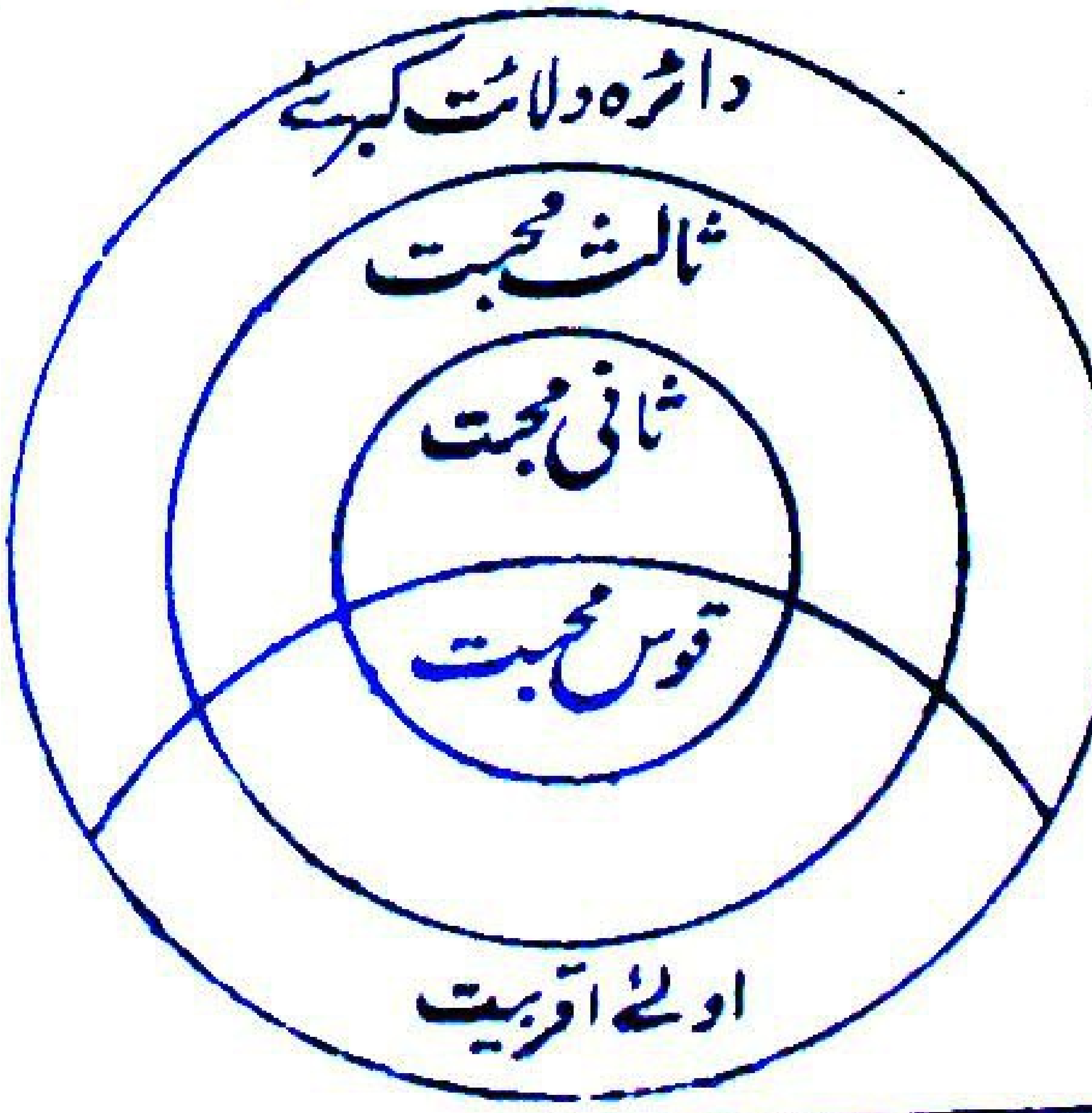

Marfat.com

ذاتیہ ہیں اور نصف عالیے میں اعتبارات و شیون ذاتیہ اور دائرہ ثانیہ
اصل دائرہ اول ہے اور دائرہ ثالثہ اصل دائرہ ثانیہ اور قوس کہ نصف
دائرہ ہے اصل دائرہ ثالثہ ہے +

الغرض منشاء دائرہ اول کا ولائت کبریٰ ہے - اس میں توجہ لطیفہ
نفس کی طرف - اسی طرح ذکر تہلیل خصر الحظ کے ساتھ اس میں بھی بہت
ترقی ہے - اور جس طرح قلب میں جذب و حضور ہوتا ہے - اسی طرح اس
میں بھی ہوتا ہے لیکن اس میں انجذاب تمام بدن میں ہونے لگتا ہے
اس کی کیفیات و حالات تاوقتیکہ اس میں زود پیدا نہو بہ نسبت قلب
بیرنگ وغیرہ ہیں +

دوسرا دائرہ مراقبہ محبت کا مفہوم آیہ شریف یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ
ہے یعنے فیض آتا ہے اُس کی ذات سے کہ جو مجھ کو دوست رکھتا ہے اور
میں اُس کو دوست رکھتا ہوں - مورد فیض ان دونوں دائروں میں
وہی لطیفہ نفس ہے +

اور تیسرے دائرہ میں بھی یہی مراقبہ اسی لحاظ سے کہ فیض آتا ہے اُس
ذات سے کہ جو مجھ کو دوست رکھتا ہے اور میں اُس کو دوست رکھتا ہوں +

منشاء دائرہ ثالث اصل دائرہ ثانی ولائت کبریٰ ہے جیسا کہ لکھا
گیا - اسی طرح قوس میں یعنے فیض آتا ہے اُس ذات سے کہ وہ مجھے دوست
رکھتا ہے اور میں اُس کو دوست رکھتا ہوں +

اور واضح ہو کہ یہ تینوں اصول حضرت ذات میں کہ مبادی صفات
و شیونات سے محض اعتبارات ہیں +

فائدہ :- سید زاہد قائد اوتاد عبداللہ مبارک المروزی رضی اللہ عنہ
کا قول ہے اَلسُّكُونُ حَرَامٌ عَلٰى قُلُوْبِ اَوْلِيَائِهٖ +

Marfat.com

صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ خدا کے دوستوں کا دل ہرگز ساکن نہیں ہوتا۔ عمر بھر حال طلب میں غیبت کی جہت سے اور بعد از مرگ عقبےٰ میں حال طرب میں حضور و تجلے رویت کی جہت سے پس دُنیا اُن کے واسطے مثل عقبےٰ اور عقبےٰ مثل دُنیا ہے۔ کیونکہ سکون دل کا اقتضا دو چیز ہیں۔ یا یافت مقصود یا غفلت از مقصود۔ سو یافت جس کا نام ہے دُنیا و عقبےٰ میں روا نہیں اور غفلت حضرات عشاق کو زیبا نہیں مطلع

مر کر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا		کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب ٹھہرا

	ہر زمانے رویئے جاناں را لقا یے دیگر است ہر تجالے را کہ ٹلے کرد ی حجابے دیگر است	.

الوجزاس مقام کے لئے صبر۔ شکر۔ رضا۔ تسلیم۔ طمانیت۔ یقین قبول۔ تکلیفات شرعیہ میں دلیل کا محتاج نہ ہونا۔ مواعید الٰہی میں یقین کو قوت ہونی۔ استہلاک واضمحلال جیسے برف آفتاب کے سامنے گھل جاتا ہے۔ اور توحید شہودی۔ انتفائے انانیت یعنے وجود و لوازم وجود کو نفس بحق کرنا۔ تہذیب اخلاق لازم ہے۔ حرص۔ بخل۔ حسد۔ حقد۔ حب جاہ کبر۔ عجب کا نشان نہیں رہتا +

اس کے بعد اسم ظاہر اور اسم باطن کی سیر ہے +

اسوقت مجھے مولنا ابو سعید اوبہی کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے اصحاب میں سے ہیں۔ اُن کی بات یاد آئی۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں اپنے والد کے ساتھ خواجہ شمس الدین محمد کوسوی کے مجلس میں گیا تھا۔ میں نے اُس مجلس میں ایک کرامت دیکھی اور آپ سے ایک آیت کی عجیب تفسیر سُنی۔ کرامت یہ کہ باوجود یکہ خواجہ معارف الٰہی میں نکتے باریک کہہ رہے تھے۔ لوگ اُن کی طرف چنداں متوجہ نہ تھے

Marfat.com

یکایک آپ نے اُن کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ افسوس تم میں میرے کہنے کا اثر نہوا۔ حالانکہ اگر میں ان باتوں کو در و دیوار مسجد سے کہوں تو اُن میں اثر ہو جائے۔ یہ فرما کر اُنہوں نے مسجد کی چھت کی طرف دیکھا۔ چھت ہلنے لگی اور سرکڑیوں میں سے چٹخنے کی آواز آنے لگی۔ جو لوگ مسجد کے اندر تھے اُٹھ کر بھاگے۔ جو منبر کے پاس تھے منبر کو لپٹ گئے۔ مولٰنا ابوسعید فرماتے ہیں کہ میں اُس زمانہ میں بچہ تھا ڈر کر پایۂ منبر کو چمٹ گیا۔ خواجہ چپ چاپ منبر پر کھڑے تھے۔ دیر کے بعد چھت کا ہلنا موقوف ہوا آیت یہ تھی اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ نیکی کر جیسے نیکی کی خدا تعالےٰ نے تجھ سے۔ نیکی خدا تعالےٰ کی بندہ کے ساتھ یہ ہے کہ ازل ازال میں خدا تعالےٰ ظاہر تھا اور بندہ پوشیدہ۔ پس بندہ کے ساتھ یہ نیکی کی کہ اُس کو ظاہر کیا۔ اور خود پوشیدہ ہو گیا۔ اب خدا تعالےٰ بندہ سے کہتا ہے کہ نیکی کر جیسے نیکی ہم نے تجھ سے کی۔ یعنے اب تو نفی وجود سے اپنے کو پوشیدہ کر تاکہ حق ظاہر ہو جائے۔

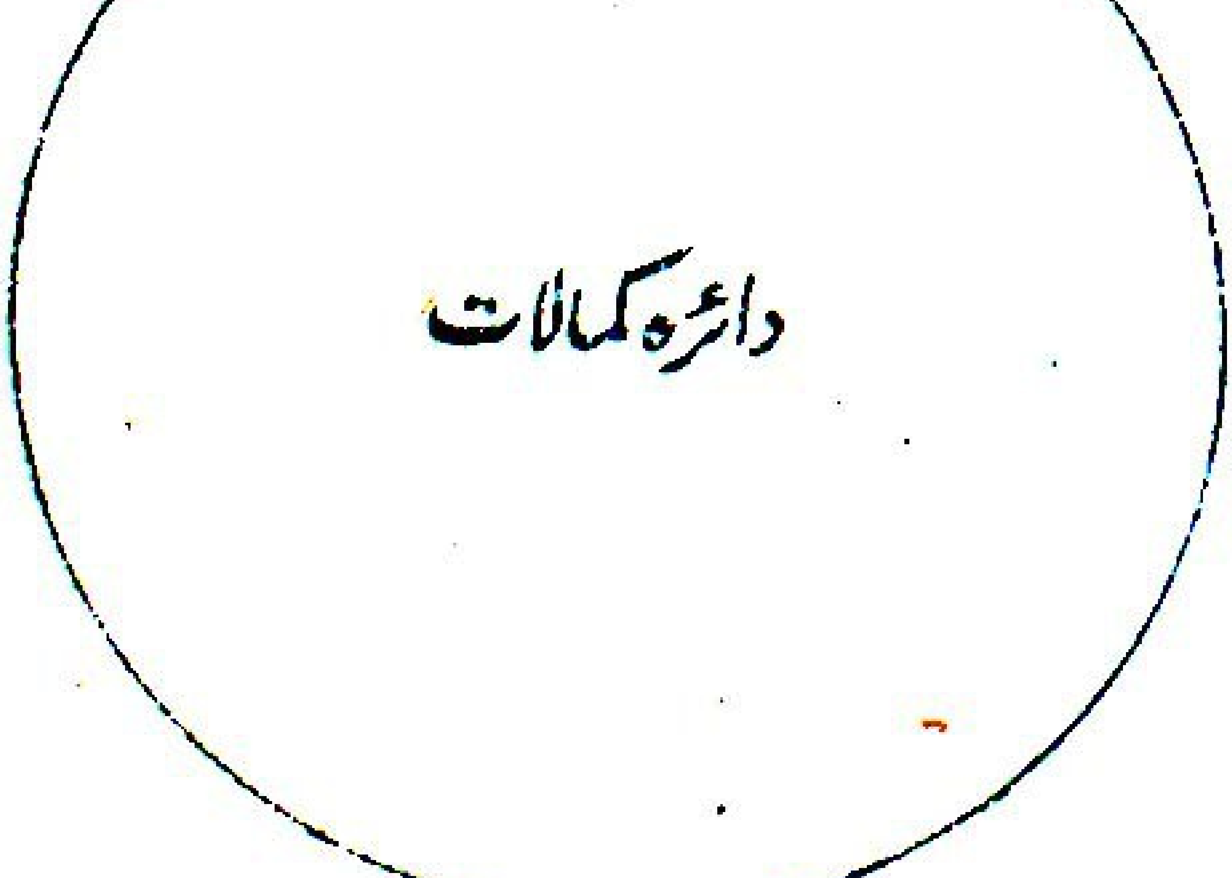

الغرض ولائت کبرٰے کے تمام ہونے کی اور سیر اسم ظاہر و باطن کے بعد سیر و سلوک اسم الباطن کہ ولائت علیا یعنے ولائت ملائکہ ہے پیش آتی ہے۔ اس میں تسبیح کو چھوڑ کر تینوں شغل بھی تمام پڑھتا ہے اور مراقبہ اسم ذات کا کرے جو سے یہ جو اسم الباطن کا منشا ولائت۔

علیا کا ہے۔ کرتے ہیں۔ اس کی ترقی کے لئے ذکر تہلیل و نوافل ضرور چاہئے تا آنکہ توجہ و حضور و عروج[1] و نزول عناصر کو حاصل ہو۔ کبھی تمام بدن آنکھ کی طرح نگران معلوم ہوگا۔

ہاں یہ بات کہنے کے قابل ہے کہ مبتدی کو وقت سلطان الاذکار جو کچھ صفائی بدن میں معلوم ہوتی ہے وہ اوپر ہے اور یہ صفائی عناصر ثلثہ کی اوپر ہے۔ اس میں کمال لطافت و نزاکت ہے۔ بارے وسعت عجیب باطن میں حاصل ہو کر ملاء اعلےٰ سے مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ملائک دکھائی دینے اور اسرار مخفی ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

بعد از حصول سیر اسم ہو الظاہر و ہو الباطن گویا دو باز و سیر مقصود کے لئے کہ ذات بحت سے مراد ہے۔ حاصل ہو جاتے ہیں۔ یعنے ولائت علیا کے تمام ہونے کے بعد اگر فضل الٰہی شامل حال ہے تو سیر کمالات نبوت کہ دوام تجلے ذاتی بے پردہ اسماء و صفات سے مراد ہے پیش آئیگی۔ اس میں مراقبہ ذات بحت کا کہ منشاء کمالات نبوت ہے کرتے ہیں۔ اس میں بہ تبعیت لطائف ثلثہ مورد فیض لطیفہ خاک ہے۔ اس مقام بلند میں قطعہ نقطہ بہتر جمیع مقامات و ولائت سے ہے ٥

---

[1] عروج اسکو کہتے ہیں کہ دل جانب فوق کھنچتا ہوا معلوم ہو۔ اور نزول اس کو کہتے ہیں کہ دل قالب تحت کیطرف تحت رواں کیطرح چل رہے تا آنکہ تدریجاً لطیفہ قالب اپنے اصل یعنے حقیقت جامع انسانی کہتے ہیں وہ جو بالائے عرش مجید ہے پہنچے۔ پھر یہ خیال کرنا چاہئے کہ فنائے قلب دل کی کیونکہ یہ انتک نصف دائرہ مکان و سیر آفاقی تمام ہوتی ہے اور نصف دوسرا کہ عبارت عالم امر کے سیر سے ہے اور لامکانیت سے موصوف ہے باقی رہتی ہے۔ بعد اتمام دائرہ مکان و سیر ولایت صغرے البتہ قلب کو صورت فنا حاصل ہوتی ہے اور یاد رہے کہ ولائت صغرے میں جذبات قویہ اور اسرار عجیبہ حاصل ہوتے ہیں۔ اس ولائت کا نور ماہتاب کا سا ہے اور ولائت کبرے کا نور آفتاب کا سا ۱۲

Marfat.com

آتے ہیں تیری طرف لیک یہ ضعف ہے گر
دو قدم آئے تو سمجھے کئی منزل آئے

وجہ یہ کہ حضوری بے جہت حاصل ہوتی ہے اور نگرانی و بیش طلبی و بیتابی زائل ؛

بعدہ مراقبہ ذات بحت کہ منشاءے کمالات رسالت ہے کرتے ہیں۔ اس میں مورد فیض تا آخر ماہیت وحدانی سالک ہے کہ بعد از تکمیل لطائف عشرہ حاصل ہوئے۔ عروج و نزول و انجذاب تمام بدن کو ہوتا ہے اور عجیب لطافتیں پیش آتی ہیں۔ اور کیوں نہ آئیں کہ امواج بحر نامتناہی ذات بحت الٰہی سے متعلق ہیں۔ جل جلالہ تلاوت قرآن مجید نماز طول قنوت کے ساتھ کمالات ثلثہ وحقائق سبعہ وغیرہ ہیں کہ اس کے بعد پیش آئینگی نہائت مفید ہے ؛
اس کے بعد مراقبہ ذات بحت کہ منشاءے کمالات اولوالعزم ہے کرتے ہیں

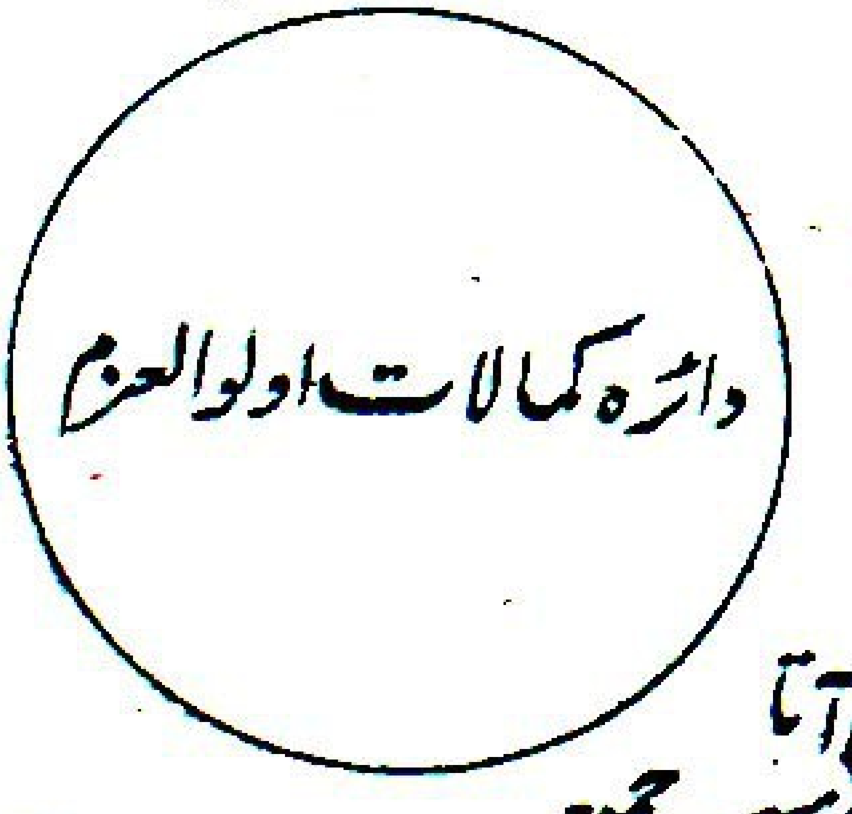

بعد ازاں مراقبہ حقیقت کعبہ کہ عبارت ظہور سرادقات عظمت وکبریائی ذاتیہ الٰہی ہے ہے کیا جاتا ہے۔ اس کا طریق یہ ہے، کہ اس ذات بحت سے فیض آتا ہے کہ مسجود جمیع

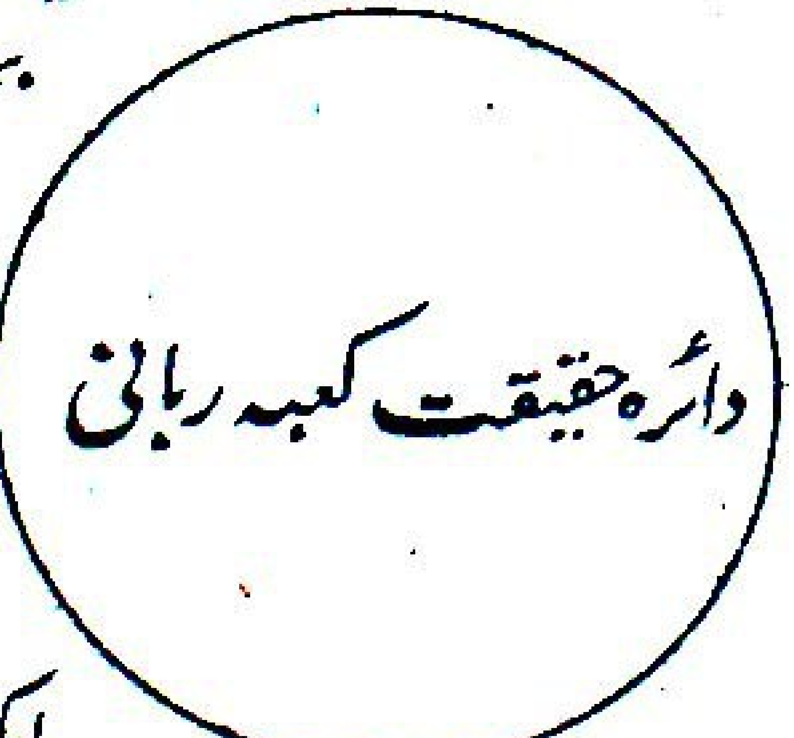

ممکنات ومنشاءے حقیقت کعبہ ہے عظمت وکبریائی حق تعالیٰ کی ظاہر ہوکر باطن پر ایک ہیبت غالب ہونے لگتی ہے اور چونکہ فنا

Marfat.com

وبقا حاصل ہے۔ سالک اپنے کو خود اس صفت کے ساتھ متصف پاتا ہے اور جمیع ممکنات کو اپنی طرف متوجہ سمجھتا ہے +

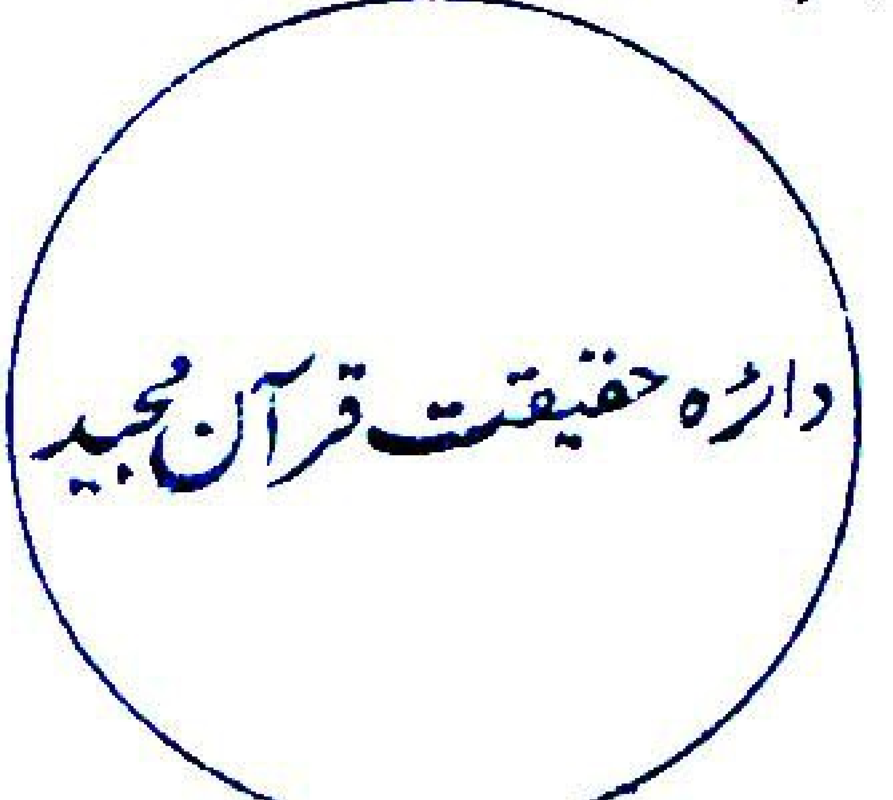

بعد ازاں مراقبہ حقیقت قرآن مجید کرتے ہیں۔ اس طرح کہ مبداء وسعت بیچون حضرت ذات سے کہ منشاء قرآن ہے فیض آرہا ہے۔ اسوقت بواطن کلام اللہ کھلجاتے ہیں اور وقت قرأت قاری کی زبان شجرہ موسوی کا حکم پیدا کرتی ہے۔ قرآن پڑھنے کے واسطے ہمہ تن زبان بن جاتا ہے۔ انوار قرآن نازل ہونے لگتے ہیں اور علامت اُن کی یہ ہے کہ باطن پر درد ثقل معلوم ہوتا ہے إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا کا اشارہ اسی درد کی طرف ہے +

اس کے بعد حقیقت صلوٰۃ ہے۔ اس میں مراقبہ کا یہ معمول ہے کہ کمال وسعت بیچون حضرت ذات سے کہ منشاء حقیقت صلوٰۃ ہے فیض آرہا ہے اس مقام بلند کی وسعت کا کیا ذکر کہ حقیقت قرآن اس کا ایک جزا اور حقیقت کعبہ اس کا دوسرا جزء معلوم ہوتا ہے۔ جب سالک اس حقیقت مقدسہ سے کامیاب ہوجاتا ہے تو نماز میں دار فانی سے نکلکر دار الآخرۃ میں داخل ہوجاتا ہے۔ حدیث اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ لہ

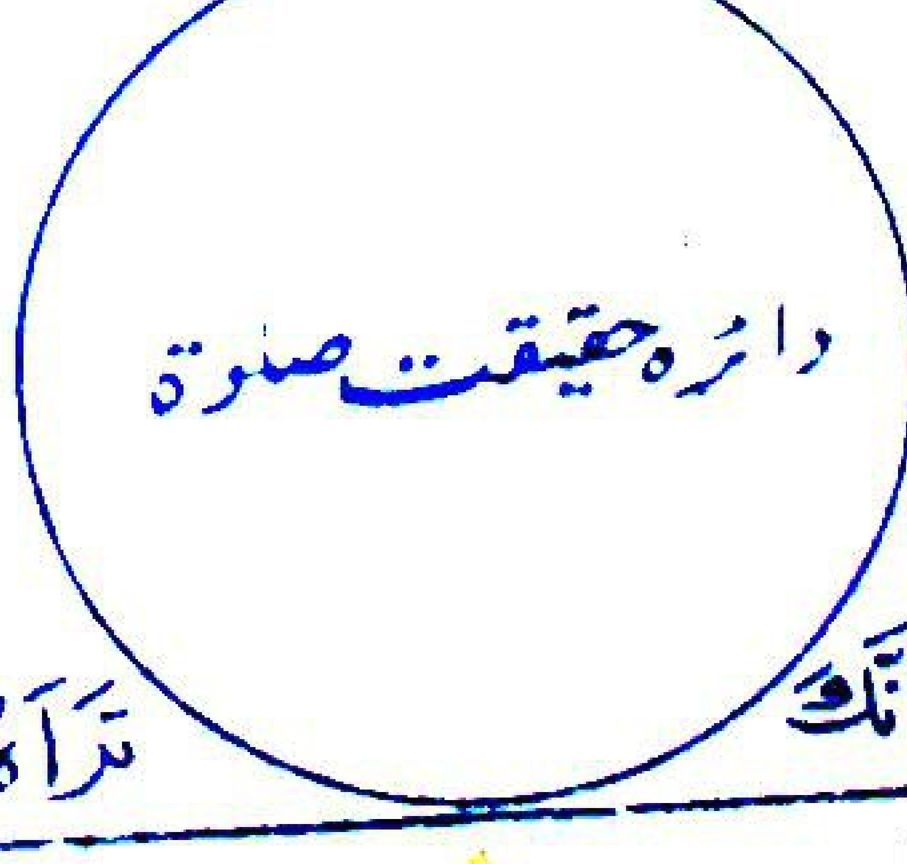

لہ یہ کہ بندگی کرے تو اللہ کی گویا تو دیکھتا ہے اس کو ۱۲

کی حقیقت کھُل جاتی ہے۔

رسولخدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے جو فرمایا ہے اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ[1]
اسی نماز کی طرف اشارہ ہے۔

ایک اور حدیث ہے اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ[2]

ہے اگر اللہ جلشانہ نماز کے لئے حکم نہ فرماتا تو چہرہ مقصود سے حجاب
کیونکر اٹھایا جاتا۔ غمزدوں کی غمگسار نماز ہے۔ راحت بخش دلِ بیمار نماز
ہے۔

اَرِحْنِیْ یَا بِلَالُ کا کنایہ اس نماز کی طرف ہے قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ[3]
کا اشارہ اس نماز کی طرف ہے۔ حقیقت نماز سے بیخبر ہونے ہی کا سبب
کہ ایک جماعت معشوقہ تسکین کو پردہ نغمات میں ڈھونڈھتے پھرتی ہے
اور شاہد مقصود کو مقام سماع و وجد میں تلاش کرتی ہے۔ اگر ان پر حقیقت
کمالات صلوتیہ منکشف ہو جاتی تو بیشک رقص سرود سے نفرت آتی۔
خواجہ مسافر خوارزمی علیہ الرحمتہ کہ خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ تعالے
کے مخلصوں میں ہیں فرماتے ہیں کہ میں خواجہ کی خدمت میں بہت رہا
ہوں ایک روز میرا دل سماع کی طرف راغب تھا۔ یاروں کے ساتھ
مشورہ کر کے قوال و دف و نے بجانے والے کو لیکر خواجہ بہاؤ الدین کی مجلس
میں حاضر ہوا اور خوب گانا سنا۔ آپ نے مطلق منع نہ کیا۔ آخر فرمایا۔ ما
نہ ایں کار مے کنیم نہ انکار مے کنیم۔

حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرزند معنوی خواجہ

---

[1] نماز معراج ہے مومنوں کی ۱۲ [2] بہت نزدیک ہوتا ہے بندہ رب سے نماز میں ۱۲

[3] حضرت نے فرمایا میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے نماز ۱۲

Marfat.com

اولیاء کبیر کو کچھ وصیتیں کی ہیں۔ از انجملہ یہ بھی فرمایا کہ بہت سماع نہ کرنا کہ نفاق لاتا ہے بلکہ دل مرجاتا ہے۔ اور اس سے انکار بھی نہ کرنا کہ اصحاب سماع بہت گزرے ہیں +

راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت خواجہ نے جو فرمایا کہ نہ ایں کارمے کنیم بپاس شریعت فرمایا اور یہ جو کہ نہ انکارمے کنیم۔ بپاس ادب بعض اصحاب سماع +

المختصر فوق مرتبہ حقیقت صلوۃ معبودیت صرف ہے کہ اصل کل وملاذ کل ہے اس راہ دور ودراز با امتیاز میں کوتاہی نظر آتی ہے۔ لیکن اہل ہمت کی نظر کے واسطے کسی قدر گنجائش ہے۔ اسجگہ جو ذات کہ معبود صرف ہے اس کا مراقبہ کرلیتے ہیں امر قِف یا محمد یعنے قدم آگے نہ رکھ اے محمد کا اشارہ اس کوچۂ تنگ کی طرف ہو سکتا ہے کیونکہ فوق مرتبہ حقیقت مرتبہ وجوب سے جو وراء ہے اور مرتبہ تجرد وتنزہ حضرت ذات تعالےٰ وتقدس

اس میں قدم رکھنے کی گنجائش نہیں۔ اس مقام میں نفی آلہہ غیر مستحقہ اور اثبات معبود حقیقی کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں حاصل ہوتی ہے۔ عابدیت ومعبودیت کا حال بدرجہ کمال یہیں ظاہر ہوتا ہے اور معبود وعابد میں فرق اسیجگہ معلوم ہوتا ہے +

سیر حقائق الٰہیہ تمام ہوئی۔ اب سیر حقائق انبیاء علیہم السلام بیان کیجاتی ہے مگر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ سیر حقائق الٰہیہ میں فضل الٰہی درکار ہے اور سیر حقائق انبیاء علیہم السلام میں محبت سید ابرار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جس طرح حق سبحانہ تعالےٰ اپنی ذات کو دوست رکھتا ہے اسی طرح اپنے افعال وصفات کو +

Marfat.com

پس افراد محبت دو اعتبار رکھتے ہیں - ایک محبیت - دوسری محبوبیت کمالات محبیت ذاتیہ کا ظہور حضرت موسے علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے اور کمالات صفاتی ومحبوبیت اسماء کا ظہور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اور انبیا میں متحقق ہے *

بالجملہ اوّل سیر سالک کی کمالات صفاتی وحقیقت ابراہیمی ہیں کہ مقام خلت کا اشارہ اس کی طرف ہے ہوتی ہے

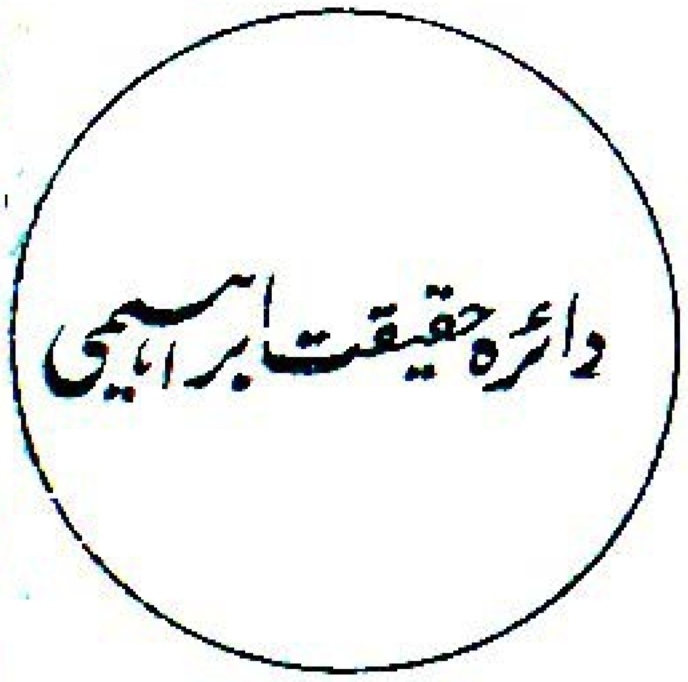

اس میں مراقبہ اس ذات کا کہ منشاء ذات ابراہیمی ہے کرتے ہیں - یہ مقام عجب بابرکت ہے - اس میں تمام انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تابع ہیں اور حبیب خدا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم بحکم اِتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا خود مامور ہیں - اسی سبب سے آپ اپنی صلوٰۃ وبرکات مطلوبہ کو صلوٰۃ ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ فرماتے ہیں - حیث علم امتہ بقولہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اس میں خیر وبرکت کی ترقی کثرت درود شریف پر منحصر ہے *

اس مقام میں انس خاص طرح کا حق سبحانہ تعالےٰ سے حاصل ہوتا ہے اور محبوبیت صفاتی کہ عالم مجاز میں خط وخال وزلف وغیرہ سے عبارت ہے - جلوہ گر ہوتی ہے *

اس کے بعد سیر حقیقت موسوی کہ کنایۂ محبیت صرفہ کی طرف ہی ہے اس میں مراقبہ اس ذات کا کہ منشاء حقیقت موسوی ہے اور خود محب اپنی ذات

Marfat.com

کی ہے کرتے ہیں - اس مقام میں کیفیت عجیب بقوت تمام ظاہر ہوتی ہے - محب ذات اپنی ذات کے ساتھ محبت کرتا ہؤا معلوم ہوتا ہے اور باوجود ظہور محبت ذاتی کبھی شان استغنا بھی ظاہر ہو جاتی ہے - یہی سبب تھا کہ بعض موقع پر کبھی

حضرت موسے علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام نے گستاخانہ کلام کئے ہیں - کما قال اللہ سبحانہ حکایۃً عن قولہ اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ

اس مقام میں درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی کَلِیْمِکَ مُوْسٰی ترقی بخشتی ہے ۔

بعدہ حقیقت الحقائق کا مرتبہ ہے اور یہ مراد حقیقت محمدی سے ہے - اس میں مراقبہ اُس ذات کا کہ منشاء حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہے - یعنی خود محب وجود محبوب ہے کرتے ہیں - گویا اسم مبارک محمد کے دو میم اس محبیت و محبوبیت پر دال ہیں - اس مرتبہ میں فنا وبقا بطرز خاص ظہور کرتی ہے - رسولخدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے اتحاد خاص ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا دونوں ایک چشمہ سے پانی پی رہے ہیں - یا ایک کی بغلمیں دونوں آگئے ہیں ۔

یہی مقام ہے کہ جس میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدائے عزوجل کو اس واسطے چاہتا ہوں کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا رب ہے - اس میں درود شریف کی کثرت چاہئے ۔

واضح ہو کہ حقیقت محمدی علے صاحبہا الصلوۃ والسلام ظہور اول ہے حقیقت الحقائق ہے - کیونکہ حقائق انبیاء کرام و حقائق ملائکہ عظام علیہم

Marfat.com

علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرہ سب گویا اس کے اظلال ہیں +

بعد از حقیقت محمدی سالک حقیقت احمدی میں واصل ہوتا ہے -

اس کے بعد مراقبہ اس ذات کا کرتے ہیں کہ خود اپنی محبوب اور منشاء حقیقت احمدی ہے - اس مقام کی کیفیات دیدنی ہیں نہ گفتنی - اس میں درود پڑھنا مفید ہے -

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلٰوتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ؕ

فائدہ:- محمدؐ و احمدؐ دونوں نام آپ کے کلام اللہ میں آئے ہیں - سو دونو کی ولائت علیحدہ علیحدہ ہے - اور فرق ان میں یہ ہے کہ ولائت محمدی میں محبوبیت صرف نہیں محبیت کا شائبہ بھی ہے اور ولائت احمدی میں محبوبیت صرف ہے مطلق شائبہ محبیت کا نہیں +

مولانا شاہ احمد سعید صاحب نے اس کا حال کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھا ہے +

المدعا اس کے بعد حب صرفہ ہے - اس میں مراقبہ اس ذات کا کہ منشا حب صرفہ ہے - کرتے ہیں - جس قدر یہ مرتبہ ذات مطلق لاتعین سے متصل ہے اسی قدر بیرنگی و علو اس کے لیے لازم ہے - کیونکہ جو چیز اول ذات مطلق سے تحت ظہور پر جلوہ گر ہوئی وہ حب ہے کہ جو منشاء ظہور و مبداء خلق مخلوقات ہے کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ

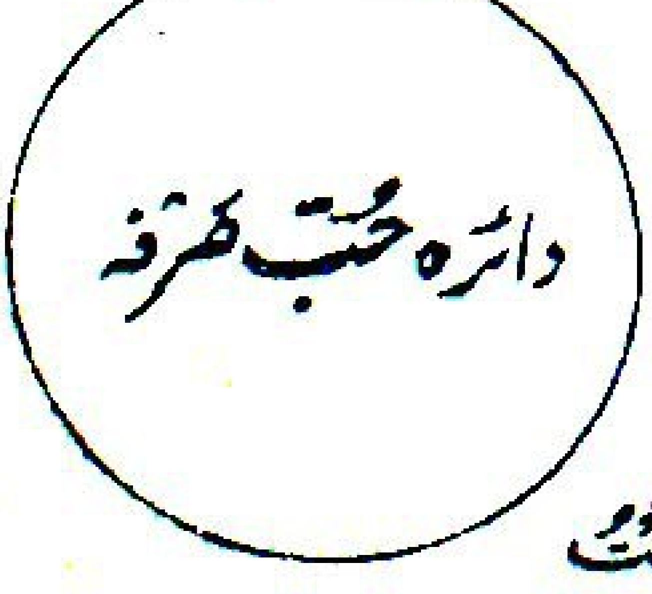

Marfat.com

اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ اس مدعا کے ثبوت کے لیے نص قاطع ہے وہذا ہو الحقیقۃ المحمدی عند التحقیق ومابینا اولا ہو ظاہر ما علیہ ہذا الیوم حدیث قدسی لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَلَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِیَّۃَ ایک رمز اس ماجرا میں سے ہے فَافْهَمْ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْقَاصِرِیْنَ لیکن یہ مقام سید اولین و آخرین سے مخصوص ہے۔ یہاں حقائق انبیاء میں سے کسی کی حقیقت کا پتہ نہیں لگتا۔ اس کے بعد مرتبہ لا تعین وحضرت اطلاق ہے۔ کہ جہاں قدم وہم کا گذر نہیں۔ بقول سعدی علیہ الرحمۃ آتشین دریا کا راہ کس سے پوچھتا ہے کہ وہ خود کنارے پر کھڑا ہوا جل رہا ہے ؎

ایں رہ نہ بپائے ہر گدائے ست	در دوست زبان ما ثنائے ست
نے من کیم و ثنا کدام ست	لا احصی انبیا تمام ست

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
مجلس تمام گشت بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم
آں نہ روئیست کہ من وصف جمالش تو انم
ایں سخن از دگراں پرس کہ من حیرانم

خاتمہ

ہیچ میرزا ہیچمدان حبیب الدین احمد سوز آل ابن خواجہ معین الدین انصاری الہروی الخزرجی نہ زاہد نہ صوفی نہ متقی۔ نہ عالم۔ نہ عامل با ایں ہمہ پانچوں سواروں میں شامل مثل مشہور ہے۔ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل ؎
بھلا کوئی پوچھے کہ تجھے کیا بنی تھی کہ تو نے بیٹھے بٹھائے جان پر بلا لی۔

Marfat.com

اب شرمانے اور ندامت اٹھانے سے کیا ہوتا ہے - ہے ہے اہل علم و دانش کو کیا منہ دکھاؤنگا - اہل بصیرت کے سامنے کیا منہ لیکر جاؤنگا - خجالت سے پسینہ پسینہ ہوا جاتا ہوں - اپنے آپ سے شرماتا ہوں - مجھ رند کی زبان دیکھو - مسائل تصوف کا بیان دیکھو - کل تک مجہول شودوں میں بیٹھتا اٹھتا رہا - آج ولی بن بیٹھا - یہ خبر نہیں کہ معارف حقائق تحریر و تقریر میں نہیں آسکتے - ارباب معنی کوچہ تنگ الفاظ کی طرف نہیں جاتے کیونکہ اُن کے بیان کا اور طور ہے - وہ زبان ہی اور ہے ○

اہل معنی را بیان دیگر ست		واں بیا لئے راز بانے دیگر ست

علاوہ بریں کوئی قوی ہمت منازل طے کرنے والا کچھ کہے تو مضائقہ نہیں - مگر تو ضعف سے اول قدم پر راہ میں گرنے والا ○

اس وقت خیال آیا کہ اس دفتر پریشان سے دل اٹھاؤں - ورق ورق کرکے دریا میں بہاؤں - مگر ساتھ ہی دو قباحتیں معلوم ہوئیں :- ایک یہ کہ میں نے تو خدا کے واسطے لکھا تھا - اب اگر دنیا کے لحاظ سے ضائع کیا تو خدا کو کیا منہ دکھلاؤنگا - دوسرے یہ کہ بعض حضرات جنہوں نے اسکو پسند کیا اور چھپوانے کا وعدہ کر لیا - اُن سے کیا کہا جائیگا - ناچار چپ ہو رہا ○

طالبان طریق و سالکان راہِ تحقیق سے یہ امید ہے کہ جب اس کے مطالعہ سے دل خوش ہو تو خدا کے واسطے بھول نہ جائیں - مجھے دعائے خیر سے یاد فرمائیں اور اگر کسی جگہ کوئی بات اپنے عقیدہ کے برخلاف پائیں تو مؤلف کا خیال دل سے اٹھا کر طعن و تعرض سے باز آئیں - کیونکہ ادائے معارف لطائف میں بجز نقل اس کا کچھ منصب نہیں ہے - اور خدا کے دوستوں پر طعن و تعرض کرنے والے کی جگہ اسفل السافلین ہے ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ○

Marfat.com

نظم

شکر حق راکیں نگارِ دلپذیر
با جمال و حسن چوں بدرِ منیر

در طریق خواجۂ دُنیا و دیں
عاشق و معشوق رب العالمیں

آنکہ عشق او بود در جان من
دین من اسلام من ایمان من

آنکہ دل را نور ایماں بازداد
آنکہ شخص مردہ را جاں بازداد

آنکہ ما را می نماید راہِ دیں
آفریں بر جان پاکش آفریں

ذکر خیرش را کنم در پردہ چند
بادشاہِ ملک عرفاں نقشبند

قصّہ کوتاہ از پس عمر دراز
ناگہانم آمدست از در فراز

اے خدا قربان احسانت شوم
آنچہ احسانست قربانت شوم

اے خدا جان و دلم قربان تو
بر من است از حد فزوں احسان تو

بادۂ عشقت مرا کردست مست
گر نگیری دست من رفتم ز دست

خویشتن را ہر زماں دل میدہم
روز و شب در محنت و در اندہم

تن بذکرِ تست و جاں در ذکرِ تو
ہر سرِ مویم زباں در ذکرِ تو

چشم مشتاقِ رُخِ نیکوئے تست
گوش محوِ ذوقِ گفت و گوئے تست

گہ بود کز رنجِ مہجوری ہم
گہ بود گہ کز غمِ دوری ہم

از رُخت چوں مہر و مہ افگن نقاب
تا چو انجم پیشِ نورِ آفتاب

از وجودم نے نشاں ماند نہ نام
بس سخن کوتاہ باید والسلام

Marfat.com

قطعہ تاریخ

از نتائج طبع محمد اسمعیل خاں طالب جعل اللہ علے کل امر غالب

کہا ہے کیا تصوف میں رسالہ — کوئی ایسا زباں آور بھی کم ہے
سخن ہیں بسکہ ہے رنگ معانی — خیابان گلستان ارم ہے
معانی ہیں کہ فوج ملک غیبی — زبان کلک یا تیغ دودم ہے
دُرِ دریائے حکمت یا سخن ہے — کلید گنج معنی یا قلم ہے
نہ صہبائی نہ آزردہ نہ غالب — دم ان کا ہند میں اب مغتنم ہے
بسر کرتے ہیں آزادانہ اوقات — نہ اندیشہ کسی شئے کا نہ غم ہے
یہ کہا ہے چشمۂ نور اللہ اللہ — کہ جسکے چشمۂ خورشید نم ہے
ذرا گذری تھی دل پر فکر تاریخ — مجھے فیض الٰہی کی قسم ہے

پڑھا ہاتف نے یہ مصرع اسی دم
اجی یہ شاعری رنگیں رقم ہے

۹۵ ھ ۱۲

Marfat.com

تکملہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ومن ذٰلک الحال والوقت والفرق بینہما

مشائخ نے لفظ وقت میں بہت کچھ کہا ہے - میری مراد اثبات تحقیق ہے نہ تطویل بیان ہے +

پس وقت وہ ہے کہ بندہ اُس کے سبب ماضی و مستقبل سے بے خبر ہو جائے یعنے حق کی طرف سے ایک موارد دل ہو کر اُس میں اُس کے سر کو جمعیت حاصل ہو - جیسا کہ حالت کشف میں - پس تمام خلق کو اُس کے اندر اُس تک رسائی نہیں ہوتی اور اُس کو خبر نہیں رہتی کہ پیشتر ہم پر کیا گزرا اور آئندہ کیا ہوگا +

ایک صاحبِ وقت کا قول ہے کہ ہم کو حق سبحانہ تعالےٰ کی طرف سے ایسا حظ حاصل ہوتا ہے کہ اگر اُس میں ماضی و مستقبل کی طرف متوجہ ہوں تو اُس سے محجوب ہو جائیں +

ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وقت عزیز کو عزیز کام میں صرف کرنا چاہیئے - اور عزیز ترین اشیا بین الماضی والمستقبل ہے +

رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ یعنے خدائےتعالےٰ کے ساتھ میرا ایک وقت

Marfat.com

ہے کہ اُس میں نہ کوئی فرشتہ مقرب اور نبی مرسل میری سمائی نہیں رکھتا۔ یہی سبب تھا کہ شب معراج تک آسمان و زمین پیش نظر کیا۔ تو آپ نے کسی طرف توجہ نہ فرمائی تا آنکہ ارشاد ہوا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ٭

فائدہ:۔ موحد کے لیے دو وقت ہیں۔ ایک حال فقد میں۔ ایک حال وجد میں یعنے ایک محل وصال میں ایک محل فراق میں۔ اور طرفہ یہ کہ وہ دونوں وقتوں میں مقہور ہوتا ہے۔ کیونکہ وصل ہے تو حق ہے۔ فصل ہے تو حق سے اور اختیار و اکتساب بندہ کا درمیان میں بے ثبات ہے تاکہ بیان اُس کا کیا جائے اور جس حال میں دست اختیار اُس کے دامان روزگار تک نہیں پہنچتا۔ تو کچھ کریں یا دیکھیں۔ وقت کی طرف سے ہے ٭

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک درویش کو مقام ہولناک میں ایک کیکر کے درخت کے نیچے دیکھا۔ میں نے کہا بھائی یہاں کیوں بیٹھا ہے۔ کہا یہاں مجھ پر حادثہ گزرا ہے۔ میں نے کہا کیا۔ کہا میرا وقت جاتا رہا۔ میں نے کہا کب سے بیٹھا ہے۔ کہا بارہ برس سے۔ اب آپ ہمت کیجئے۔ شائد مراد کو پہنچ جاؤں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہاں سے جا کر میں نے حج کیا اور اُس کے لیے دعا کی۔ اللہ تعالےٰ نے قبول کر لی۔ جب پھر وہاں پہنچا۔ اُسی طرح اُس کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں نے کہا۔ جوان اب کیوں بیٹھا ہے۔ چلا جا۔ کہنے لگا۔ ایہا الشیخ۔ میں نے یہاں عمر بھر کی کمائی کھوئی تھی۔ پھر برسوں خاک چھانی۔ پھر یہیں مراد کو پہنچا۔ اب مجھے اس مکان سے انس ہو گیا۔ کیونکر چلا جاؤں۔ جبتک اپنی خاک کو اس خاک میں نہ ملانے کا۔ مجھے چین نہیں آنے کا ٭

مشائخ کہتے ہیں اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ جس طرح کاٹنا تلوار کی صفت ہے۔ اسی طرح وقت کی صفت ہے۔ کیونکہ یہ ماضی و مستقبل کی جڑ

۵؎ میں نے کیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھ نے دائیں بائیں اور نہ گئی

کاٹتا ہے اور گزشتہ و آئندہ کا غم دل سے اُڑاتا ہے +

پس صحبت شمشیر خالی از خطر نہیں - اما ملک و اما ہلک یا مالک کرے یا ہلاک کرے - اگر کسی نے ہزار برس شمشیر کی خدمت کی اور رات دن اُس کو گلے کا ہار بنایا - تو کاٹتے وقت تمیز نہ کریگی کہ میرے مالک کی گردن ہے یا کسی غیر کی - کیونکہ اُس کی صفت قہر ہے اور مالک کے اختیار سے وہ صفت اُس سے زائل نہیں ہوتی +

بیان حال

حال وہ ہے کہ وقت پر وارد ہو کر جیسے کہ روح رونق بخش جسم ہے - اُس کو رونق بخشے - لامحال وقت محتاج حال ہے - کہ اُس کا صفا و قیام اُس سے ہے +

پس جبکہ صاحب وقت صاحب حال ہو جاتا ہے - تغیر نہیں رہتا - وقت میں ثبات و استقامت آجاتی ہے اور با وقت پر بیحال زوال روا ہے - اور جب حال حاصل ہؤا - تمام زمانہ وقت ہو گیا - زوال روا نہیں +

ایک بزرگ کا قول ہے اَلحَالُ سُکُوْتُ اللِّسَانِ فِیْ فُنُوْنِ الْبَیَانِ زبانِ صاحب حال بیان حال سے عاجز ہے - ہاں اُس کا معاملہ اُس کی حقیقت حال کا بیان کریگا - اسی سبب کہتے ہیں اَلسُّوَالُ عَنِ الْحَالِ مُحَالٌ حال کا بیان کرنا محال ہے - کیونکہ حال فنائے مقال ہے +

اُستاد ابو علی دقاق فرماتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام صاحب وقت تھے - کبھی غم فراق سے فراق میں آنکھیں سفید اور کبھی شادی وصال میں آنکھیں اچھی کر لیتے تھے - کبھی تیغ الم سے جرحناک ہوتے اور کبھی عیش ولذت سے فرحناک +

Marfat.com

اور ابراہیم علیہ السلام صاحب حال تھے - نہ فراق پر نظر تھی کہ جرحناک ہوتے - نہ وصال پر کہ فرحناک ہوتے - چاند - سورج - بلکہ سارے ستارے دگرگوں حال تھے اور آپ روئیت میں سب سے فارغ البال - ہر چیز میں حق کو دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ⁂

پس کبھی تمام عالم صاحب وقت کے واسطے اسفل السافلین ہے کیونکہ مشاہدے کے اندر غیبت ہے اور محبوب کے غائب ہونے سے دل کو وحشت ہوتی ہے اور کبھی بہشت بریں کیونکہ مشاہدہ میں حق کی طرف سے تحفہ اور مژدے بھی پہنچتے ہیں ⁂

ومن ذلک المقام والتمکین والفرق بینہما

بیان مقام

مقام اقامت ہے راہ حق میں اور حق گزاری و رعایت کرنی اُس مقام کی تا آنکہ اُس کے کمال کو پہنچے اور روا نہیں کہ جبتک اُس کا حق ادا ہو ترقی کرے اور ابتدا ان مقامات توبہ ہے - پھر انابت - پھر زہد - پھر توکل - علی ہذا القیاس لیکن یہ نہ ہوگا کہ بے توبہ دعوے انابت اور بے انابت دعوے زہد اور بے زہد دعوے توکل کرے - خداوند تعالیٰ ہم کو جبرئیل کے حال سے خبر دیتا ہے کہ اُنھوں نے کہا وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ کوئی نہیں ہم میں سے مگر یہ کہ اُس کا مقام معلوم ہے - اور یہی حال انبیاء کا ہے ⁂ چنانچہ مقام آدم علیہ السلام توبہ ہے اور مقام نوح علیہ السلام زہد اور مقام ابراہیم علیہ السلام تسلیم اور مقام موسیٰ علیہ السلام انابت اور مقام داؤد علیہ

مثلہ و رسنت نہیں کرتا ہے نیچے آنیوالوں کو ۱۲ — نہیں ہم سے کوئی مگر اُس کے واسطے ہے جگہ مقرر

حزن اور مقام عیسیٰ علیہ السلام رجا اور مقام یحییٰ علیہ السلام خوف اور مقام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ذکر ہے ؂

اور حال ایک معنی ہے کہ حق کی طرف سے دل کو حاصل ہو۔ نہ یہ کہ اسکے کہ جب حاصل ہو اُس کو کسی طرح دفع کر سکے یا اگر وہ حاصل نہ ہو تو اپنے تکلیف سے حاصل کر سکے ؂

پس مقام راہ و قدرگاہ طالب سے مراد ہے محل اجتہاد میں اور ایک درجہ ہے بمقدار اکتساب حضرت حق میں۔ اور حال تفضل و لطف خداوند ہے بندہ کے دل پر بلا وسیلہ مجاہدات۔ کیونکہ مقام جملہ اعمال سے ہے اور حال جملہ افضال سے۔ مقام جملہ مکاسب ہے اور حال مواہب ہے۔ صاحب مقام اپنے مجاہدہ پر قائم ہوتا ہے اور صاحب حال اپنے سے فانی اور اُس کا اثر حال پر قائم ہوتا ہے اور جس کو حق تعالیٰ نے اُس میں پیدا کیا ؂

مشائخ رحمہم اللہ نے یہاں اختلاف کیا ہے ایک گروہ دوام حال کو روا رکھتے ہیں اور ایک نہیں رکھتے حارث محاسبی رض دوام حال کو روا رکھتے ہیں اور کہتے ہیں محبت و شوق و قبض و بسط سب احوال ہیں اگر دوام حال روا نہ ہوتا۔ نہ محب محب ہوتا۔ نہ مشتاق مشتاق۔ اور جب تک یہ حال بندہ کی صفت نہیں ہو جائیگا۔ اسم حال اُس پر واقع نہیں ہوگی۔ دوسرے گروہ کا قول ہے کہ حال کو دوام و بقا نہیں:-

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اَلْاَحْوَالُ کَالْبُرُوْقِ فَاِنْ وَمَا بَقِیَ فَحَدِیْثُ النَّفْسِ احوال بجلیوں کی طرح فانی ہے اور جو کچھ باقی رہے حال نہیں حدیث نفس وہوس طبع ہے ؂

اسیطرح صاحب کشف المحجوب نے بہت کچھ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رضا نہائت مقامات و بدائت احوال ہے۔ اور یہ وہ محل ہے کہ جس کی ایک طرف کسب و اجتہاد میں ہے اور ایک طرف محبت و جوش و خروش پیا

Marfat.com

یہاں مجاہدات منقطع ہو جاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں۔ پس اس کی ابتداء مکاسب ہے اور انتہا مواہب ٭

اب یہاں ایک احتمال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس نے شروع میں رضا اپنی طرف سے دیکھی تو کہا مقام ہے اور جس نے انتہا میں اپنی رضا حق کی طرف سے دیکھی۔ کہا حال ہے اور یہ مذہب محاسبی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ لیکن معاملہ میں انہوں نے خلاف نہیں کیا سوائے اس کے کہ مریدوں کو عبادات و معاملات کے اندر جہاں شائبہ وہم و خطا معلوم ہوا چنانچہ ایک روز ابو حمزہ بغدادی کہ ان کے مرید صاحب حال و مستمع تھے ان کے پاس آئے۔ آپ کے ہاں ایک جانور خوش آواز تھا۔ وہ بولنے لگا ابو حمزہ نے چیخ ماری۔ حارث چھری لے کر چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور کہا کہ تو کافر ہو گیا۔ مرید پاؤں میں گر پڑے۔ ابو حمزہ سے کہا مردود تو بچ گیا مریدوں نے کہا۔ حضرت ہم ان کو خواص اولیاء میں سے جانتے ہیں۔ فرمایا۔ درست ہے میں بھی اس کے باطن کو توحید میں مستغرق سمجھتا ہوں۔ لیکن کوئی کیوں ایسی بات کرے کہ حلولیوں کے افعال سے مشابہ ہو اور ان کے قول کا نشان اس کے معاملہ میں پایا جائے۔ مرغ عقل نہیں رکھتا۔ عادت کے موافق بولتا ہے۔ کیوں سماع حق سمجھا۔ حق سبحانہ متجزے نہیں۔ نہ اس کے دوستوں کو سوائے اس کے کلام کے آرام۔ نہ سوائے اسلام کسی طریقہ میں دقت و حال۔ نہ اس کو حلول و نزول نہ اتحاد و امتزاج۔ جب ابو حمزہ کو شیخ کی نظر میں یہ دقت معلوم ہوئی عرض کیا یا حضرت ہر چند کہ میرے عقیدہ میں کچھ خرابی نہ تھی۔ لیکن میرا فعل قوم مخالف کے موافق تھا۔ میں نے اس سے توبہ کی ٭

اس قسم کی باتیں حارث المحاسبی کی بہت ہیں۔ پس یہ طریق نہایت

Marfat.com

پسندیدہ ہے ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یَقِفَنَّ مَوَاقِفَ التُّھَمِ یعنے جو شخص خدا پر ایمان رکھتا ہے اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو۔

الغرض راہ خدا کی تین ہیں :- حال - مقام - تمکین - خداوند تعالے نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو جدا جدا طریق و مقام ظاہر کرنے کیواسطے بھیجا تا آنکہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے آنے سے اہل ہر مقام کا حال معلوم ہوا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ نعمت انتہا کو پہنچگئی اور کسب خلق منقطع اور دین تمام ہوا اَلْیَوْمَ[1] اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔

بیان تمکین

تمکین مراد ہے اقامت محققان محل کمال و درجہ اعلے میں کرنے سے ۔

پس اہل مقامات کو مقامات سے گزرنا ممکن ہے - لیکن تمکین سے گزرنا محال ہے - کیونکہ مقامات درجہ اہل بدائت کے ہیں - اور تمکین درجہ اہل نہائت کا - بدائت سے نہائت کی طرف گذر ہے - اور نہائت سے کسی طرح نہیں - سبب یہ کہ مقام منزل راہ ہے اور تمکین بپیشگاہ حضرت میں قرار ہے اہل خدا راہ میں غائب رہتے ہیں اور منازل میں بیگانہ - ان کا سر حضرت متعلق ہے اور حضرت میں جا کر سامان آفت ہے - اور اسباب غیبت ایام جاہلیت میں - جب شاعر شعر کہکر ممدوح کے دروازہ پر جاتے - گھوڑے کی

[1] آج تمام کیا میں نے تمہارے دین کو اور تمام کیا میں نے تم پر اپنی نعمت کو اور راضی ہوا واسطے تمہارے اسلام پر از روئے دین کے ۔

Marfat.com

کو چین کاٹ دیتے اور تلوار کو توڑتے یا میان کر لیتے - مراد یہ کہ گھوڑا یہاں تک پہنچانے کے واسطے تھا اور تلوار دفع حسود کے واسطے - یعنے جو لوگ خدمت ممدوح میں حاضر ہونے سے مانع ہوں - اُن کے لیئے اب یہاں پہنچ گیا آلت مسافر بیکار ہے - گھوڑے کو مار دیا کہ اب اس در سے جانا نہیں - تلوار کو توڑ دیا کہ اس درگاہ سے قطع روا نہیں - چند روز کے بعد شعر پڑھتے +

جب حضرت موسےٰ نے مقامات طے اور منازل قطع کیں حق تعالےٰ نے فرمایا کہ تو محل تمکین پر پہنچگیا - اسباب تلوین تجھ سے ساقط ہو گئے فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ وَاَلْقِ عَصَاكَ جوتی اُتار اور لکڑی پھینکدے +

پس ابتداے عشق طلب ہے اور انتہا قرار و طرب ہے - پانی جب تک ندی نہر میں ہے جاری ہے - جب سمندر میں پہنچگیا ٹھہر گیا اور مزہ بدل گیا - اُس وقت جس کسی کو پانی کی ضرورت ہوگی - اُس کا ارادہ نہ کریگا - لیکن اُسکے پاس وہ شخص جائیگا - جس کو جواہر کی خواہش ہوگی اور مرنے پر کمر باندھیگا کہ بھاری چیز پاؤں میں باندھ کر اوندھے مُنہ اندر جاوے اور جواہر لاوے یا وہیں جان دے +

مشایخ میں سے ایک کا قول ہے اَلتَّمْكِيْنُ رَفْعُ التَّلْوِيْنِ تمکین رفع تلوین ہے - اور تلوین بھی اہل تصوف کی عبارات میں کا ایک لفظ ہے - مثل حال و مقام یعنے جیسے یہ دونوں لفظ معنی میں قریب قریب ہیں - ایسے ہی تلوین تغیر اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پھرنے کو کہتے ہیں - اور مراد اس کلمہ سے یہ ہے کہ متمکن ایکبارگی حضرت میں رخت لیجائے - اور یک لخت تردد و اندیشۂ غیر دل سے اُٹھاوے نہ اُس پر معاملہ کا زور چلے کہ اُس کے ظاہری حکم کو بدلے اور نہ حال ہو کہ باطن کو متغیر کر دے +

حضرت موسےٰ صلوٰۃ اللہ علےٰ نبینا و علیہ السلام صاحب تلوین تھے

Marfat.com

حق تعالے نے ایک نظر بطور تجلے دیکھا تھا - ہوش جاتا رہا وَخَرَّ مُوسٰى صَعِقًا ط[۱]
اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم متمکن تھے - مکہ سے تا بہ قاب قوسین
عین تجلے میں تشریف لے گئے - حال میں فرق نہ آیا +
الحاصل تمکین کی دو طرح ہیں - ایک یہ کہ اس کی نسبت شاہد حق کی
طرف ہو - دوسرے یہ کہ اپنی طرف ہو - جس کی نسبت اپنی طرف ہے - باقی
الصفۃ ہے اور جس کا حوالہ شاہد حق کی طرف ہے - فانی الصفت ہے - فانی الصفت
پر صفت محو و صحو و محق و فنا و بقا و وجود و عدم صادق نہیں آتی - کیونکہ ان اوصاف
کی اقامت کے لئے موصوف چاہیئے اور جبکہ موصوف مستغرق ہے - اقامت وصف
کا حکم اس سے ساقط ہوگا - اس معنے میں اساتذہ نے بہت کچھ لکھا ہے - چنانچہ
کسی قدر رسالہ میں لکھا گیا - فقیر نے اسی پر اکتفا کیا +

ومن ذلک المحاضرة والمکاشفة والفرق بینهما

بیان محاضرہ و مکاشفہ

سمجھنا چاہیئے کہ محاضرہ لطائف بیان میں حضور دل پر واقع ہوتا ہے اور مکاشفہ
خطرہ عیان میں حضور سر پر +

پس محاضرہ شواہد آیات سے متعلق ہے اور مکاشفہ شواہد مشاہدات سے + علامت
محاضرہ دوام تفکر ہے رویت آیات میں اور علامت مکاشفہ دوام تحیر کنہ عظمت
میں اور فرق اس میں کہ افعال میں متفکر ہوتے ہیں اور جلال میں متحیر یہ ہے
کہ ایک انہیں سے رولیت خلت ہے اور ایک قرین محبت - تجھکو معلوم نہیں
کہ جب صلوات اللہ علے نبینا و علیہ نے ملکوت آسمان میں دیکھا اور حقیقت وجود میں

[۱] اعلیٰ ہے موسےٰ علیہ السلام بیہوش ۱۲

Marfat.com

تامل تفکر کیا تو دل عاضر ہوا۔ رویت فعل سے طالب فاعل ہوئے تا آنکہ حضور ی
نے فعل کو دلیل فاعل گردانا اور کمال معرفت میں فرمایا کہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ
لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا اور جب حبیب خدا صلے اللہ علیہ آلہ
وسلم کو ملکوت پر لے گئے تو انہوں نے نہ فعل کو دیکھا نہ خلق کو۔ نہ اپنے کو۔
سب کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں۔ یہانتک کہ مکاشفہ فاعل واقع ہوا
پس عالم کشف میں شوق پر شوق اور قلق پر قلق زیادہ ہوا اسی عالم میں
طالب رویت ہوئے۔ رویت میسر نہ تھی۔ فکر قربت کی قربت ممکن نہ تھی قصد
وصل کیا۔ وصل نہو سکا۔ ہر چند دل پر تنزیہ دوستی ظاہر ہوئی۔ شوق پر شوق
بڑھتا گیا۔ نہ رہے اعراض نہ امکان اقبال متحیر ہوئے۔ پس جہاں خلت
تھی حیرت کفر معلوم ہوئی اور جہاں محبت تھی وصال شرک نظر آکر حیرت
حاصل ہوئی۔ کیونکہ خلت میں حیرت ہستی کے اندر تھی اور وہ شرک ہے۔ اور
محبت میں حیرت جگونگی کے اندر تھی اور یہ توحید ہے۔ یہی سبب تھا کہ
شبلی علیہ الرحمۃ کہا کرتے تھے یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ زِدْنِیْ تَحَیُّرًا کیونکہ مشاہدہ
میں حیرت کا زیادہ ہونا درجہ کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

کتب سیر میں لکھا ہے کہ جب ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم سعید
علوی کو کنار دریا پر دیکھا تو دریافت کیا کہ طریق کے ہیں کہا۔ دو۔ ایک طریق
عوام کا۔ دوسرا خواص کا۔ کہا واضح تر بیان کیجے۔ کہا طریق عوام وہ ہے کہ
جس کو تمنے اختیار کیا کہ تمہارا رد و قبول علت کے ساتھ ہے اور طریق خواص
یہ ہے کہ معلل پر نظر رہے نہ علت پر۔

لہ بدرستیکہ میں نے سامنے کیا اپنے منہ کو اسکی طرف کہ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اس
حالت میں کہ صاحب توحید ہوں میں ۱۲

لہ اے رہنما اہل تحیر کے میری حیرت کو زیادہ کر۔

Marfat.com

ومن ذلک القبض والبسط والفرق بينهما

بیان قبض و بسط

واضح ہو کہ قبض و بسط دو حال ہیں احوال میں کہ بندہ کا تکلف اُن سے ساقط ہے۔ چنانچہ نہ اُن کے آنے کو کسب سے علاقہ۔ نہ جانے کو جہد سے تعلق۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واللّٰہُ یَقبِضُ وَیَبسُطُ[1]

پس قبض قبض قلوب سے مراد ہے حالت حجاب میں اور بسط بسط قلوب سے حالت کشف میں۔ اور یہ دونو حالتیں حق کی طرف سے ہیں۔ اور قبض روزگار عارف میں ایسا ہے جیسا کہ خوف مُریدوں کے لئے زمانہ ارادت میں اور بسط روزگار عارف میں ایسا جیسے رجا مُریدوں کے لئے زمانہ ارادت میں۔

بعضے مشائخ کہتے ہیں کہ رتبہ قبض کا بسط سے بلند تر ہے۔ دلیل یہ کہ اُس کا بیان کتاب الٰہی میں مقدم ہے۔ اس کے سوا اس میں گدازش و قہر ہے۔ اور اُس میں نوازش و قہر لامحالہ گدازش بشریت و قہر نفس پر اُسکی پرورش فاضلہ ہے کیونکہ یہ حجاب اعظم ہے۔

اور بعضے کہتے ہیں کہ مرتبہ بسط کا قبض سے زیادہ تر ہے۔ کیونکہ تقدیم ذکر قبض کتاب میں علامت تقدیم فضل بسط ہے۔ کیونکہ عادت عرب یہ ہے کہ جو چیز فضل میں موخر ہے اس کو ذکر میں مقدم رکھتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ فَمِنهُم ظَالِمٌ لِّنَفسِهٖ وَمِنهُم مُّقتَصِدٌ وَمِنهُم سَابِقٌ بِالخَيرَاتِ بِاِذنِ اللّٰہِ[2] الایۃ

---

[1] خداوند تعالیٰ تنگی دیتا ہے اور فراخی دیتا ہے ۱۲ [2] پس بعضے ان بندوں میں سے ظالم ہیں اپنے نفس کے واسطے۔ بسبب تقصیر عمل در قرآن مجید اور بعضے ان میں سے میانہ رو ہیں کہ عمل کرتے ہیں قرآن مجید پر اکثر اوقات ۱۲

Marfat.com

جگہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ۝ اور فرمایا یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَ اسْجُدِیْ وَ ارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝ سوا ان کے بسط میں سرور ہے قبض میں ہلاک و ثبور ہے +

صاحب کشف المحجوب کہتے ہیں کہ میرے شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ قبض و بسط کہ حق کی طرف سے بندہ کو پہنچتی ہیں دونوں کے ایک معنے ہیں۔ یعنے جب ایک معنے دل پر وارد ہوا۔ یا سر اس سے مسرور ہوگا اور نفس مقہور یا سر مقہور ہوگا اور نفس مسرور۔ سو کسی کے لئے قبض سر میں۔ بسط نفس واقع ہوتا ہے اور کسی کو بسط سر میں قبض نفس۔ اسی سبب سے حضرت بایزید نے فرمایا قَبْضُ الْقُلُوْبِ فِیْ بَسْطِ النُّفُوْسِ وَ بَسْطُ الْقُلُوْبِ فِیْ قَبْضِ النُّفُوْسِ پس نفس مقبوض خلل سے محفوظ ہے۔ اور سر مبسوط زلل سے مضبوط۔ کیونکہ مذہب دوستی میں غیرت لازم ہے اور قبض علامت غیرت حق ہے اور دوست کو دوست کے ساتھ معاتبت شرط ہے سو بسط علامت معاتبت ہے +

آثار میں ہے کہ یحییٰ پیغمبر ہنسا نہ کرتے تھے اور عیسےٰ علیہ السلام ہنسا کرتے تھے۔ اس واسطے کہ وہ منقبض تھے اور وہ منبسط۔ جب ملاقات ہوتی یحییٰ علیہ السلام کہتے۔ عیسےٰ تمہارے دل سے قطیعت کا خوف جاتا رہا۔ عیسےٰ علیہ السلام جواب دیتے۔ یحییٰ تم رحمت سے ناامید ہوگئے۔ نہ تمہارا رونا حکم ازلی کو بدل ڈالیگا اور نہ میرا ہنسنا قضا کو ٹالیگا لَا قَبْضَ وَلَا بَسْطَ وَلَا طَمْسَ وَلَا اُنْسَ وَلَا مَحْوَ وَلَا صَحْوَ وَلَا مَحْقَ وَلَا سَحْقَ وَلَا جَهْدَ اِلَّا مِنَ اللّٰہِ ۝

سلہ تحقیق اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے رجوع کرنیوالوں کو اور دوست رکھتا ہے پاکی کرنیوالوں کو

سلہ اے مریم فرمانبرداری کر تو اور رکوع کر تو ساتھ رکوع کرنیوالوں کے ۱۲ +

سلہ تنگی دلوں کی فراخی نفوس میں ہے اور فراخی دلوں کی تنگی نفوس میں ۱۲ +

Marfat.com

ومن ذلک الانس والهیبة والفرق بینهما

بیان انس وہیبت

انس وہیبت دو حالتیں اہل طریقت کے احوال میں سے ہیں۔ صورت اُن
کی یہ ہے کہ جب حق تعالٰے صاحب جلال سے بندہ کے دل پر تجلی کرتا ہے
تو اُس کے دل پر ہیبت طاری ہوتی ہے اور جب شاہد جمال سے تجلے کرتا
ہے تو اس میں انس پیدا ہوتا ہے ؞

سو اہل ہیبت جلال سے رنج و تعب میں اور اہل انس جمال سے عیش
وطرب میں رہتے ہیں۔ پس اُس دل کو کہ جلال سے عشق کی آگ میں انگاروں
پر لوٹتا ہے اُس دل سے کہ جمال نور مشاہدہ میں مستغرق ہو رہا ہے۔ فرق ہے

بعضے مشائخ کہتے ہیں کہ ہیبت عارفوں کا درجہ ہے اور انس مریدوں کا۔
کیونکہ حضرتِ حق میں جس کا قدم آگے بڑھا ہوا ہوگا۔ ہیبت کا غلبہ ہوگا اور
انس سے متنفر ہوگا کیونکہ انس جنس کے ساتھ ہوتا ہے اور یہاں مجانست و
مشاکلت پائی نہیں جاتی۔ پس انس ممکن نہیں اور اس کے سوا خلق سے
بھی مانوس نہ ہوگا۔ اور اگر کبھی انس ممکن ہوگا تو اُس کے ذکر سے اور ذکر غیر ہے
کیونکہ ذکر صفت بندہ ہے اور قرار غیر کے ساتھ عشق میں دعوٰے باطل ہے
اور ہیبت مشاہدہ عظمت حق سے ہوتی ہے۔ اور عظمت صفت حق ہے
پس جب بندہ کا کام اُس کی ہستی وخودی کی طرف منسوب ہو۔ اُسکو اُس بند
سے کہ اُسکا کام اُسکی فنا سے بقاء خدا میں ہو بہت فرق رکھتا ہے ؞

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ فرمایا کہ میں ایک عرصہ تک
سمجھتا رہا کہ محبت ہو ... اب کر رہا ہوں اور مجھے شاہد حق سے انس ہے۔ اب جانا

Marfat.com

کہ انس جنس سے مخصوص ہے +

بعضے کہتے ہیں کہ ہیبت قرینہ فراق و عقوبت ہے اور انس نتیجہ وصلت و رحمت ہے
صاحب کشف المحجوب کہتے تھے کہ میرے پیر کہتے تھے کہ مجھے ان لوگوں
پر تعجب آتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ انس کا ہونا حق سے ممکن نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے
فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِیْ[1] - قُلْ لِّعِبَادِیْ[2] - وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ[3] - یٰعِبَادِ لَا[4]
خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ[5] لا محالہ جب بندہ یہ افضال دیکھیگا
اُس سے محبت کریگا اور جب محبت کریگا مانوس ہو جائیگا - کس لیے کہ محبوب سے
ہیبت کھانی دلیل بیگانگی ہے اور انس کرنا دلیل یگانگی ہے اور آدمی کا
خاصہ ہے کہ منعم سے انس کرتا ہے - پس حقتعالےٰ کی طرف سے اِس قدر
نعمتیں پہنچیں اور ہمکو اُن کا علم ہو - پھر محال ہے کہ ہم ہیبت کا ذکر زبان پر
لائیں +

صاحب کشف المحجوب کہتے ہیں کہ میری دانست میں باختلاف شان
دو نو گروہ مصیبت میں ہیں - کیونکہ وہاں سلطان ہیبت نفس و ہوا کے درپے
ہو گیا - فنائے بشریت کرتا ہے یہاں سلطان انس تربیت معرفت کیواسطے
سِر کو پیچھے پڑ گیا +

پس حقتعالےٰ بتجلے جلال سے دوستوں کے نفس کو فانی کرتاہے - اور
بتجلے جمال سے اُن کے سِر کو باقی رکھتاہے +

پس جو اہل فنا تھے اُنہوں نے ہیبت کو مقدم رکھا اور جو ارباب بقا تھے
اُنھوں نے انس کو تفضیل دی +

اور فنا و بقا کا حال اس رسالہ میں لکھا گیا +

[1] تحقیق بندوں میرے ۱۲ [2] کہہ میرے بندوں سے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ [3] اور جب سوال
کریں تجھ سے یا محمد میرے بندے ۱۲ [4] ای میرے بندو نہیں خوف تم پر آج اور نہ تم رنج [5] کے ...

Marfat.com

ومن ذلک القہر واللطف والفرق بینہما

بیان لطف وقہر

قہر سے مراد تائید حق ہے کہ نامرادی ونفس کشی میں واقع ہو اور لطف سے امداد حق بقاء سرور ودوام مشاہدہ اور قرار حال درجہ استقامت میں مراد ہے +

چنانچہ بعضوں نے کہا ہے کہ کرامت حق تعالےٰ حصول مراد ہے ۔ یہ اہل لطف تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ کرامت وہ ہے کہ حقتعالےٰ بندہ کو اپنی مراد پر پہنچائے اور اسکو اسکی مراد سے باز رکھکر مقہور نامرادی کرے یہاں تک کہ اگر پیاس کیحالت میں دریا پر پہنچے تو دریا خشک ہو جائے ؛۔

نقل ہے کہ بغداد میں محتشم فقرا میں سے دو درویش تھے ایک صاحب قہر اور دوسرا صاحب لطف ۔ دونوں اپنے اپنے مرتبہ کی تعریف کیا کرتے ایک کہتا کہ اگر لطف شامل حال بندہ ہو تو اس سے بہتر کچھ نہیں ۔ کیونکہ حقتعالےٰ فرماتا ہے اَللّٰہُ لَطِیۡفٌۢ بِعِبَادِہٖ[۱] ۔ دوسرا کہتا قہر حق بندہ کے حقمیں بڑی نعمت ہے کیونکہ حقتعالےٰ فرماتا ہے وَھُوَ الۡقَاھِرُ فَوۡقَ عِبَادِہٖ[۲] آخر اس بات نے طول پکڑا ۔ یہانتک کہ اس صاحب لطف نے حج کا ارادہ کیا اور دفعتاً جنگل میں گم ہوگیا ۔ چنانچہ کئی برس لگ گئے حج نصیب نہوا ۔ ایک بار ایک شخص کرخ سے بغداد کو جاتا تھا ۔ اس نے اسکو راہ میں دیکھا ۔ کہنے لگا ۔ بھائی جب عراق پہنچے کرخ میں میرے رفیق سے کہنا کہ اگر جنگل کی تکلیف کو علاوہ عجائبات مثل کرخ بغداد دیکھا چاہتا ہے تو چلا آ ۔ کہ جنگل میرے حق میں کرخ بغداد ہے اس شخص نے کرخ بغداد میں پہنچکر رفیق کو پیغام پہنچایا ۔ جواب دیا کہ میری

---

[۱] اللہ تعالےٰ لطف کرنیوالا ہے اپنے بندوں پر ۱۲ [۲] اللہ تعالےٰ قہر کرنیوالا ہے اپنے بندوں پر ۱۲

Marfat.com

رت سے کہنا کہ اگر جنگل کی مشقتیں تیرے حق میں مثل کرخ بغداد کردیں تو کیا ہوا۔ مزہ یہ ہے کہ کرخ بغداد کو نعمت و اعجوبہ کے ساتھ میرے حق میں جنگل کر رکھا ہے اور میں خوش ہوں۔

شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مناجات میں عرض کیا کہ بار خدایا اگر تو آسمانوں کو طوق کرکے میرے گلے میں اور زمین کو بیڑیاں بنا کر میرے پاؤں میں ڈالدے اور تمام جہان کو میرے خون کا پیاسا کردے تو میں تجھ سے نہ پھروں۔

صاحب کشف المحجوب کہتے ہیں کہ میرے شیخ کہا کرتے تھے کہ ایک سال ایک جنگل میں اولیاء اللہ کا اجتماع تھا۔ میرے پیر حصری رحمۃ اللہ علیہ مجھے اپنے ساتھ وہاں لے گئے۔ میں نے دیکھا بعضے سانڈنیوں پر۔ بعضے تخت پر۔ بعضے اڑتے ہوئے آرہے ہیں۔ حصری رحمۃ اللہ علیہ کسی کی طرف متوجہ نہوئے۔ اس عرصہ میں ایک شخص ٹوٹی جوتی پاؤں میں۔ ڈنڈا ہاتھ میں۔ ننگے سر۔ جلا ہوا بدن۔ ضعیف نحیف۔ لنگڑاتا دور سے آتا ہوا معلوم ہوا۔ حضرت ان کو دیکھکر پیشوائی کو دوڑے۔ جب اس جگہ آئے بڑی تعظیم سے ایک جگہ بٹھایا۔ میں یہ حال دیکھ کر حیران رہگیا جس وقت مجلس برخاست ہوئی۔ میں نے شیخ سے دریافت کیا۔ فرمایا کہ اولیاء خدا میں سے ایک ولی تھے کہ متابع ولائت نہیں بلکہ ولائت خود ان کے تابع ہے۔ کرامات کی طرف متوجہ نہیں۔

فی الجملہ جس کام کو ہم اپنے لئے اختیار کریں ہمارے لئے بلا ہے میں سوا نہیں چاہتا کہ حق تعالیٰ میرے لئے جو چاہے کرے۔ تا کہ اس میں مجھے سے محفوظ رکھے اور شر نفس سے بچائے۔ اگر قہر ہوگا لطف کی تمنا نہیں اور اگر لطف ہوگا خواہش قہر نہیں۔ کیونکہ ہم کو ائن کے ۔۔۔ میرا اختیار نہیں

Marfat.com

ومن ذٰلک النفی والاثبات والفرق بینہما

مشائخ رضی اللہ عنہ نے صفت آدمیت کے محو ہونیکو کہ باثبات تائید حق ہو۔ نفی واثبات کہاہے اور نفی سے نفی صفات بشریت اور اثبات سے اثبات سلطان حقیقت مراد رکھی ہے۔ کیونکہ نفی محو وذہاب[۱] کل ہے اور نفی کل سوائے نفی صفات نہیں۔ کیونکہ حال بقا میں کلیت نفی ذات پر ممکن نہیں +

پس چاہیئے کہ نفی صفات مذموم باثبات خصال محمودہ ہو یعنے عشق الٰہی میں نفی دعوے باثبات معنے ہو جاوے۔ کس لئے کہ دعوے رعونات نفس سے ہے اور جب ان کے افعال اوصاف مقہور سلطان حق ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ نفی صفات بشریت باثبات بقائے حق ہوگئی۔ بعضے کہتے ہیں کہ نفی نفی اختیار بندہ باثبات اختیار حق ہے۔ اسی لئے ایک موفق نے کہا اختیار الحق لعبدہٖ مع علمہٖ لعبدہٖ خیر من اختیار عبدہٖ لنفسہٖ مع جہلہٖ بہٖ[۲] کیونکہ دوستی نفی اختیار محب ہے باثبات اختیار محبوب +

کتب سیر میں نظر سے گذرا کہ ایک درویش دریا میں ڈوب رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا جینے کو دل چاہتا ہے۔ کہا نہیں۔ کہا سبحان اللہ تمہارا عجب حال ہے۔ کہا میں کون ہوں کہ مرنے یا جینے میں اپنے اختیار کو دخل دوں۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ حق میرے لئے جو چاہے اختیار کرے۔ مشائخ کہتے ہیں کہ کمتر درجہ دوستی میں اپنے اختیار کا نفی کرنا ہے۔ پس اختیار حق ازلی ہے۔ اُس کی نفی ممکن نہیں اور اختیار بندہ عارضی اسکی نفی روا ہے۔ دوست کو چاہیئے کہ اختیار عارضی بالائے طاق رکھے

۱؎ رفتن وگزاشتن ۱۲ ۲؎ برگزیدن خدا تعالےٰ مر بندہ خود را بادانستن بہ بندہ خود بہتر است از برگزیدن بندہ آں حق مر نفس خود را بادانستن آں بندہ رب خود را +

Marfat.com

تاکہ اختیار ازلی باقی رہے ✦

جس وقت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر منبسط ہوئے باثبات اختیار متمنائی دیدار کے کہ رب ارنی فرمایا لن ترانی - کہا بار خدایا دیدار حق - اور میں مستحق - پھر منع کرنا کیا ہے - حکم ہوا - ہاں دیدار حق ہے - لیکن دعوے دوستی میں اختیار باطل فقرا نے اس میں بہت کچھ کہا ہے - یہاں یہ مراد ہے کہ تو سمجھ جائے کہ بات کیا ہے وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق ✦

ان اصطلاحات میں سے ذکر جمع و تفرقہ و فنا و غیبت و حضور و صحو و سکر رسالہ میں لکھا گیا - اس لئے فقیر نے نہ لکھا ✦

ومن ذلک المسامرۃ والمحادثۃ والفرق بینہما

بیان مسامرہ و محادثہ

یہ دو حال کاملین طریقت کے احوال میں سے ہیں - حقیقت محادثہ حدیث سر ہے مقرون بسکوت زبان اور حقیقت سامرہ دوام انبساط ہے - کتمان سر پر ✦

اور واضح ہو کہ سامرہ کبھی بندہ کو حق کے ساتھ رات کو ہوتا ہے اور محادثہ کسی وقت دن کو - کیونکہ اس میں سوال و جواب ظاہری و باطنی ہوتے ہیں - چنانچہ اسی لئے مناجات شب کو سامرہ کہتے ہیں - اور دعائے روز کو محادثہ ✦ پس حال روز کشف پر مبنی ہے اور حال شب سر پر - اور راہ عشق میں سامرہ محادثہ سے کامل تر ہے ✦

رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے حال مسامرۃ متعلق تھا - چنانچہ جب حق تعالےٰ نے چاہا کہ آپ کے لئے ایک وقت ہو تو جبرئیل علیہ السلام کو مع براق آپ کے پاس بھیجا - یہانتک کہ شبا شب مکہ سے قاب قوسین

Marfat.com

پہنچے اور حق سے راز دل کہا اور حقتعالیٰ نے باتیں کہیں اور جب درجہ انتہا پر پہنچے کشف جلال میں زبان گنگ ہوگئی اور دل کنہ عظمت میں حیران ہوا اور علم ادراک سے رہا اور زبان بیان سے عاجز ہوئی کہا لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ +

اور تعلق محادثہ کا موسےٰ علیہ السلام کے حال سے تھا کہ جب انہوں نے چاہا کہ مجھے حق کے ساتھ ایک وقت ہو تو چالیس روز کے بعد کوہ طور پر گئے اور خداوند تعالیٰ کی باتیں سنیں - یہانتک کہ منبسط ہو کر دیدار کی درخواست کی اور بیہوش ہو کر مراد سے محروم رہے - جب ہوش میں آئے تُبْتُ اِلَیْکَ تاکہ جن کو خود لاتے ہیں کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ اُن میں اور جو خود آتے ہیں کہ وَلَمَّا جَاءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا اُن میں فرق ظاہر ہو +

پس شب دوستوں کے لئے وقت خلوت ہے اور روز بندوں کے واسطے وقت خدمت - اور اس میں شک نہیں کہ جب بندہ اپنی حد سے بڑھکر قدم رکھیگا لائق عتاب ہوگا - اور دوست کے لئے حد معین نہیں کہ بڑھنے میں قابل ملامت متصور ہو کیونکہ دوست جو کچھ کرتا ہے وہی دل کو بھلا لگتا ہے +

ومن ذٰلک العلم والمعرفۃ والفرق بینہما

بیان علم ومعرفت

عالم وعارف میں باہم فرق ہے - مثلاً جو شخص از روئے علم مسائل نحو جانتا ہے کہ فاعل مرفوع ہے اور مفعول منصوب - اسکو علم نحو کا عالم کہینگے نہ عارف - لیکن عارف علم نحو اسکو ... اس وقت کہینگے کہ ہر ایک مسئلہ کہنے میں شائبہ تکلف وتوقف

Marfat.com

محل پر سمجھ لے - اسی طرح علم توحید میں عالم وہ شخص ہے جسکی توحید بسبب علم ہے یعنے وحدت افعال وصفات وذات کو اپنے دل میں قرار دیا کہ لا فاعل فی الوجود الا ھو - ایسے شخص کو عالم علم توحید کہتے ہیں اور اگر او صاف و افعال میں سے کسی فعل یا وصف کے ظہور کے وقت مظہر غیر یا خود اپنے مظہر میں بے تکلف جانتا ہے کہ فاعل حق تعالےٰ ہے تو اُس کو عارف کہیں گے اور اگر اُس کو تامل کے ساتھ یعنے بقوت ایمان جانا تو اُسکو متعرف کہینگے ✦

ومن ذلک الشریعۃ والحقیقۃ والفرق بینھما

بیان شریعت حقیقت

شریعت سے صحت حال ظاہر اور حقیقت سے اقامت حال باطن مراد ہے - اس میں دو قوم نے اختلاف کیا ہے - ایک علماء ظاہر نے کہ وہ کہتے ہیں - ہم ان دونوں میں فرق نہیں جانتے - شریعت عین حقیقت اور حقیقت عین شریعت ہے - اور ایک گروہ ملاحدہ قرامطہ نے کہ وہ کہتے ہیں کہ قیام ہر ایک کا ان میں سے بلے دوسرے کے روا ہے - چنانچہ جب وقت حقیقت منکشف ہوتی ہے - شریعت اُٹھ جاتی ہے ✦

پس دلیل اس پر کہ شریعت حکم میں حقیقت سے جدا ہے یہ ہے کہ ایمان میں تصدیق اور ہے قول اور - اور دلیل اس پر کہ اصل میں دونو ایک ہیں یہ ہے کہ تصدیق بے قول اور قول بے تصدیق ایمان نہیں - پس فرق دونوں میں ظاہر ہے ✦

المختصر حقیقت اُس معنے سے مراد ہے کہ اُس کا منسوخ ہونا کسی طرح روا نہیں اور عہد آدم سے بقاء عالم تک اُسکا حکم مساوی ہو جیسا کہ معرفت

Marfat.com

حق وصحت معاملت خلوص نیت پر منحصر ہے اور شریعت معنی سے مراد ہے کہ جس کا نسخ وتبدل روا ہے جیساکہ احکام داو امر +

پس شریعت فعل بندہ ہے اور حقیقت محافظت احوال باطن منجانب اللہ۔ بیشک جس طرح اقامت شریعت بے وجود شریعت ممکن نہیں۔ اسی طرح اقامت حقیقت بے شریعت محال ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص جان کے تعلق سے زندہ ہے کہ جب جان اس سے مفارقت کریگی وہ شخص مردار ہو جائیگا۔ پس ہرگز اس کو اس سے اور اسکو اس سے چارہ نہیں +

معہذا شریعت بے حقیقت ریا اور حقیقت بے شریعت نفاق ہے خداوند تعالےٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنے جو لوگ جہاد کرنے والے ہیں ہمارے کام میں البتہ دکھائینگے ہم ان کو ان کی راہیں مجاہدہ شریعت ہے اور ہدایت حقیقت وہ حفظ بندہ بہ نسبت احکام ظاہری ہے اور یہ حفظ حق بہ نسبت احوال بندہ۔ پس شریعت مکاسب سے ہے اور حقیقت مواہب سے +

بیان استعارات

استعارات حضرات صوفیہ کے بیان ہیں جن کی تفصیل دشوار ہے اور انشاءاللہ تعالےٰ میں بطور اختصار بیان کرونگا :-

الحق :- مراد ان کی حق سے خقتعالےٰ ہے۔ کیونکہ یہ نام اسمائے حسنے میں سے ہے چنانچہ فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ +

الحقیقۃ :- مراد ہے اقامت بندہ سے محل وصل خداوند تعالےٰ میں۔ اور بسر خداوند سے واقف ہونا بمحل تنزیہ +

الخطرات :- احکام متفرق کہ دل پر گزریں +

الوطنات :- مـ... الٰہی کہ بسر میں متوطن ہوں +

Marfat.com

الطمس :- نفی اوصاف بشریت یعنے جاتا رہنا رسوم و عادات کا صفات حق میں اس حیثیت سے کہ انکا اثر باقی رہے +

الرمس :- نفی اوصاف بشریت اس حیثیت سے کہ اثر تک نہ رہے +

العلائق :- وہ اسباب کہ جس کے ساتھ طالب تعلق پیدا کریں اور مقصود سے رہ جائیں +

الوسائط :- وہ اسباب کہ جسکے تعلق سے مراد کو پہنچیں +

الزوائد :- دل پر انوار کا زیادہ ہونا +

الفوائد :- ادراک بسر +

الملجاء :- بھروسا کرنا دل کا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر +

المنجاء :- محل آفت سے دل کا نکلجانا +

الکلیۃ :- استغراق اوصاف آدمیت بکلیت +

الطوالع :- انوار معارف کا دل پر طلوع ہونا +

الطوارق :- مناجات شب میں بشارت یا زجر کے طور پر دل پر کچھ وارد ہونا +

اللطائف :- اشارات کہ دل پر دقائق حال سے پہنچیں +

الستر :- احوال دستی کا چھپانا +

التجلے :- آفات کا چھپانا اغیار سے +

الاشارۃ :- بلا واسطہ زبان اپنی مراد سے آگاہ کرنا +

الایجاء :- تعریض خطاب بے اشارت و عبارت +

الوارد :- معانی کا دل پر حلول کرنا +

الانتباہ : غفلت کا دل سے زائل ہونا +

القرار :- زوال تردد از حقیقت حال +

بیان الفاظ توحید

ان الفاظ کے بیان میں کہ جنکو توحید خداوند عزوجل میں بولتے ہیں اور اہل طریقت کے نزدیک وہ حقائق میں بے استعارہ ہیں :-

Marfat.com

العالم:- مخلوقات خداوند تعالیٰ سے مراد ہے۔ بعضے کہتے ہیں اٹھارہ ہزار عالم بعضے کہتے ہیں پچاس ہزار عالم ہیں - فلاسفر کہتے ہیں دو عالم ہیں۔ ایک عالم سفلی ایک عالم علوی - علمائے اصول کہتے ہیں کہ عرش سے ثریٰ تک جو کچھ ہے عالم ہے بہرحال عالم اجتماع مختلفات سے مراد ہے۔ اہل طریقت عالم ارواح و عالم نفوس کے قائل ہیں لیکن فلاسفر کی اور اسکی مراد میں فرق ہے۔

المحدث:- جو چیز کہ وجود میں آخر ہے یعنے نہ تھی اور ہو گئی۔

القدیم:- جو وجود میں سابق ہے یعنے جو وجود میں تمام موجودات سے سابق ہے اور وہ ذات باری ہے۔

الازل:- جس کا اول نہیں۔

الابد:- جس کا آخر نہیں۔

الذات:- کسی چیز کی ہستی و حقیقت۔

الصفة:- نعت پذیر اور جو اپنی ذات سے قائم نہ ہو۔

الاسم:- غیر مسمے۔

الجواہر:- اصل چیز کہ بذات خود قائم ہو۔

العرض:- وہ چیز کہ جوہر کے ساتھ قائم ہو۔

السوال:- کسی حقیقت کا طلب کرنا۔

الجواب:- مضمون سوال سے آگاہ کرنا۔

الحسن:- جو کہ موافق امر ہو۔

القبیح:- جو کہ مخالف امر ہو۔ السفہ:- ترک امر۔

الظلم:- وضع شئے غیر محل پر۔

العدل:- وضع شئے اپنے محل پر۔

الملک:- جس پر اعتراض نہ کر سکیں۔

Marfat.com

بیان کلمات محتاج شرح

حضرات صوفیہ میں متداول اور مقصود ان کا ان سے نہ وہ ہے کہ اہل لسان ظاہر الفاظ سے معلوم کریں :-

الخاطر :- خاطر سے دل میں کسی معنے کا حاصل ہونا مراد رکھتے ہیں۔ لیکن یہ شرط ہے کہ اس حیثیت سے ہو کہ دوسری خاطر سے سرعت کے ساتھ اُس کو زوال ہو جائے اور صاحب خاطر کو قدرت دفع اُس خاطر پر ہو۔ پس اہل خواطر امور میں خاطر اول کے متابع ہوتے ہیں کیونکہ وہ بلا علت حق کی طرف سے بندہ کے دل پر وارد ہوتا ہے۔

نقل ہے کہ خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر خطرہ گزرا کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ دروازہ پر تشریف رکھتے ہیں۔ چاہا کہ اسکو دفع کریں۔ پھر وہی خطرہ گزرا۔ پھر اُس کو دفع کرنے لگے تین دفعہ یہی صورت واقع ہوئی یہانتک کہ معلوم ہوا کہ آپ تشریف رکھتے ہیں اتنے میں حضرت جنید نے آواز دی یا خیر اگر تم اوّل خاطر پر عمل کرتے تو سیرت مشائخ ادا ہو جاتی اور مجھے دروازہ پر اس عرصہ تک کھڑا ہونا نہ پڑتا۔

صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ اس مقام میں بعض مشائخ نے کہا تھا کہ اس خاطر میں کہ خیر نساج کو شرف ہو۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کیونکر جانا۔ جواب یا کہ وہ اُنکے پیر تھے لامحالہ پیر اکثر احوال مرید پر مشرف ہو جاتا ہے۔

الواقع :- واقع عبارت اس سے ہے کہ کوئی معنے بخلاف خاطر دل میں آ کر ٹھہر جائے اور کسی طرح دفع نہ ہو سکے۔ چنانچہ کہتے ہیں خَطَرَ عَلٰی قَلْبِیْ وَ وَقَعَ فِیْ قَلْبِیْ خطور کیا ہے میرے دل پر اور آن پڑا میرے دل پر۔ پس تمام دل محل خواطر ہیں لیکن وقائع انہیں دلوں میں صورت پکڑتے ہیں کہ جن کے اندر حدیث حق کے سوا کچھ نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب مرید کو راہ حق میں بند جسکو فترۃ بھی کہتے ہیں پڑ جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ اُس کو واقعہ پیش آیا۔ اہل لسان مسائل

Marfat.com

میں واقعہ سے اشکال بھی مراد لیتے ہیں اور جب کوئی شخص اس کا جواب دیتا ہے تو کہتے ہیں واقعہ حل ہوا۔ لیکن اہل تحقیق کہتے ہیں کہ واقعہ وہ ہے کہ جس کا حل روا نہیں۔ اور اگر حل ہو گیا تو خاطر ہوگا۔ کیونکہ اہل تحقیق کا بند حقیر نہیں ہو سکتا۔

الاختیار :۔ اختیار سے مراد یہ ہے کہ اختیار حق کو اپنے اختیار پر مقدم کریں یعنے خیر و شر سے جو کچھ حق نے ان کے لئے اختیار کیا۔ اس پر اکتفا کریں لیکن یہ بھی اسی کی طرف سے ہے اور اگر یہ نہ ہو تو ہرگز بندہ اپنے اختیار کو چھوڑ کر اختیار حق کو اختیار نہ کرے +

کسی نے بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ امیر کسے کہتے ہیں۔ فرمایا کہ جس کا اختیار نہ رہے اور وہ اختیار حق کو اختیار کرلے +

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ تپ چڑھ گئی تھی۔ کہا الٰہی مجھے اچھا کر دے! الہام ہوا تو کون ہے کہ میرے ملک میں تصرف کرتا ہے اور اپنے اختیار کو دخل دیتا ہے میں اپنے ملک کی تدبیریں تجھ سے بہتر جانتا ہوں۔ تجھے چاہئے کہ میرے اختیار کو اختیار کرے نہ کہ اپنے اختیار کو دخل دے ⁘

الامتحان :۔ اس لفظ سے دل اولیاء کا آزمانا مراد ہے کہ حق کی طرف سے طرح طرح کی بلائیں مثل خوف و حزن و قبض و ہیبت ان کے دل پر پہنچتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ؕ یعنے یہ وہ گروہ ہیں کہ امتحان کیا ہے اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں کا قبول تقوےٰ کے لئے۔ پس اس گروہ کے لئے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم ہے +

البلاء :۔ بلا سے بدن اولیا کا امتحان کرنا مراد ہے۔ طرح طرح کی شقتوں اور بیماریوں سے اور جس قدر بلا بندہ پر قوی تر ہوتی ہے۔ حق کے ساتھ قربت زیادہ تر ہوتی ہے کیونکہ بلا لباس اولیاء ہے اور گہوارہ اصفیا اور غذاء ے

Marfat.com

انبیاء +

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے سعد ابن ابی وقاص روائت کرتے ہیں :-
سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ کذا فی الدارمی +

فی الجملہ بلا اس رنج کو کہتے ہیں کہ بندہ مومن کے دل و بدن پر پہنچے + اور حقیقت اس کی نعمت ہو- وجہ یہ کہ اس کے اسرار بندہ پر پوشیدہ ہیں- اگر یہ ان آلام کی برداشت کریگا تو ثواب ملیگا- بخلاف کفار کہ انکو بسبب شقاوت تکلیف دیجاتی ہے ہرگز شفا نہیں بخشتی- پس بلا کا مرتبہ مرتبۂ امتحان سے بزرگتر ہے- کیونکہ تاثیر امتحان دل پر ہے- اور اثر بلا دل و بدن دونوں پر- واللہ اعلم بالصواب +

التحلی تشبیہ اس قوم سے کہ جن کے قول و عمل اچھے ہوں- رسولخدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم فرماتے ہیں لَیْسَ الْاِیْمَانُ بِالتَّحَلِّی وَالتَّمَنِّی لٰکِنْ مَاوَقَرَ فِی الْقُلُوْبِ وَصَدَّقَہُ الْعَمَلُ ایمان نہیں ظاہر آرائے و آرزو کرنے میں لیکن اس چیز میں ہے کہ موقر ہو دلوں میں اور راست کرے اس کو عمل نیک- پس مشابہ کرنا اپنے کو گروہ اہل تحقیق سے بغیر اسکے کہ حقیقت کو پہنچیں- معاملہ تحلی ہے لیکن جو ایسے ہیں کہ ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ- وہ جلد فضیحت ہو جاتے ہیں اور ان کا راز فاش ہو جاتا ہے +

التجلے :- تجلے تاثیر انوار حق کہ قبولیت کی جہت سے مقبلوں کے دلوں پر پڑے تاکہ اس تجلے سے ان میں وہ قابلیت پیدا ہو کہ چشم دل سے حق کو دیکھ سکیں اور فرق رویتِ دل و رویتِ اعیان میں یہ ہے کہ متجلے چاہے دیکھے یا نہ دیکھے- یا

لہ پوچھے گئے نبی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم لوگوں میں کس پر بہت سخت مصیبت ہے- فرمایا آپنے انبیاء پر پھر جو ان کے بعد افضل ہوں- پھر جو ان کے بعد افضل ہوں ۱۲ لہ نہیں ایمان ساتھ آراستگی ظاہر کے اور آرزو کے لیکن وہ چیز کہ موقر ہو دلوں میں اور راست کرے اس کو نیک عمل ۱۲ ب اللغہ

Marfat.com

کسی وقت دیکھے کسی وقت نہ دیکھے۔ بخلاف اہل عیان۔ یہی سبب ہے کہ اہل عیان
بہشت میں اگر چاہیں کہ نہ دیکھیں تو اُن سے یہ نہ ہوسکیگا۔ کیونکہ تجلے پر ستر جائز
ہے اور رویئت پر حجاب روا نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب +

التخلے :۔ اعراض اشغال مانعہ سے۔ یعنے جو چیزیں مانع راہ خدا ہیں اُن
کی طرف سے مُنہ پھیرنا۔ سو منجملہ موانعات ایک دُنیا ہے اُس سے ہاتھ اُٹھائے +
دوسرے ارادۂ عقبےٰ۔ اُسکا خیال دل سے دُور کرے + تیسرے متابعت نفس و ہوا
اُسکے سودا سے سر خالی کرے + چوتھے صحبت خلق اُس سے کنارہ کش ہو +

الشُرُوُدُ (فرار) :۔ آفات حجب و تعلقات اور اُن میں جو بیقراری ہو اُس
سے خلاص طلب کرنے کو شرود کہتے ہیں اور جو شخص ابتداء طلب میں بیقرار
زیادہ ہوگا۔ انتہا میں متمکن زیادہ تر ہوگا +

القصود :۔ صحبت عزیمت سے مراد ہے کہ طلب حقیقت میں ہو اور قصد اُن
لوگوں کا حرکت و سکون میں یکساں ہے۔ کیونکہ دوست راہ دوست میں اگر
ساکن بھی ہو تو ساکن نہیں بلکہ رواں ہے۔ وجہ یہ کہ دوست ملنے علت سے خالی
ونلے حرکات قاصد ہیں۔ ان کے تمام صفات قصد ہو گئیں کہ غائت کیطرف
متوجہ ہیں۔ غرض جب دوستی حاصل ہوئی قصد ہے قصد ہے +

الاصطناع :۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ بندہ کو اُس کے نصیب
کے فنا اوصاف و حظوظ نفس کے زوال سے مہذب کر دے۔ یہاں تک
تبدیل اوصاف نفسانی کی جہت سے بیخود ہو جائے۔ اس درجہ سے پیغمبر مخصوص
ہیں۔ اور بعضے مشائخ رحمہم اللہ تعالےٰ اس معنی کو اولیاء پر بھی روا رکھتے ہیں +

الاصطفاء :۔ اصطفا وہ ہے کہ حق تعالےٰ بندہ کے دل کو اپنی معرفت
کے لئے فارغ کرے تا آنکہ معرفت الٰہی فرش صفا اُس کے دل میں بچھا دے
اس درجہ میں خاص و عام مومن عاصی سے مطیع و ولی سے نبی تک شامل ہیں

Marfat.com

چنانچہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ ؕ[1]

الاصطلام :- اصطلام تجلیات حق کو کہتے ہیں کہ بندہ کی خواہشیں نفی کرکے امتحان لطف کے ساتھ اس کو مقہور کردیں - واللہ اعلم بالصواب ؕ

الرین :- رین حجاب کفر و ضلالت ہے دلبر کہ ایمان بغیر کسی طرح نہیں اٹھ سکتا - چنانچہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ؕ[2] بعضے کہتے ہیں رین وہ ہے کہ اس کا نوال کسی طرح ممکن نہو - کیونکہ کفار کا دل اسلام پذیر نہیں اور یہ جو ان میں سے ایمان لاتے ہیں علم الٰہی میں مومن تھے ؕ

الغین :- غین ایک حجاب ہے دلبر کہ استغفار سے اٹھ جاتا ہے اور وہ دو طرح کا ہے خفیف و غلیظ ؛ غلیظ اہل غفلت و اہل کبائر کا - اور خفیف عام ہے ولی و نبی کے واسطے - رسولخدا صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِنَّهٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ وَاِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ ؕ[3] پس غین غلیظ کے لئے توبہ شرائط کے ساتھ چاہیئے اور خفیف کے لئے رجوع صادق حق کی طرف اور توبہ معصیت سے طاعت کی طرف بازگشت کرنی ہے اور رجوع اپنے سے حق کی طرف بازگشت کرنی - پس توبہ جرم سے کرتے ہیں - جرم امر میں مخالفت کرنی ہے اور دوستوں کا ارادت میں مخالفت کرنا - پس جرم عام

---

[1] پھر وارث کیا ہم نے کتاب کا ان لوگوں کو کہ چن لیا ہم نے اپنے بندوں میں سے پھر ان میں سے ظلم کرنے والا ہے واسطے نفس اپنے کے اور ان میں سے میانہ روی کرنیوالے ہیں اور ان میں سے آگے بڑھنے والے ہیں ساتھ نیکیوں کے ۱۲ ؛

[2] ایسا نہیں بلکہ زنگ پکڑ گیا ان کے دلوں پر جو کچھ تھے وہ کماتے ۱۲ ؛

[3] ہر آئینہ پردہ واقع ہوتا ہے میرے دل پر اور البتہ میں استغفار کرتا ہوں اللہ سے ہر روز سو مرتبہ ۱۲

Marfat.com

کا معصیت ہے اور جرم دوستوں کا اپنے وجود کا دیکھنا۔ اگر کوئی خطا سے ثواب کی طرف بازگشت کرے تائب ہے۔ اور اگر صواب سے صواب کی طرف کرے اس کو آئب کہتے ہیں +

صاحب کشف المحجوب نے باب توبہ میں اسکو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جس کو دیکھنا ہوائس ہیں دیکھے +

التلبیس :- ایک چیز کے برخلاف ظاہر کرنے کو تلبیس کہتے ہیں یہ صفت مخصوص حق تعالےٰ سے ہے۔ کیونکہ دشمنوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ ہمسے راضی ہے اور دوستوں سے اس طرح پیش آتا ہے کہ بے وقوف لوگ جانتے ہیں کہ اللہ ان سے ناراض ہے اور اگر کسی محل پر اس قوم میں سے کوئی خصال پسندیدہ کو صفات مذمومہ کے پردہ میں چھپا لیتا ہے اور اس کو بھی کہتے ہیں کہ فلاں شخص تلبیس کرتا ہے +

الشرب :- حلاوت طاعت ولذت کرامت وراحتِ انس کو شرب کہتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کوئی شخص کوئی کام جبتک کہ اس کو اس میں لذت وشرب معلوم نہو نہیں کرتا۔ اور جس طرح شرب تن پانی سے ہے شرب دل راحات وحلاوت سے ہے +

صاحب کشف المحجوب کہتے ہیں کہ حضرت ابوالقاسم گرگانی میرے پیر فرمایا کرتے تھے کہ مُریدنے شرب وعارف باشرب ارادت ومعرفت سے بیگانے ہیں۔ کیونکہ مرید کے لئے لازم ہے کہ کردار میں شرب سے خالی ہو تاکہ ارادت میں حق طلب ادا کرے اور عارف شرب نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس کو بجز حق کسی کی طرف خیال کرنا شرک ہے +

الذوق :- ذوق کا حال بھی ویسا ہے جیسا شرب کا۔ لیکن شرب راحات ہے اور ذوق رنج وراحت دونوں کا محتمل ہے۔

Marfat.com